UNIVERSAL
LIBRARY
OU_222670

UNIVERSAL
LIBRARY

OUP—391—29-4-72—10,000.

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۸۹۱۰۴ ق۳۱ Accession No. U14824

Author قمر الدین خان، خواجہ مرزا

Title لغت اردو

This book should be returned on or before the date last marked below.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف — غزل در حمد — الف

حسن یکتائی پہ لاشے کا ہے زیور تیرا
بوالعجب ذات پہ یہ حیرتی پیکر تیرا

شے مین شے تو ہے نہ جوہر مین ہے پیکر تیرا
لعل مین لعل نہ گوہر مین ہے گوہر تیرا

کیا تماشا ہے کہ ہر شے مین ہے مظہر تیرا
لیکن آتا نہین ادراک مین جوہر تیرا

نام وہ نام کہ موجود ہے موجود نہین
ذات وہ ذات کہ شخصی نہین پیکر تیرا

رنگ وہ رنگ نہین رنگ ممیز جس کا
حسن وہ حسن کہ تشخیص سے باہر تیرا

پردہ وہ پردہ کہ صورت پس جلباب نہین
جلوہ وہ جلوہ کہ خودبینی مین مضمر تیرا

جو بھی ہوتی جو دوئی کی تو نظر آجاتا
گھر کے اندر کبھی جلوہ کبھی باہر تیرا

گھر بھی وہ گھر کہ جہت جسکی جہت سے نابود
ہو ولا ہو ہے مگر خانہ بے در تیرا

خانہ ہوتا تو تجسس سے مقرر ملتا
رات دن مین کبھی کھلتا در منظر تیرا

خاک مین عمر ملی پر نہ ملا گھر ہمکو
منظر غیر نے دھوکا دیا اکثر تیرا

عقل پھرتی ہی رہی ڈھونڈتی تیرا مسکن
کھوج دیکھا ہی کیا باصرہ در در تیرا

تیرا دیدار ہے تکرار تجلی شاید
نہین ہوتا نہین ہوتا ہے مکرر تیرا

مسجد و کعبہ و بتخانے مین دیکھا نملا
غیر محراب عبادت کہین مظہر تیرا

تو نہین ہے تو فلک پر یہ تماشا بنکر
کیون دکھاتے ہین نمونہ مہ واختر تیرا

ڈال رکھا ہے تحیر مین کرشمون نے تیرے
وقف نظارہ نہین حسن منور تیرا

سنگ بھی در پہ نرکھا کہ نشانی رہتی
دہوکا کھاتا نہ کوئی عاشق مضطر تیرا

کیسی حیرت ہے زمانہ مین ہو شہرت تیری
پھر کسی کو نہو دیدار میسر تیرا

طور کی جلوہ گری عام اگر ہو جاتی
پردہ داری کا نہ آتا گلہ لب پر تیرا

سچ تو یہ ہے تجھے منظور نہین جلوہ گری
نام تشخیص ہے ہو شخص مصور تیرا

جس نے سمجھا تجھے حسن بشری مین سمجھا
جوہر ذات تو سمجھا ہے پیمبر تیرا

آنکھ کھولی ہے تو ہمنے تیرا جلوہ دیکھا
ہوش آیا تو سنا نام بھی گھر گھر تیرا

کیون نہ سمجھے تجھے راقم حق مین موجود
دیکھے ہر جلوہ مین جب جلوہ برابر تیرا

غزل در تصوف

قائل تو پہلے ہو دل نادان وجود کا
پھر مسئلہ بھی پوچھو بحث شہود کا

آسان نہین ہے جاننا رستا کشود کا
پیچیدہ ہے معاملہ اس تار و پود کا

شرح شہود کھیل نہین فہم چاہیئے
نظارہ دل لگی نہین تاب شہود کا

واعظ سے ہمکو بحث نہین کچھ کہا کرے
وہ تو مرید ہے رہ و رسم قیود کا

کانون سے سن حدیث جہان مین وجود کو
آنکھون سے دیکھ اپنے تماشا وجود کا

تمثال ہے وجود کی سامان برق طور
نظارہ کلیم ہے برہان شہود کا

یہ گوشہ گوشہ نقش و نگار بساط دہر
پیش نظر ہے آئینہ حسن وجود کا

نشو و نمائے عالم ہستی پہ کر نظر — وحدت کا وہ شہود ہے مظہر وجود کا
یہ جلوہ جلوہ لالہ و گل شاہدان باغ — تصویر ہین وجود کی پیکر شہود کا
عنصر کا اعتدال خلا مین خیال کر — پانی مین خاک باد مین سرمایہ دود کا
بیت الحرم مین جلوہ گری کسکی ذات کی — محراب بندگی ہے نشان کس شہود کا
بیت الصنم مین چشم صنم کی اشارتین — ایما شہود کا ہے اشارہ وجود کا
مسجود کس کا عام ہے معبود کس کا نام — کعبہ ہے کس کے نام کا قبلہ سجود کا
برگ شجر مین ریشہ دوانی گواہ ہے — رگ رگ مین ہے لکہا ہوا طغرا وجود کا
زاہد کی ناصیہ پہ ہے صوفی کی سینہ پر — دہبا عیان وجود کا جہلکا شہود کا
معنی کہلین وجود کی عینک ہو حق نما — ادراک عقل سرمہ ہو چشم حسود کا
کس کو ہے اختیار بقا و فنائے شے — قادر ہے کون عالم نابود و بود کا
نزدیک ہے خیال کے ادراک کے قریب — شہود کا مشاہدہ جلوہ ودود کا
شاہد ہے عام جلوہ گری مہر و ماہ کے — دورہ یہی ہے گواہ سپہر کبود کا

راقم نہین وہ آنکہہ جو لاشے کو دیکہئے
لاشے کا شے مین جلوہ ہے پرتو وجود کا

غزل نعتیہ

عجب حسن آفرین مطلع ملا شان محمدؐ کا — سزاوار صفات ذات شایان محمدؐ کا
ازل سے ہون مین ابجد خوان دبستان محمدؐ کا — سبق بہولا نہین ارکان ایمان محمدؐ کا
ستایش مین مری وہ لطف ہے شان محمدؐ کا — کہ عزم حق مین مضمر شوق ارمان محمدؐ کا
ثنا مین تری زبان مین غنچہ سے مری پہول جہڑتے ہین — بنے گلدستہ ہر گل [illegible] دیوان محمدؐ کا

بڑا احسان ہو یارب تم اگر لوح و قلم دیدو
بیان مجھسے سنو پھر رفعت شان محمد کا

نوا سنجی مری پہونچائے پہر روح الامین تکہ
سلام شوق رب پیغام یزدان محمد کا

عروج شاہ عالم کا ہی سامان عرش اعظم پر
خدا ہے میر سامان آپ سامان محمد کا

مسلمان جائین دوزخ مین یہ سب کہنے کی باتین ہین
اشارا ہو چکا ہے چشم و مژگان محمد کا

رہائی خاکسارون کی نہو یہ بہی تماشا ہے
خدا کو کیا نہو گا پاس پیمان محمد کا

نہین ہوگا نہین ہوگا کبہی منظور داور کو
گریبان چاک دیکھے خاکساران محمد کا

ہر ایک آزاد بندہ ہے غلامان محمد مین
کہ آزادی مین ہے پابند فرمان محمد کا

مسلمان مین ہی ہون کہنے کو ہو جائے اگر مجھپر
محمد کی نوازش رحم یزدان محمد کا

نہ پہونچایا مری قسمت نے صحرائے مدینہ تک
رہا دل کا ہے دل مین شوق میدان محمد کا

سنبہل کر راہ یثرب مین قدم رکہہ آبلہ پائے
نہ ٹوٹے پانو سے کانٹا بیابان محمد کا

نہ دیکہا ہمنے دنیا مین تو دیکہین گے قیامت مین
تماشا عام اوس حسن فراوان محمد کا

نہو مایوس تو راقم یہ گل ہی کہلنے والا ہے
نسیم رحم یزدان سے گلستان محمد کا

ردیف الف غزلیات عاشقانہ

جان کو روگ لگانا ہے پہنسانا دل کا
ڈالنا آگ مین ہے دل سے لگانا دل کا

یا الہی کہین ہو جائے ٹہکانا دل کا
دیکہا جاتا نہین غمگین سے ترسانا دل کا

جانتا ہون نگہ ناز کی کج بینی کو
نظرون نظرون مین ہے مقصود چرانا دل کا

شرم سے نیچی نہین چشم فسونگر کا غضب
خاک مین چاہتی ہے اور ملانا دل کا

زندگی ہوکے گئے اسباب کرین کیا جی کر
کچھ طبیعت کا پتہ ہے نہ ٹہکانا دل کا

آرزوئے دلِ ناکام نکالو اب تم
پوچھتے کیا ہو تغافل سے فسانا دل کا

آنکھ مین پھرتا ہے وہ مشغلہ راز ونیاز
منتین میری کسی کا وہ جلانا دل کا

وہ بلاتے ہین نہ ہم جاتے ہین مشکل ٹھہری
حسرتون مین یون ہی کٹتا ہے زمانا دل کا

اپنی بے مہریان بے مہر تجھے یاد بھی ہین
وصل مین روٹھنا ہر بار دکہانا دل کا

آرزوئے شبِ عشرت ہے وہ ہوگی کتنی
کیا نکالے کوئی ارمان پرانا دل کا

دل کا لینا تمہین منظور ہے اچھا لے لو
لیکن ارمان بھی پہلے کوئی جانا دل کا

نازِ دل گیر نہ جانا نہ ادائین آئین
تمکو آیا بھی تو آیا ہے ستانا دل کا

رات تھوڑی سی ہے ارمان بہت ہین اے قمر
چھیڑ دینا تمھین یار فسانا دل کا

سوزِ فراق سے دلِ بیتاب جل گیا
اچھا ہوا کہ عشق کا طولِ امل گیا

اقرار وصل کا ہوا اور وہ کہکے ٹل گیا
اون کا تو ایک کھیل تھا یان دم نکل گیا

غیرون کے اب تو ناز اٹھانے پڑے تمہین
بارے غرورِ دل کا طبیعت کا بل گیا

ہم مر گئے بلا سے کسی کو خوشی ہوئی
ارمان نہ نکلا اپنا کسی کا نکل گیا

دیوانہ بن کے رام کیا ہم نے یار کو
آخر فریبِ عشق تھا کافر پہ چل گیا

آنے کو آپ آئین گے وہ شوق اب کہان
آنکھون مین رات کٹ گئی ارمان نکل گیا

اچھا تھا بدلے وصل کے جاتا دلِ حزین
افسوس یہ بھی مفت گیا بے محل گیا

بیگانگی نے یار کی وحشی بنا دیا
جو ذوقِ وصل دل مین تھا وہ بھی نکل گیا

کس کو غرض تھی بیٹھتا پہلو مین یار کی
اٹھنے دیا نہ دل لیے یہ ظالم مچل گیا

وعدہ کیا ہے آئے تمہین خیر یہ بھی
تسکین دل کی ہو گئی مضطر سنبھل گیا

فرقت کے غم نے کھو دئے اسباب آرزو / ایک دل رہا ہے نام کو وہ آج کل گیا
ہم تو گئے تھے دیکھنے اونکی ادائے چشم / اک برق تھی کہ دل پہ گری دل ہی جل گیا
الفت جتا کے ہمنے ڈبو دی رہی سہی / بے مہر مہربان تھا تیور بدل گیا
دل کا جگر کا حال مری پوچھتے ہو کیا / رہنا تھا جسکو رہ گیا جلنا تھا جل گیا
اچھا ہوا کہ لے لیا غارت گرون نے دل / کھٹکا قضا کا مٹ گیا خوف اجل گیا
امید قطع ہو گئی صبر آگیا ہمین / اک خار غم کھٹکتا تھا وہ اب نکل گیا
حیران ہین پارہ دوز جنون کا علاج کیا / دامن سیا نہ تھا کہ گریبان نکل گیا

راقم سخن کی قدر تو بارے دکن مین ہے
اہل سخن کا سنتے ہتے ذوق غزل گیا

مجکو انسان خدایا نہ بنایا ہوتا / ہان بنانا تھا تو شیدا نہ بنایا ہوتا
مثل مجنون مجھے دیوانہ بنایا ہوتا / بہر خرسندئے جانانہ بنایا ہوتا
گر مقدر نہ تھا شاہانہ ہمارا نہ سہی / اک گدائے در جانانہ بنایا ہوتا
مجکو مشق ستم یار کیا کیون یارب / نہ بنایا نہ بنایا نہ بنایا ہوتا
مین کسی چشم تماشا کا تماشا بنتا / نقش دیوار صنم خانہ بنایا ہوتا
دوست پامال تو کرتا مجھے آتے جاتے / جادۂ کوچۂ جانانہ بنایا ہوتا
مین بھی لذت کش لبہائے حسینان بنتا / اس مری خاک کا پیمانہ بنایا ہوتا
عاشق کافر بدکیش نکرنا تھا مجھے / محو گل بلبل مستانہ بنایا ہوتا
جب مجھے صحبت دلدار میسر نہوئی / باغ ہستی کو بھی ویرانہ بنایا ہوتا
رات دن یار کی آواز تو سنتا رہتا / پاسبان در جانانہ بنایا ہوتا

شمع روجاتے یون مرتے ہین مرنیوالے | مجکو بھی ہمسر پروانہ بنایا ہوتا
گر مقدر مین تھا جلنا مرا پھر شمع مثال | یار کا زینتِ کاشانہ بنایا ہوتا
ہاتھہ مین رہتا کسیکے کسی لب پر مین بھی | شیشہ وساغر وپیمانہ بنایا ہوتا

شوق تھا یار کو افسانہ سے راقم تمنے
عشق کا اپنے بہی افسانہ بنایا ہوتا

جو تذکرہ ہے طور کے برق وشرار کا | شعلہ تھا وہ مرے نفسِ شعلہ بار کا
بُہکتا چلے زمانہ غمِ روزگار کا | باقی ہے ایک مرحلہ روزِ شمار کا
اسد مین ہون اور یہ غمِ وصلِ یار کا | تو جانتا ہے دردِ دلِ بیقرار کا
جب تجھہ مین زلفِ یار کی نکہت نہین نسیم | کیون دل جلانے آتی ہے امیدوار کا
آئینہ تاب لا نہ سکے جسکے حسن کی | حیران نظارہ کیون نہو آئینہ دار کا
آجاؤ پھرتے چلتے کبھی غمکدہ مین تم | آنکھون سے ہم بھی دیکھہ لین آنا بہار کا
لکھدیتا وصلِ یار جو میرے نصیب مین | کیا اس مین کچھہ بگڑتا تھا پروردگار کا
ہو جائے طولِ حشر کو اتنا خدا کرے | پورا نہ ہو زمانہ مرے انتظار کا
چھوٹی سی چھوٹی رات بھی اچھی ہی وصل کی | چھوٹے سے چھوٹا دن بھی ہے اچھا بہار کا
امید جب نہین تو خوشامد کسی کی کیون | امید پر مدار ہے امیدوار کا
تمنے تو کہدیا ہے ہنسی مین کہ آئینگے | کیونکر زمانہ ہمسے کٹے انتظار کا
رونا یہی رہے گا تو ہونا ہے ایکدن | خانہ خراب دیدۂ خوننابہ بار کا

راقم اُٹھائے ہمنے بہت جورِ یار کے
لیکن اُٹھا سکے نہ ستم روزگار کا

کیا اعتبار وعدہ بے اعتبار کا — بہولے نہین ہین لطف ابہی انتظار کا

کیا ذکر ہین وہ ذکر ہے روز شمار کا — قصہ دراز ہے مری شب ہائے تار کا

واعظ غضب ہے توڑنا دل بادہ خوار کا — یہ ابر یہ ہوا ہو یہ موسم بہار کا

ہان ابر سیکشون پہ برس اسقدر برس — دریا بہا دے آج مے خوشگوار کا

صورت تری کہتی ہے کہ یہ دریا بہائے گا — منہ کہل گیا اگر رگ ابر بہار کا

کیا پوچہتے ہو حال کبہی دل مین بیٹہہ کر — آنکہون سے دیکہو لطف مرے انتظار کا

مدت کی لاگ مجہسے ہے زلف دراز کو — یہ طول بے سبب نہین شب ہائے تار کا

جینا تمہارے وعدہ پہ میرا ہی کام تہا — دامن نہ چہوڑا زندگی مستعار کا

تکلیف کیون سُنے وہ کسی دردمند کی — افسانہ جو سُنے ستم روزگار کا

آنے مین دیر کرنی تہی تمنے غضب کیا — پانے دیا نہ لطف مجہے انتظار کا

کر لین گے کل کا وعدہ بہی منظور آپکا — ہم دیکہہ لین شکیب دل بیقرار کا

مین ہجر مین جیا تو یہ سمجہو کہ یاد مین — اٹکا ہوا تہا دم ابہی امیدوار کا

نالہ سے تم کو وہم ہے قربان آپ کے — کیا حال آپ بہول گئے اضطرار کا

ہم جانتے ہین تمکو تمہاری زبان کو — وعدون ہی مین نکالو گے موسم بہار کا

دونون طرف امید کشاکش مین ہے پڑی — وان شوق ہے بہانہ کا یان انتظار کا

ہمتو بہرے ہی بیٹہے تہے راقم غضب کیا
کیون ذکر کر دیا مژہ اشکبار کا

فرقت کا طور طور ہے سارا نشور کا — غوغا فغان مین حشر کا نالون مین صور کا

ہمسے نہ شکوہ اہل فلک ہو قصور کا — نالہ کا ہے ارادہ فلک سے عبور کا

دل کا علاج اور مسیحا خدا کی شان — ڈوبا وقار عشق دل بے شعور کا
اچھا کیا کہ اوس نے ستم کو بڑھا دیا — اب امتحان ہوگا دل ناصبور کا
اوس کو گمان صبح ہوا مجھپہ بن گئی — پایا جو رنگ زرد سحر شمع نور کا
ہنگام وصل کوئی نہ ہو غیر آرزو — اس شمع پر بھی پردہ ہو شرم حضور کا
مین بھی لئے دیئے رہا وہ بھی لئے دئے — تصویر خانہ بن گیا بزم سرور کا
میری سنی نہ اپنی کہی چپکے اٹھ گئے — کھولا سبب خطا کا نہ باعث قصور کا
گھر جاؤ تم رقیب کے ایسے نہین ہو تم — ہان کوئی شوق لے گیا ہوگا ضرور کا
وعدے ہی کرتے کرتے گزاری تمام عمر — آخر زمانہ کھو دیا عیش و سرور کا
اقرار منہ سے کرتے ہو پھر بھول جاتے ہو — انداز یہ بھی ہے کوئی ناز و غرور کا
تم مجھسے ملنے آئے ہو آئے کہان سے ہو — آتا ہے جیسے کوئی تھکا ماندہ دور کا
تم دو قدم نہ چلتے تھے دشمن کے گھر گئے — آخر پڑا ہے صبر کسی ناصبور کا

چل کر کلال خانہ مین راقم پئین شراب
چسکا ہے زبان کو شراب طہور کا

آپ آتے تو علاج غم پنہان ہوتا — تمسے ملکر دل صد چاک کا درمان ہوتا
نزع کے وقت وہ آتے بھی نہ رک جاتی تو — اور اون پر ملک الموت ہی خندان ہوتا
سرمگین چشم پہ کچھ اور بھی جوبن کھلتا — کاکل و طرۂ طرار جو پیچان ہوتا
ہم بھی کہتے کہ جہان مین رہے آرام کے ساتھ — منہ جو کالا کبھی تیرا شب ہجران ہوتا
اس جلانے سے تو بہتر تھا کہ لیتے تم جان — مجھپہ احسان نہ سہی غیر پہ احسان ہوتا
پہونچتے پورے پہوپٹے شب غم کے اوسدن — میرا ہر آبلہ جب غنچہ بیابان ہوتا

سوزِ دل کی مری جب اونپہ حقیقت کہلتی / اون کے سینہ مین بہی آتشکدہ سوزان ہوتا

چارہ گر درد ہے کچہہ اور نہین سینہ مین / کچہہ خلش ہوتی اگر تیر کا پیکان ہوتا

قیس کی طرح جو مین تم سے تعلق رکہتا / مین بہی الٹی کا جامہ عریانی مین عریان ہوتا

موت کا وقت نہین نیند بہی کیا کام مین ہے / وہ بہی آتے شب فرقت مین تو احسان ہوتا

آپ کچہہ کہتے نہ سنتے مرے گہر آجاتے / صبح کو واقف اسرار نگہبان ہوتا

نامرادون کے کبہی گہر مین نہ دیکہا ہوگا / اخترِ روز چراغ شب ہجران ہوتا

کشمکش سے غم و اندوہ کی فرصت ملتی / کاش مرنا شب غم مین مجہے آسان ہوتا

تم بہی کچہہ میری طرح کرتے خوشامد میری / مجہہ پہ شیدا جو تمہارا دل شادان ہوتا

تلخیِ موت کو جینے کی سمجہتے لذت / ڈوب مرنے کو اگر چاہِ زنخدان ہوتا

تم بہی لیلے کی طرح مجہہ سے محبت کرتے / مین جو مجنون کی طرح چاک گریبان ہوتا

مجکو افسوس ہے تم شاہد بازار نہین / ورنہ ملنا بہی تمہارا مجہے آسان ہوتا

وہ نہ جاتے کبہی آغوش سے اوٹہکر میری / صبح کا دیکہہ لیا چاک گریبان ہوتا

ہمنے اس ناز سے دیکہا ہے کسی کو آتے / آج راقم بہی اگر دیکہتا حیران ہوتا

دل تو مانا کسی صورت پہ ہے آیا آیا / پر طبیعت مری وہ آئی کہ دریا آیا

آنکہہ مین سحر ہے کافر کی کہ اوسکے گہر مین / جو تماشے کو گیا بن کے تماشا آیا

اور سب عاشق جانباز رہے مین ناکام / کام آیا ہے تو کچہہ عشق زلیخا آیا

کہو دیا لطف در یار کا اب غیرون نے / مین تو وان جانیکی واللہ قسم کہا آیا

مُنہ بنائے ہوئے قاصد کو جو آتے دیکہا / جان پر بن گئی پیغام قضا کا آیا

ناز آیا نہ وفا آئی نہ اندازِ ادا
تجکو آیا بھی تو عاشق کا ستانا آیا

وعدے کی رات یہ گزریگی کسی پر کیونکر
تجکو بے رحم خیال اتنا بھی میرا آیا

عمر بھر ظلم سہے اور جفائیں جھیلیں
پھر بھی جز شکر نہ لب پر گلہ تیرا آیا

صبر کر اے دلِ مضطر وہ نہیں عہد شکن
اپنے وعدہ پہ مقرر وہ رہے گا آیا

مجکو وہ یاد کرے ہوش کی بنوا قاصد
جسکی لب پر نہ کبھی نام خدا کا آیا

گھر کے باہر مرے ایک میلا ہے اغیار و نکا
مجھسے تم ملنے کو کیا آئے تماشا آیا

جا کے راقم کہو بے مہر سے بس تنگ نکر
اب تو واللہ مرے منہ کو کلیجا آیا

خوش ہوں کہ یار نے مجھے لاغر بنا دیا
اچھا ہے نازکی کے برابر بنا دیا

اب حشر کا یقین ہوا رفتارِ یار نے
زیر زمین سوتوں کو مضطر بنا دیا

عشاق رہ نشین نے کھویا وقارِ عشق
بازار کوئی یار کو رہ کر بنا دیا

پہلے ہی چشم مست تھی اوسکی نظر فریب
میری نظر نے اور فسون گر بنا دیا

انکار وصل لکھتے ہیں کس شوخیوں کے سات
حرف نفی پہ حرف مکرر بنا دیا

یہ بھی ادا کی شوخی ہے ہر حلقہ زلف کا
میرے جگر کے دود کا ہمسر بنا دیا

ہنسنے ہی اوس کو چھیڑ کے عادت بگاڑ دی
مشق ستم کا اور بھی خوگر بنا دیا

مشاطہ تجھپہ صبر پڑے میری جان کا
تو نے نگاہ یار کو خنجر بنا دیا

راقم ملو نہ یار سے کافر ادا ہے وہ
کافر رقیب نے اوسے کافر بنا دیا

جو نازک رہا وہ پیامِ فنا رہا
جو درد جزو دل ہوا جزو قضا رہا

مجکو جفا کا اوسکو وفا کا گلا رہا
ارمان کشمکش مین تماشا بنا رہا

فرہاد عشق پیشہ نے کہویا وقار عشق
سر پہوڑنا جو شیوہ اہل وفا رہا

یوسف بنو جفا کرو میرے لئے ہو تم
جو میرا بخت بخت زلیخا بنا رہا

ہر آستان کو سمجھے تمہارا ہی آستان
ہر در پہ ہم جھکے رہے سر ہی جھکا رہا

دیکھا اثر کبھی نہ اثر کا نشان کبھی
سوئے فلک درازی دست دعا رہا

اب تم ہمین ستاؤ نہ ہم تمسے کچھ کہین
ملنا ہمارا آپ کا روز جزا رہا

اوسکے سکوت سے ہوئی برباد آرزو
اوسکی خموشیون سے میرا مدعا رہا

رہبر کی کیون تلاش کرین جب قدم اوٹھا
شوق اپنا آپ آگے ہوا رہنما رہا

ہمسے تو کچھ کلیم ہی آپ ہی تہے خوش نصیب
دیدار تیرا مشغلہ اونکا بنا رہا

مانا تمہارا حسن جہان سوز ہے مگر
رنگ عذار آپ کا کیونکر بچا رہا

محشر مین لطف آئیگا تمکو جفاؤن کا
میری حمایتون پہ جو میرا خدا رہا

کوئی صنم مین بھی یہی ہے آسمان اگر
راقم تمہارا یا تو وہان کب تمہارا رہا

وہ رنگ نیا کونسا محشر کا نہ ہیگا
محشر کا تماشا تو مرے گھر مین رہیگا

یان دم ہی نہ باقی غم دلبر مین رہیگا
محشر کو وہ دیکھے گا جو محشر مین رہیگا

ڈرہے ترے محشر مین خریدار نہو جائین
بے پردہ جو تو دیدہ اکثر مین رہیگا

اچھا ہے یہ یار سے کچھ واسطہ پھر بھی
کانٹا تو کہٹکتا دل مضطر مین رہیگا

خوش ہین کہ نورو نوش کا آوازہ ہے بعد
ہر بزم مین باقی خم و ساغر مین رہیگا

کچھ ہم مکافات جہنم نہین اوس کو
جو ہجر کی یان سوزش آذر مین رہیگا

اغماض کرو ناز کرو یہ ہی سمجھ لو	وہ ہوکے رہیگا جو مقدر مین ہیگا
کیا شوق تماشا دل مشتاق کو ہوگا	جادو جو بھرا چشم فسونگر مین رہیگا
رکھو ہی نہین شمع شب وصل کہ معشوق	عذر نظر شمع منور مین رہیگا
تم ذبح کروگے ہمین ہم غم سے چھٹین گے	لیکن یہ لہو سینہ خنجر مین رہیگا
سیاح جہان گرد ہین آنکلے ادھر بھی	آزردہ نہو کون ترے گھر مین رہیگا
چھٹنے کا نہین خون شہیدان کبھی قاتل	سر پر ترے یا دامن خنجر مین رہیگا

کچھہ قدر سخن بزم سخن مین رہے رقم
پھر لطف سخن فکر سخنور مین رہیگا

میری تقدیر مین عاشق ہی اگر ہونا تھا	نخل امید مین بہی کوئی ثمر ہونا تھا
تھا مقدر کہ محبت مین ضرر ہونا تھا	عشق گویا سبب ریش جگر ہونا تھا
مدعا گریہ بیکار سے حاصل نہوا	تجکو خوننابہ فشان دیدہ تر ہونا تھا
کیا علاج دل صد چاک مسیحا کرتے	ہان کچھہ جہان مسیحا کا مگر ہونا تھا
وہ تو مہمان تھے رہتے نہین آخر جاتے	تجکو بدنام مگر وقت سحر ہونا تھا
دل کشی اہل نظر حسن اگر تھا اوس کا	مجکو بہی حوصلہ ذوق نظر ہونا تھا
یا ستمگار کو دل دیتے محبت والا	یا مرے نالون مین دل گیر اثر ہونا تھا
معنی عشق و وفا یار کے دل پہ کہلتے	ہمکو پامال سر راہ گزر ہونا تھا

سامنا چشم فسون گر سے نہوتا رقم
دل ازل مین ہدف تیر نظر ہونا تھا

غیر سے تم نے گلا میرا کیا	قدر کہو دی اپنی میرا کیا گیا

کیا کروگے آج تم کل کیا کیا
کوئی بہی تمنے کبھی کہنا کیا

غیر میرے ملنے پر کرتا ہے طعن
کیون نہین کہتے ملے اچہا کیا

شوق بزم غیر مین لے ہی گیا
رشک دامن شوق کا کہینچا کیا

وصل کی شب آئینہ خانہ بنے
وہ مجھے مین اونکو بس دیکہا کیا

دور کتنا آج سے ہے کل کا دن
آپ نے کیون وعدہ فردا کیا

خاک ڈالو اگلی پچھلی بات پر
بہول جاؤ ہمنے تمنے کیا کیا

وصل مین کرنا تہا سامان مئے
مدعا نذر مئے وصہبا کیا

میری اونکی وصل مین صورت یہ تہی
آئینہ کو آئینہ دیکہا کیا

یار سے کرنا تہا راقم گلا
رنج بیجا چہیڑ کر پیدا کیا

یار مصروف کسی غیر کی توقیر مین تھا
آج الجہاؤ مری آہ گلو گیر مین تھا

مین نہ تڑپا جو دم ذبح تعجب کیا ہے
جان قاتل مین تہی اور دم شمشیر مین تھا

دیکہنے کو مرے زندان مین وہ آئے افسوس
اور مین محو ہوا خندہ زنجیر مین تھا

ہجر کے بدلے اگر وصل ہے لکہتا کیا تھا
اختیار قلم کاتب تقدیر مین تھا

تہی مگر بات کوئی ذوق طپیدن معلوم
کوئی قاتل کا گلہ حسرت نخچیر مین تھا

اونکی آشفتگی دل کا تہا خط مین سبب
ایک پیرایہ مگر شوخی تحریر مین تھا

آتے آتے وہ رکے اونکی یہ تقصیر نہین
کچہ توقف مری فریاد کی تاثیر مین تھا

مانگتا کون دعا عقدۂ قسمت کے لئے
مین تو الجہا ہوا خود رشتہ تدبیر مین تھا

چارہ سازون کا عبث ہمنے اٹھایا احسان
مرہم اپنے ہی بن ناخن تدبیر مین تھا

ہم وہ دیوانے نگاہوں کے تھے دیکھا ہی نہیں
تیر جنگی مین تھا اور زہر بھرا تیر مین تھا

نامہ بر کام کیا کام کو سلجہا ہی دیا
کام وہ کام جو الجہا ہوا تقدیر مین تھا

تمنے آزردہ کیا شکوہ سے اوسکو رقم
آج وہ محو ہوا آپ کی تقریر مین تھا

رنگ فریب عشق جما یا نہ جائے گا
جبتک کہ نقش غیر مٹا یا نہ جائے گا

مانا کہ مجہہ سے جور اُٹھایا نہ جائے گا
کیا تمسے بے سبب ہی ستایا نہ جائے گا

بیگانگی نے یار کی دیوانہ کر دیا
اب ہجر کا مزا ہی اُٹھایا نہ جائے گا

تم مجہسے پوچھتے ہو مرے حال زار کو
پوچھون گا تم سے مین تو بتایا نہ جائیگا

قدرت سے نقشۂ قد دلدار بن گیا
اللہ سے بہی اب تو بنایا نہ جائے گا

آنے کو یون تو آؤگے آگے بہی آئے ہو
مین جس طرح بلاؤن گا آیا نہ جائے گا

کس دل سے کہتے ہو کہ تجہے خاک مین ملائین
تم سے تو خاک مین بہی ملایا نہ جائے گا

دشمن سہی حریف سہی بے وفا سہی
دل سے خیال یار بُہلایا نہ جائے گا

اے آہ تجہہ سے آگ لگائی نہ جائے گی
بگڑا ہوا ہے کام بنایا نہ جائے گا

رہنے دو زخم دل کو امانت ہے یار کی
احسان چارہ ساز اُٹھایا نہ جائے گا

جبتک شب وصال بڑہائی نہ جائے گی
حسرت کا شوق اونکو سنایا نہ جائے گا

راقم اُنہی بلائین وہ یان آئے بہی تو کیا
دم بھر کبھی اون سے پانو ٹکایا نہ جائے گا

الفت کا گرانبار اُٹھا ہے نہ اُٹھے گا
اے ہمت دشوار اُٹھا ہے نہ اُٹھے گا

اندوہ غم یار اُٹھا ہے نہ اُٹھے گا
تجہسے بہی شب تار اُٹھا ہے نہ اُٹھے گا

قسمت کی گرہ سخت ہی مشکل سے کہلے گی
یہ پردہ اسرار اُٹہا ہے نہ اُٹہے گا

الام زمانہ کو بھر طور بہگت لین
آزار شب تار اُٹہا ہے نہ اُٹہے گا

شورش تری سب نالہ شبگیر مسلم
غوغا پس دیوار اُٹہا ہے نہ اُٹہے گا

جب درد کا درمان تری ذات پہ ٹہرا
در سے ترے بیمار اُٹہا ہے نہ اُٹہے گا

جو وقت گیا ہات سے آیا ہے نہ آئے
جو سر سے گرا بار اُٹہا ہے نہ اُٹہے گا

کیون ذوق بیابان ہوا آبلہ پائی
احسان سر خار اُٹہا ہے نہ اُٹہے گا

آزردگی یار مین ایک لطف ہی لیکن
دشوار ہے دشوار اُٹہا ہے نہ اُٹہے گا

یہ راہ محبت ہے ذرا سوچ کے راقم
یان ایک قدم یار اُٹہا ہے نہ اُٹہے گا

لطف آئے یار سے تکرار کا
ہات مین میری ہو دامن یار کا

دیکھنا انداز چشم یار کا
حوصلہ ہے ہمت دشوار کا

لوٹتا تہا یار کی وقت وداع
مین بھی اور سایہ میری دیوار کا

دشت مین پہرنا ہی اب چہروائیگا
آبلون سے ٹوٹ جانا خار کا

روز نکلو شوخئ رفتار سے
بند کردو رستا بازار کا

جب گیا ہون کوچہ دلدار مین
مجہسے سر کا سایہ تک دیوار کا

کیسی قسمت ہات مین ہی یار کے
کہول دینا عقدۂ دشوار کا

ہے سلام اس عشق کے انجام کو
دل لگی ہے نام کس دشوار کا

اے ہجوم ناامیدی صبر کر
اب زمانہ ہو چکا اقرار کا

تجہکو ہوگا کچھ بہروسا نامہ بر
یار کا اور یار کے اقرار کا

یار کی محفل مین سیکہا شمع نے ۔ کام میری آہ آتش بار کا
دل کو اب کیا دیکھئے وہ دل نہین ۔ آئینہ ہے حسرت دیدار کا
مہر قاتل تھی کہ مرنے تک رہا ۔ سات میرے دم کے دم تلوار کا
جانے دو مرہم نہین ناخن تو ہے ۔ کار فرما زخم دامن دار کا
کیا زمانہ مین نہین شب ہاے تار ۔ چاندنی ہے جو سبب انکار کا
جاگتے ہین فکر مین اغیار کے ۔ نام میرے نالۂ بیکار کا

وصل کی امید راقم چھوڑ دو
تجھسے دل بیزار ہے دلدار کا

گریہ جب درخور اظہار تمنا ہوگا ۔ لخت دل ایک ہی گر آنکھہ مین الجھا ہوگا
ہم نفس لاکھ اگر بادیہ پیما ہون گے ۔ کوئی مجنون بھی پس ناقہ لیلا ہوگا
یہ مسلم کہ نہین دید کی صورت لیکن ۔ کوئی روزن تو کھلا دیدۂ بینا ہوگا
آج آتے ہین عیادت کو وہ کیا دیکھینگے ۔ ملک الموت سرہانے میرے بیٹھا ہوگا
ہم تو زندان سے چلے جاینگے پھر اے شب ہجر ۔ ہم نفس کونسا شایان ترے پیدا ہوگا
جب یہ ٹھہرا کہ رہے شکوۂ اغیار بجا ۔ میرا ہر شکر بجا شکوہ بیجا ہوگا
عشرت شوق یہ ہر بار خبر دیتی ہے ۔ نامہ بر آج ادہر سے کوئی آتا ہوگا

زندگی عشق مین ضایع نکرو تم راقم
کام دشوار ہے نقصان تمہارا ہوگا

یہ نسمجھے سوز دل آزار جان ہوجائیگا ۔ دل لگی آسان نہین جان کا زیان ہوجائیگا
گر چمن سے دور اپنا آشیان ہوجائیگا ۔ ہر دہان گل نوا سنج فغان ہوجائیگا

گر رگ و پے مین نہ دوڑا خون دل ملنے کا
زخم بنکر ایک دن ناسور جان ہوجائیگا

ہم فلک کو جانتے ہین گروہ ہی نامہربان
درد دل آخر ہی اپنا مہربان ہوجائیگا

نالہ و آہ و فغان سینہ مین ہین جبتک ہے خبر
جو زبان پر آگیا سوز زبان ہوجائیگا

آب حیوان ہم بھی پی سکتے ہین کچھ مشکل نہین
یہ جو لطف زندگی ہے رائیگان ہوجائیگا

بات ناصح کی ذرا راقم سمجھ کر ماننا
یار سُن لے گا تو کافر بدگمان ہوجائیگا

زلف کا کھیل ہے عارض پہ پریشان ہونا
سانپ کا کام ہے دولت کا نگہبان ہونا

اونکو ایک بات ہے دشوار کو آسان کرنا
ہمکو دشوار ہے آسان کا بھی آسان ہونا

ایسے مغرور ہین وہ حسن پہ اپنے تب بھی
آئینہ دیکھنا اور آپ ہی حیران ہونا

جس مین سو فتنہ گری لاکھ ہین انداز ستم
ایسے کافر کا ہے کیا سہل مسلمان ہونا

پھر اوسی کافر بدکیش پہ جان دیتے ہین
پھر ہوا چاہتے ہین دشمن ایمان ہونا

طعن احباب سہے سرزنش غیر سہی
عشق مین ننگ نہین چاک گریبان ہونا

کیون مری قتل پہ باندھی ہی کمر جانے دو
مجھسا دشوار ہے بہر صورت انسان ہونا

ہمسے پوچھو روش صبر و تحمل کیا ہے
ہمسے سیکھو روش زود پشیمان ہونا

کچھ بھی ہو سینہ مین گرمی تو ہی نالہ رسا
آہ سرمایہ ہی شعلہ کا فروزان ہونا

آہ پر سوز ہو راقم نہ فغان آتش بار
ایک گریہ مین رہا ہو مرے طوفان ہونا

کس کی بیتابی دل حال پریشان کس کا
تم چھُری پھیر بھی دو چارہ و درمان کس کا

کس کی تصویر ہے آئینہ دل مین یارب
محو نظارہ ہی یہ دیدہ حیران کس کا

مین ہون اور ہیم نفس چند ہین مشتاقِ جمال
دین کس کس کا رہے دیکھئے ایمان کس کا

طول سا طول ہی اللہ رے درازی اسکی
خون پی پی کے بڑہی ہی شب ہجران کس کا

کون ہی وادی وحشت مین نہین گرم خرام
نوک ہر خار مین اُلجھا نہین دامان کس کا

لاکھ مین ایک ہون پہچان لے قاتل مجکو
چاک ہے صورت لا دیکھہ گریبان کس کا

کیون نظر آتے ہین یہ خواب پریشان یارب
آج وہ کافر بدکیش ہے مہمان کس کا

رات کی رات ہین جب ہم ہی نہون گے دیکھین
پھر یہ ہوگا غم دل جان کا خواہان کس کا

جب یہ ٹھہرا کہ رہین غرق محبت رقسم
کس کا ہے بحر فنا چاہ زنخدان کس کا

طور پر جلوہ ہوا موسیٰ کو جس تنویر کا
تھا وہ ایک سرمایہ اپنے آہ آتش گیر کا

سہل ہے مٹھی مین لینا دل ہر ایک دلگیر کا
ذبح کرنا سخت مشکل ہے مگر نخچیر کا

مین بیابان گرد ہون اور چرخ ہی عالم نورد
آسمان سے مل گیا رشتہ مری تقدیر کا

لکھنے بیٹھا یار کو مین نامہ رشک عدو
ہر رگ جان نوکِ خامہ تھا میری تحریر کا

مانع صحرا نوردی کون ہے وحشت بتا
آج کیون ہلتا نہین حلقہ میری زنجیر کا

کوئی دن مین پھر ہرا ہو جائیگا ای چارہ گر
زخم مشتاق دوا ہے ناخن تدبیر کا

کیون فلک کو چھیڑتا ہی راقم ناشاد تو
وہ ہی جولان گاہ تیری نالۂ شبگیر کا

نکلتا نہین دم کو کیا ہو گیا
میرا دم بھی کیا مدعا ہو گیا

تصور مین آنے بھی شتری نہین
وہ کہتے ہین وعدہ وفا ہو گیا

عدو کی بُرائی بُرائی نہین
بھلا کہنا میرا بُرا ہو گیا

وہ الفت نہین جس مین آفت نہو
وہ نالہ نہین جو رسا ہوگیا

چھپانا قیامت ہوا حسن کا
پس پردہ عالم جدا ہوگیا

رہا تھا جو دل ایک ناکام سا
وہ اب نذر اہل جفا ہوگیا

زبان کٹتی سہے وان تو ہر بات پر
مرا شکر کرنا گلا ہوگیا

ستم سہتے سہتے دل دردمند
وفا آشنا بے وفا ہوگیا

ٹھکانے لگا اب دل نامراد
کسی کا شہید ادا ہوگیا

قیامت کی شب تھی شب انتظار
جسے کاٹنا ایک بلا ہوگیا

جو ارمان نکلا وہ ارمان ہی گیا
وہ کیا عقدہ راقم جو وا ہوگیا

مژدہ اے دل خلش درد کا سامان نکلا
درد سمجھے تھے جسے تیر کا پیکان نکلا

آخر اس عشق مین انجام کو نقصان نکلا
جان کی جان گئی دل کا نہ ارمان نکلا

ہمتو خوش ہین کہ رہے وصل کا ارمان دلمین
لذت ہجر کہان ہوگی جو ارمان نکلا

جس سے کی ہمنے وفا دشمن ایمان ہی بنا
دوست سمجھے جسے وہ جان کا خواہان نکلا

ایک تقدیر کا رونا ہو تو اوسکو روئین
محرم راز بنایا جسے دربان نکلا

مین تو ڈوبا ہون مگر تجکو بھی لے ڈوبونگا
تیرا انجام وفا یہ دل نادان نکلا

جو تماشا کہ نہ دیکھا تھا وہ دیکھا شب وصل
نکلے ارمان بہت پھر بھی نہ ارمان نکلا

ماہ رویون سے ملاقات کی تقریب ہوئی
خوب انداز سخن سلسلہ جنبان نکلا

اس تکلف سے گزاری شب وعدہ ہمنے
ہر نفس سینہ سے گنتا ہوا گھڑیان نکلا

ہمتو سمجھے تھے صنم خانہ مین جی بہلے گا
ہر پری چہرہ وہان دشمن ایمان نکلا

دل حسینون سے لگای سرو سوداکسکو | جو گیا بزم مین اون کی وہ پشیمان نکلا

ایک غزل اور بھی راقم لکھو جو لوگ کہین
دلی والون مین نیا اور سخندان نکلا

حوصلہ آج ترا دیدۂ گریان نکلا | اشک ہر ایک لیے نوح کا طوفان نکلا

چارہ ساز غم دل تیر کا پیکان نکلا | مرہم ریش جگر یار کا احسان نکلا

یون تو نکلے مرے ارمان ہزارون لیکن | آرزون سے بڑھا کوئی نہ ارمان نکلا

دیر و کعبہ مین بھی سامان اسیری پائے | طوق طاعت کہین نکلا کہین زندان نکلا

دم نکلنے کو تو نکلا مگر افسوس رہا | چھوڑ کر سینہ مین سب حسرت و ارمان نکلا

کچھ مزا آئے گا اب ہمکو جگر سوزی کا | چارۂ زخم جگر شور نمکدان نکلا

آفرین آہ رسا سوم کیا کس دل کو | مرحبا نالۂ دل درد کا درمان نکلا

دم نکلتا کسی زانو پہ تو ہم بھی کہتے | ہر نفس سات لئے حسرت و ارمان نکلا

ایک دن چین سے تو نے مجھے سونے نہ دیا | حوصلہ پھر بھی نہ تیرا شب ہجران نکلا

میرا ارمان نہ نکلا انھی پر خوش ہون | میری مرنے سے مرے دوست کا ارمان نکلا

چیر کر سینہ کو دیکھا جو پس مرگ مرے | خون ہوا پہلو مین دل سینہ مین ارمان نکلا

کوئی قاصد نہوا آج خبر لا دیتا | سنتے ہین غیر بھی محفل سے پشیمان نکلا

بندۂ عشق کو کیا ننگ ہے جس رنگ مین ہو | گو کسی دیدۂ خود بین مین وہ عریان نکلا

ہو گی ایسی بھی کسی کی شب فرقت راقم
ہجر کی شام مین جس کے مہ تابان نکلا

دم نکلنے کو ہے اور یار کا آنا ٹھہرا | آج اچھا ملک الموت سے جھگڑا ٹھہرا

سخت مشکل ہوئی مین یار کا جویا ٹہرا ‏ اور وہان جلوہ گہہ یار کلیسا ٹہرا
جب فسانون کی طرح عشق کا چرچا ٹہرا ‏ دل لگی کہیل ہوئی عشق تماشا ٹہرا
گرمی حسن نے عالم کو جلایا لیکن ‏ ایک تماشا ہی کہ رنگ رخ زیبا ٹہرا
یہ تو ملنا نہ ہوا کہیل ہوا لڑکون کا ‏ ابھی آئے ابھی جاتے ہین تماشا ٹہرا
زندگی ہے تو ملاقات میسر ہو گی ‏ ابھی کچہہ دن اسی امید پہ جینا ٹہرا
ہات کہینچے نہ جفا سے وہ پشیمان نہو ‏ ہر جفا پر مجھے ایک شکر بہی کرنا ٹہرا
یان بہروسا ہی نہین سانس کا آیا آیا ‏ وان ملاقات کا وعدہ پس فردا ٹہرا
کاٹ دینگے شب غم کی ہے درازی کتنی ‏ دل اگر کشمکش درد سے اپنا ٹہرا
ہم ہون اور یار ہو خلوت ہو کوئی غیر نہو ‏ ہمنشین وصل کا موقع کوئی ایسا ٹہرا
جان لے لوگے یونہی وعدون سے ترسا ترسا ‏ مار ڈالو گے دمون مین یونہی ٹہرا ٹہرا
جلوہ حسن کی کیا قدر تمہاری ہو گی ‏ جب وہ عالم کا گزرگاہ نظارا ٹہرا
غم واندوہ نے پائی نہ جگہہ دنیا مین ‏ بے ٹہکانون کا مرے دل مین ٹہکانا ٹہرا
خار ہون گے نہ سر خار رہین گے ای دشت ‏ مجھسا جس روز کوئی آبلہ پا آ ٹہرا
پائی جاتی ہین مرادین مگر مرنیکی وہان ‏ نامرادون کا مرادون پہ گزارا ٹہرا
آرزوئے دل ناکام تمنا نکلے ‏ مدعا دیدۂ بینا کا تماشا ٹہرا
داور حشر پہ بیداد کا چہوڑا انصاف ‏ کیا کرین گے جو وہان بہی وہی سچا ٹہرا

ناز کرتے رہو اس دل کا گوارا راقم
زندگانی کا اسی دل پہ سہارا ٹہرا

گر تیر جگر کے پار ہو گا ‏ دل کس کا امید وار ہو گا

جو وعدہ ہزار بار ہو گا — کب قابل اعتبار ہو گا
تم بھی اسے دل سمجھ کے رکھنا — غمخوار ہے غمگسار ہو گا
گر دل مین تمہاری راستی ہے — ہر تیر جگر کے پار ہو گا
مرہون حنا ہون اب تلک بھی — کچھ خوگر انتظار ہو گا
مرجائین ادائے شرمگین پہ — مرنا ہمین ایک بار ہو گا
آزار بھی سوا اسے دینا — دل لاکھ طرح نثار ہو گا
پنہان نہ کہو تعلق دل — خاطر پہ تمہاری بار ہو گا
اپنا ہی وہ آشنا نہین ہے — پھر کس کا وہ کہئیے یار ہو گا
کرتے نہین وعدہ یہ سمجھ کر — پیرایۂ انتظار ہو گا

شکوہ نکر وعدہ کا رستم
خاطر پہ کسی کی بار ہو گا

درد کیون دل مین ناگہان اُٹھا — کیا کوئی پھر امتحان اُٹھا
صید افگن لیئے کمان اُٹھا — چار سو شور الامان اُٹھا
اپنی کہتا ہوا جہان اُٹھا — حشر مین مین ہی بے زبان اُٹھا
دل جگر دونون جل گئے شاید — سات نالہ کے جو دھوان اُٹھا
کوئی ہونے کو ہے ظہور ستم — درد دل جو پس فغان اُٹھا
اب تو دل بیٹھنے لگا ساقی — ابر بالائے آسمان اُٹھا
مہربان تہا مری جو شامت آئے — مین اوسے کہہ کے مہربان اُٹھا
کوئی ہو گا تمہاری خلوت مین — خوش گیا اور شادمان اُٹھا

یار آغوش مین عدو کے رہے — کیا ترا دور آسمان اٹھا

زخم سینہ گیا تمہارا قسم
درد دل اور سوز جان اٹھا

سہل چھوٹے مرض غم کا مداوا نہوا	درد منت کش تشخیص مسیحا نہوا
لوگ کہتے ہین کبھی جلوۂ یکتا نہوا	مین یہ کہتا ہون ہوا دیدۂ بینا نہوا
وہ گرانبار رہے چشم تماشا بین کا	آپ شرمندۂ دیدار جو اپنا نہوا
ہر نظر مین وہ سما جائے تماشا ٹھہرا	کھیل بچون کا ہوا جلوہ یکتا نہوا
منہ چھپائے ہوئے بیٹھے ہو تماشا کیا ہے	پردہ داری کا تماشا تو تماشا نہوا
کچھ دکھائی تھی تجلی پس جلباب ہمین	ہمتو موسے سے نہتے جو ظرف ہمارا نہوا
دم نکلنے کو تھا وہ دیکھنے آئے مجکو	خیر گزری ملک الموت سے جھگڑا نہوا
وعدۂ دوست تھا آخر کبھی پورا ہوتا	جان بے صبر تجھے صبر ہی اتنا نہوا
کام وہ کام ہے بن بن کے بگڑتا ہی رہا	درد وہ درد ہی الٹے سے بھی سیدھا نہوا
عیش اور ونکو ہمین وہ غم و اندوہ ملا	جس کے رہنے کا زمانہ مین ٹھکانا نہوا
جان وہ جان ملی ہمکو نہین جسکو قرار	عمر وہ عمر ملی جسپہ بھروسا نہوا
یان تمنا کی وہ حالت کہ الٰہی توبہ	وان وہ نخوت کہ کبھی پاس تمنا نہوا
مین وہ مضطر کہ مجھے شام پکڑنی مشکل	وان ابھی شام کا وعدہ وہ ہی گویا نہوا
تھی شب حشر نپوچھو شب رخصت کیا تھی	مجھپہ کیا کیا نہ بنی جان پہ کیا کیا نہوا

دہر مین آکے رہے حضرت راقم بیکار
تم کسی کے نہوئے کوئی تمہارا نہوا

اچھا ہے نہ آئے وہ آئے تو برا ہوتا
جی اور جلا جاتے رنج اور سوا ہوتا

آنے کی نہتی دل مین وعدہ ہی کیا ہوتا
تسکین غم دل کو اقرار دوا ہوتا

گر لفظ ہم آغوشی تقدیر ہوا ہوتا
تم مجھسے الگ رہتے مین تمسے جدا ہوتا

تم کچھہ بھی وفا کرتے پھر کون برا کہتا
آغاز وفا پورا انجام وفا ہوتا

آئے تھے اگر ملنے دم بھر تو ٹھکے ہوتے
کچھہ میری سُنی ہوتی کچھہ آپ کہا ہوتا

تم اور عدو باہم آغوش مین یون رہتے
دل بس مین مرے رہتا او نالہ رسا ہوتا

وان رسم وفا مشکل یان ترک وفا مشکل
جو ہو نہ سکا مجھسے کب اون سے ادا ہوتا

ملنے ہی کا تھا جھگڑا کیون طول دیا اسکو
کچھہ فیصلہ مل جل کر آپس مین کیا ہوتا

محشر کی عقوبت کا اندیشہ نہین ہمکو
وہ ہو لیا یان ہم پر جو روز جزا ہوتا

دیکھی تھی خطا میری منہ پر مرے کہدیتے
دل آئینہ سا رہتے کینہ نہ رکھا ہوتا

ملنے کو کہا ہین نے تقصیر ہوئی مجھسے
کچھہ عذر سُنا ہوتا آزار دیا ہوتا

یہ نقش وفا میرا جمتا ہے کسی دل پر
عریان نہ یہہ معنی سے گر لفظ وفا ہوتا

بچھڑے ہوئے مدت کے دو پھر تو مل لیتے
اے مرغ سحر ظالم کچھہ صبر کیا ہوتا

لایا ہے خبر اچھی کچھہ نامہ رسان ورنہ
یہ خندہ لبئے اسکے پیغام قضا ہوتا

آنے سے مگر اون کے کیا آئی اجل ٹلتی
جب وقت ہی آپہونچا وہ آئے تو کیا ہوتا

تم روٹھہ کے کیون بیٹھے کچھہ اور ستا لیتے
مین وہ بھی ستم سہتا جو کچھہ نہوا ہوتا

غیرون سے نہ تم ملتے مجھسے نہ جدا رہتے
گر شرم وفا کرتے اور پاس حیا ہوتا

اب پیش اجل وہ ہی کیا کرتے مسیحائی
اور اون کی ہنسی ہوتی مرنا تو مرا ہوتا

دل تم نے دیا راقم اچھا ہی کیا ورنہ
فرقت مین اگر رہتا جل جل کے فنا ہوتا

سر بکف سامنے قاتل کے وہ انسان ہوگا
مرگ کا شوق جسے موت کا ارمان ہوگا

چارہ فرمائی کو تم آؤ تو احسان ہوگا
تم سے اچھا دل مجروح کا درمان ہوگا

ہم بھرے بیٹھے ہین ناصح ہمین تو چھیڑ نہین
ذکر رونے کا کیا دیکھیو طوفان ہوگا

سوز دل پوچھتے ہو مجھسے پشیمان ہوگے
جان لو سینہ مین آتشکدہ سوزان ہوگا

وہ مرے قتل سے خوش اور مجھے یہ غم ہے
کہ دم قتل وہ نادان ہراسان ہوگا

یون ہی فرقت مین گزر جائیگی کیا عمر مری
دعوت دل کا بھی یارب کبھی سامان ہوگا

کیا ہوا غیر کے کہنے سے مجھے چھوڑ دیا
مین پریشان نہین لیکن وہ پشیمان ہوگا

چارہ سازون سے علاج غم دل ہوگا کیا
منت یارون کا مرے دوش پہ احسان ہوگا

بعد مرنے کے بھی خالی نرہے گا سینہ
گر غم دہر نہوگا غم جانان ہوگا

نام سفاک زمانہ مین ہو جس کا راقم
جان و دل دے اوسے وہ کونسا نادان ہوگا

یارب ارمان مرا کیا قیس کا ارمان ہوگا
کہ لہو آبلون کا نذر بیابان ہوگا

مجھسے دیوانہ کو کیا شوق گلستان ہوگا
جب نظر مین چمن کوچہ جانان ہوگا

اون سے کہتا ہون کہ کچھ کہنا ہو تمسے سنلو
کہتے ہین سن لیا معلوم ہے ارمان ہوگا

بستے جاتے ہین تہ خاک ہزارون گلرو
جا بجا خاک سے پیدا چمنستان ہوگا

تم دم نزع بھی آجاؤ اجل رک جائے
یہ خدا ساز علاج مرض جان ہوگا

حسرت وصل مین بس ہمتو چلے جائینگے
منہ ترا حشر مین کالا شب ہجران ہوگا

تیرے پہلو ٹلینگے پہلوے شب فرقت اوسدن
جب تمنا کا مری چاک گریبان ہوگا

نیچی آنکھین کیئے داور سے کہو گے تم کیا
جب نگاہون سے نمایان مرا ارمان ہوگا

دل کے جلنے کا کسی غم ہی جلے گا جتنا — رونقِ خانہ چراغِ شبِ ہجران ہوگا
خونِ دل سے لکھین معشوق کو ہم نامۂ شوق — دیکھکر نامہ کا عنوان وہ شادان ہوگا

زانوئے یار پہ سر رکھتے ہو سمجھو تسلیم
کل وہی تکیۂ سرِ سنگ بیابان ہوگا

تم چھپایا ہی کئے حسن نظر آ ہی گیا — آپ کی شوخی کا اوس مین بھی اثر آ ہی گیا
جس کا ڈر وصل مین تھا پیش نظر آ ہی گیا — ہمتو باتون مین رہے وقتِ سحر آ ہی گیا
آنے دو محتسب شہر اگر آ ہی گیا — اب تو لب پر قدحِ آتش تر آ ہی گیا
غیر کے ہو گئے تم مر نہ گئے ہم بھی کچھ — رفتہ رفتہ ہمین بھی صبر مگر آ ہی گیا
غیر پھر غیر ہے کہتے تھے کہ خو بگڑے گی — غیر صحبت کا طبیعت مین اثر آ ہی گیا
خوف تھا دل کا ہو پی کے جگر تک نہ بڑھے — آج دیکھا غمِ دل تا بہ جگر آ ہی گیا
ایک بلا ہے نگہ یار کہ جس نے دیکھا — آنکھ ملتے ہی تہ تیغ نظر آ ہی گیا
دل کو کافر سے بچایا کئے روکا نہ رکا — اوسکے غصے کی طرح اوسپہ مگر آ ہی گیا
ناز تھا مجکو بھی معشوق فریبی کا بہت — دم مین کافر کے مگر مجھسا بشر آ ہی گیا
رشک نے کام کیا نامہ رسان سے پہلے — صحبتِ غیر کے سب لیکے خبر آ ہی گیا
شہرتِ عشق سے پہونچا مجھے نقصان لیکن — کچھ تو خاطر پہ تمہارے بھی ضرر آ ہی گیا

سرو قامت سے ہوا وصل یہ سمجھو تسلیم
جس شجر مین کبھی آیا نہ ثمر آ ہی گیا

باتون ہی مین جلا دیا اعجاز دیکھنا — جان آفرین بنا بتِ طناز دیکھنا
گرمِ خرامِ ناز کا انداز دیکھنا — پامال ہوتے جاتے ہین جانباز دیکھنا

مرنا ہے ایک روز بلا سے یون ہی مرین
ہمکو تو ناز چشم فسون ساز دیکھنا

لب پر رہی تھی جان نظر مین وہ آ گئے
اسباب زندگی کے خدا ساز دیکھنا

رہنے لگا ہے اب تو مرے درد کیطرح
عادت مین اوس کی غمزۂ غماز دیکھنا

دہوکہ سے لے گیا مجھے اصنام کیطرف
خانہ خراب عشق کا آغاز دیکھنا

جاتا کہان کہان ہی تجسس مین یار کی
اس طائرِ خیال کی پرواز دیکھنا

کیسا جنونِ عشق نے خود بین کیا مجھے
انجام کا خیال نہ آغاز دیکھنا

جز غیر اور کون ہوا سازگار وصل
کس کو ہوا نصیب ترا ناز دیکھنا

مجکو تو میرے شوق نے مارا ہے اور بہی
سوتے ہین دیکھنا تو وہی ناز دیکھنا

راقم اُنہین کی خو کا کرشمہ ہے ناز بہی
اس فتنہ ساز پر نہ کہلی راز دیکھنا

کیون خامہ میر اگرم نوا ہو نہین سکتا
کیا نالہ دل ہے کہ رسا ہو نہین سکتا

تم لاکھ کہو ہم سے سوا ہو نہین سکتا
بت کوئی خدائی مین خدا ہو نہین سکتا

ایک ہم ہین غم و درد مین کیا ہو نہین سکتا
ایک آپ ہین وعدہ بہی وفا ہو نہین سکتا

یان مجکو تعلق ہوا اودہر تمکو ہو کچھ شوق
پھر تیر جگر دوز خطا ہو نہین سکتا

اغماض کے ہین عذر تغافل کے بہانے
مل جاؤ کسی روز تو کیا ہو نہین سکتا

دل مین تو ہزارون ہی بہرے ہوتے ہین شکوے
جب سامنے جاتا ہون گلا ہو نہین سکتا

کیا ایسی نزاکت سے تمنا ہے کہے کوئی
وعدہ بھی جہان لب سے ادا ہو نہین سکتا

تم آؤ مرے پاس تو آئینہ دکھادون
کہتے ہو بہت میرے سوا ہو نہین سکتا

دیکھا ہے تجلی مین نیا ایک تماشا
لاشے ہے مگر شے سے جدا ہو نہین سکتا

اب عشق ہے کھینچے نہ محبت ہجی روکے　　جاتا ہے مسلم یہ قضا ہو نہین سکتا
وان روز نئے ناز مین اغماض نئے ہین　　یان شوقِ ستم روز نیا ہو نہین سکتا

اون کو اگر اغماض ہے تم کیون کہو راقم
ایک بوسہ لب آب بقا ہو نہین سکتا

اظہار کرتے کرتے ہم تہک گئے وفا کا　　حرف غلط ہی سمجہے وہ لفظ مدعا کا
پیکان کے سات نکلا یان شور مرحبا کا　　وان یہ خیال گزرا غوغا ہے خونبہا کا
آنا ہے یہ بھی کوئی سو منتون سے آنا　　بیگانہ وار وہ بھی جہوکا سا ایک ہوا کا
آتا ہے انجمن مین برہمزن دو عالم　　اب دیکہنا تماشا پیرانِ پارسا کا
وہ کیون سنین کسی کی اظہار آرزو کو　　اون کو مزا پڑا ہے غیرون سے التجا کا
اب کیا کرین اثر کا اعجاز سازگاری　　پہلے ہی چہوڑ بیٹھے ہم مانگنا دعا کا
قسمت کہلی ہی کسدن وہ آئے گھر مین جسدن　　ہنگامہ ہو رہا تھا یان آہ نارسا کا
شامت ضرور آئی قاصد کی خیر گزری　　شاید نظر نہ آیا وہ حرف مدعا کا
غیرون سے آپ پوچہین اپنی ادا کی شوخی　　دیوانہ بن رہا ہون مین تو ادا ادا کا
اللہ رے فتنہ زائی مرتا ہون اس ادا پر　　نظرون سے مار رکہین اور نام لین قضا کا
شوخی سے دل کو لینا باتون سے مار رکہنا　　دل پر بنے کسی کے وان کہیل ہو ادا کا
صورت کدہ مین جا کر بیخود ہوا مین ایسا　　آئینہ بن گیا تھا ہر چشم سرمہ سا کا
دل ہے رفیق جانے کچھ مدعی نہین ہے　　احوال سنتے رہئے اس صبر آزما کا
وہ زندگی بھی اچہی کٹ جائے آرزو مین　　مانا کہ تلخ گزری کہٹکا نہو قضا کا
دل کی کدورتون نے اُسکو بنا رکہا ہے　　ورنہ یہ آدمی بھی ہوتا بُری بلا کا

ہم بھی مٹے ہی جائین تم بھی مٹائی جاؤ — جب خاک ہی نہو گی کس کا اڑے گا خاکا

دنیا مین جب نہین ہے سازِ نشاط راقم
عقبے مین کیا دھرا ہے سامانِ برہنہ پا کا

تمنائی رہے وہ دل ستان کا — جو جینا بھی سمجھے جاودان کا
ستم سہتے رہے ہم آسمان کا — کہ دل خوگر رہے جورِ بتان کا
بھروسا وصل کا کس زندگی پر — کہ ہے ایک بلبلا آبِ روان کا
غرض کس کو ہے بوسہ کی جو مانگے — مجھے دل دیکھنا ہے مہربان کا
اب اون کا غیر پر کھلتا چلا دل — اب آیا وقت اپنے امتحان کا
نہ دیکھی خضر نے کوئی شبِ ہجر — نہین کیا لطفِ عمرِ جاودان کا
جفا کا حال مجھ سے پوچھتے ہین — بہت مشکل ہے اب رکنا زبان کا
غرض گل سے نہ بلبل کو خزان سے — اوسے رونا ہے اپنے آشیان کا
مزا جب قتل کا آئے گا قاتل — زبان کو ہو مرے یارا بیان کا
بڑھاتا ہے غضب شوقِ طبیعت — بکھرنا گیسوئے عنبر فشان کا

بس اب راقم چلو اس سرزمین سے
تماشا خوب دیکھا اس جہان کا

وان پرسشِ گنہ نہ خیالِ قصور تھا — مین آپ انفعال سے شرمِ حضور تھا
مانا کہ جلوہ جلوہ گری سے نفور تھا — محتاج چشمِ اہلِ تماشا ضرور تھا
جان نذر مین نکر سکا میری خطا سہی — خنجر گلے پہ روکنا کس کا قصور تھا
کرتا سہی وہ وعدہ وفا بیوفا نہین — پاس غرور و ناز وفا سے غیور تھا

آئے تو وہ گھر مین میرے مگر کیا کرین کہ دل
پابند کچھ ادائی ناز و غرور تھا

پیمان ہو کوئی وعدہ ہو تجسے کیون ندیم
کچھہ انتظار عقل کا میرے فتور تھا

وان شرم ناز وہ کہ حریف وصال تھے
یان پاس وضع وہ کہ تقاضا غیور تھا

عیش شب وصال تھا سامان فراق کا
کچھہ شام ہی سے عالم صبح نشور تھا

مجکو ہے جب سے شوق تمہارے وصال کا
کچھ تم مین دلبری تھی نہ مجکو شعور تھا

جب دل پہ رہتے آپ ملاقات سہل تھی
مین دل سے دل کے پاس تہا گو تمسے دور تھا

دیوانہ مین نہ تھا کہ مرون جان بوجھہ کر
ہان حسن یار دشمن عقل و شعور تھا

کل کس ادا سے حال سنانے گیا ہون مین
آگے تھا نالہ پیچھے دل ناصبور تھا

کرتے نہ کوتہی نظر حق نگر اگر
حد نظر سے یار کا گھر تھوڑی دور تھا

یان جام جم سے لاکھہ ہین تو تو محتسب
وان ایک کائنات مین جام بلور تھا

پائی سزا بتا کے ہمین طرز دلبری
اب تم سے کیا گلہ ہے ہمارا قصور تھا

واعظ کھلا ہے میکدہ لو عید ہو گئی
کل رات ہی کو ذکر شراب طہور تھا

تم کیا گئے کہ حال تھا میرا کلیم سا
جوش چراغ خانہ تماشائے طور تھا

وعدون مین دیر ہونے کا راقم کھلا یہ حال
منظور امتحان دل ناصبور تھا

قیامت تک نہ چھوڑیگا ہمین آزار فرقت کا
کہ جبتک ہم نہ سن لین کان سے غوغا قیامت کا

قیامت مین تکلف ہو تکلف بھی قیامت کا
اگر ہم بھی ملا دین اپنا کچھہ ہنگامہ فرقت کا

مسیحا عمر بھر احسان مانین گے عنایت کا
اگر نسخہ بتا دو ہمکو سودائے محبت کا

سرک جا پاس سے میرے شب غم تیرا کالا منہ
مبادا دوست کو موقع ملے مجھسے شکایت کا

سنا ہے تم ستمگر ہو کسی دن آزمانا ہے
تمہارے دست و بازو کا شجاعت کا نزاکت کا

ضرورت کچھ شہادت کی نہ دعوی کچھ گواہی کی
لہو کہاوینگے جبین پر گر رہا دہبا عبادت کا

میرے سینہ پہ تم بیٹھو گلا ال لکے تم کاٹو
تمہین لطف ستم آئے مزا مجکو شہادت کا

خیال یار دل مین رہتے رہتے یہ ہوا آخر
مرض مین ایک مرض پیدا ہوا دشمن طبیعت کا

چھری نے نازکی نے شرم رکھہ لی سخت جانی کی
دعا دل سے نکلتی ہے بھلا ہو اس نزاکت کا

جب آنکھین چار ہوتی ہین زبان پر آہی جاتا ہے
گلا آزار فرقت کا تغافل بے مروت کا

اُٹھا کر ناز شین اونکی او نہین دشمن بناتا ہے
وہ کیا جانین وفا کو ڈھب سکہاتا ہے عداوت کا

نہ نکلو چھوڑ کر گیسو ادا اسکو نہین کہتے
نظر لگتی ہے صورت کو بھرم کہلتا ہے قامت کا

غزل کیسی لکھی راقمؔ سخنور داد کیا دینگے
زبان رنگین نہ رنگینی مین ہے جلوہ فصاحت کا

طریقت آئینہ ہے چشم حق بین کو حقیقت کا
کہ عکس خود نما ہے حسن آئینہ طریقت کا

ستم پیشہ یہ کرتے حشر مین دعوا شہادت کا
وفا کہتی ہے یہ شیوہ نہین اچھا شکایت کا

تماشا کس سے دیکھا جائے فرقت مین قیامت کا
بلا اون کی طرح گہر پر برسنا شام فرقت کا

نہ کی تدبیر پہلے سے شب عشرت ہی کیا ہوگا
اگر وہ کہول بیٹھے شام سے دفتر شکایت کا

بلائے کون اوس کا ذکر کس کی شامت آئی ہے
تلافی شام عشرت کی ہے سامان صبح فرقت کا

حرارت ہے نہ درد سر یہ سب کہنے کی باتین ہین
بہانہ ہے نہ آنے کا جتاتا ہے نزاکت کا

انہین ضد مسکرانے سے ہمین ارمان تبسم کا
جہان ضد ہو محبت سے خدا حافظ محبت کا

لہو دل مین نہ آنکھون مین شب غم پی گئے سارا
جراحت سب کہے جاتے ہین نہین سامان دعوت کا

مری پرسش کو وہ آئین قریب اونکا سمجہتا ہون
نہین جاکر نکالین گے دل ارمان مدت کا

مقرر روز پرسش داغ عصیان دہو جائینگے
ادا کا فرادا کی کچھہ پسند آئی ہے اللہ کو
بچایا مجکو بکیر نگی نے آزار معاصی سے
یہ جتنی کالی راتین ہین جہان مین تیرہ بختی کی
تکلف سے گزر جاتی ہے غم کی رات بانو ہین
مین ایسا دیکھکر آئینہ رو کو محو ہوتا ہون

اگر قطرہ بھی آنکھون مین رہا اشک ندامت کا
مرادعوی نہین سنتا جفا گر کی شکایت کا
نہ دل پر داغ عصیان کا نہ ماتھے پر عبادت کا
نمونہ ہے وہ میری ظلمت شبہاے فرقت کا
کبھی دل چھیڑ دیتا ہے فسانہ بے مروت کا
کہ جلوت کے تماشے مین مزا آتا ہے خلوت کا

تمنا نام ہے اسکا کبھی بر آئے گی راقم
بھاتی کیون ہو رور و کر نوشتہ اپنی قسمت کا

دل یہ بن ہی گئی کیون ہوش ربا کو دیکھا
عمر بھر ہمنے تو امید کو مٹتے پایا
خواہشین اپنی یون ہی وصل مین برباد ہوئین
سینکڑون عشق مین سر پھوڑتے ہمنے پائے
ہوش آیا تو اسی عشق کی آفت دیکھی
زاہدون مین گئے وان تذکرہ زہد سنا
جانتے ہی نہتے ہم عشق کسے کہتے ہین
ہم نے سمجھا کہین پایا نہ کہین پائینگے
یہ بھی کرنے لگی تقلید ہوا خواہون کی
خوش ہوئے تھے کہ ہمین پانو دبانے کو کہا
آپ جاتے تھے کہین اور چلے آئے کہان

شامت آہی گئی کہتے تھے نہ تا کو دیکھا
روز رہتے ہوئے ناکام دعا کو دیکھا
دل مین گھٹتے ہر نفس شوق فزا کو دیکھا
چھانتے خاک بہت آبلہ پا کو دیکھا
آنکھہ کہولی تو محبت کی بلا کو دیکھا
شاہدون سے ملے وان اور ہوا کو دیکھا
دل کی خاطر سے شب غم کی بلا کو دیکھا
خوبرو تو نہین بھی خالی تری جا کو دیکھا
ناز کرتے ہوئے کاکل سے صبا کو دیکھا
دل یہ کچھہ اور بنی جب کف پا کو دیکھا
جستجو ے اثر آہ رسا کو دیکھا

اوس گلی سے کبھی گزرے تو یہی پیش آیا
ٹکڑے داماں کو ہوا چاک قبا کو دیکھا

بہرہ مندوں مین نہ پایا کوئی راقمؔ جز خضر
سینکڑوں تشنہ لب آب بقا کو دیکھا

یہ عشق وہ ہی کہ جس کا شجر نہین ہوتا
یہ نخل وہ ہی کہ جس مین ثمر نہین ہوتا

فراق یار مین نالہ اگر نہین ہوتا
شریک اشک لہو چشم تر نہین ہوتا

ہنوز لذت درد فراق پائی ہے
جمال یار جو وقف نظر نہین ہوتا

مرا گمان مرا رشک سب سہی جھوٹا
تمہین کہو کہ عدو رات بھر نہین ہوتا

تمہاری رنجش خاطر سے چپ ہون مین ورنہ
دراز دست تمنا کدھر نہین ہوتا

بگاڑ لا کہہ وہان عرض آرزو پہ مین
بنا و ایک مری بات پر نہین ہوتا

وہ مرے گریہ بیجا سے ہوتے ہین برہم
کہ الجھا اشک مین لخت جگر نہین ہوتا

ہزار جذبہ دل سے دعا مین کرتا ہون
کسی کے دل پہ اثر تک مگر نہین ہوتا

درازی شب فرقت تو مختصر ہو جائے
مگر یہ قصہ غم مختصر نہین ہوتا

تغافل دم خنجر کو دیکھنا راقمؔ
دہان زخم سے مل کر بھی تر نہین ہوتا

پوچھا ہے مزاج آپ نے آ مرے دلکا
مدت مین کھلا آج نصیبا مرے دلکا

مدت سے ہے وہ خون کا پیاسا مرے دلکا
اللہ نگہبان ہے میرا مرے دل کا

کیا مفت کا ہے مال کوئی مفت مین دی
دیکھی تو کوئی لیکے تماشا مرے دل کا

کہتے ہو کہ ہم آئینگے وہ کونسا دن ہے
جب شوق نکل جائیگا سارا مرے دلکا

کہتا ہون سنا دون اسے کچھ شوق طبیعت
ڈرتا ہون نہ بڑھ جائے ستانا مرے دلکا

مین بہی کوئی دن جان کے اغماض کرونگا ۔ جویا ہے بت آئینہ سیما میرے دل کا
شرمندہ نہو مین ہی تہا شب کو کہین بیدار ۔ میری تو جبین پر ہے پسینا مرے دل کا
یہ اور ستم دیکہیے دل لے کے نہ دینا ۔ گویا لئے بیٹہے ہین اجارا مرے دل کا
کیا کیا نہ ملایا کئے وہ خاک مین مجکو ۔ کیا کیا نہ اڑایا کئے خاکا مرے دل کا
ہے یہ ہی اگر عشق یہی شوق طبیعت ۔ ہونا ہے وہی حال زلیخا مرے دل کا
بیزار ہین پر کان لگا دیتے ہین در سے ۔ کوچے مین جو وہ سنتے ہین غوغا مرے دل کا
ہو جائیگا اچہا غم دل ہوتے ہی ہوتے ۔ تہمتے ہی تہمے گا یہہ تڑپنا مرے دل کا
مین اسکو بلاتا تو ہون اے سادہ مزاجی ۔ آنا ستم آرا کا ہے جانا مرے دل کا
دل آپ کا میری طرح آجائے کسی پر ۔ پہر لطف طبیعت سے ملانا مرے دل کا

چکر ہی رہا پانو مین راقم نملا یار
یون ہی رہا گردش مین ستارا مرے دل کا

مین نے پوچہا مجہے کیا تو نے مری جان چہوڑا ۔ کس تکلف سے وہ کہتے ہین کہ ہان ہان چہوڑا
جا بجا عشق نے اندوہ کا سامان چہوڑا ۔ سر مین سودا کہین دل مین کہین ارمان چہوڑا
عشق کا نام فقط قیس کی لب پر تہا ہنوز ۔ سنکے لیلے نے تغافل سے دلستان چہوڑا
جذبۂ عشق تہا وہ خواب زلیخا گویا ۔ کہ ادہر حضرت یوسف نے بہی کنعان چہوڑا
مین نے دلدار سے ایک بات پہ چہوڑا ملنا ۔ تو نے کیون دیکہنا اے دیدۂ حیران چہوڑا
اب کوئی اور حریف غم فرقت کیجو ۔ ہمنے رہنا ہی جہان کا شب ہجران چہوڑا
سخت جان مجکو تو کہتے ہو قصور اپنا نہین ۔ ہمنے دانستہ تہ خنجر براں نہ چہوڑا
دیکہکر حضرت واعظ کو خدا کی سوگند ۔ کفر اچہا ہے ہمین ہمنے تو ایمان چہوڑا

قیس دیوانگیِ عشق مین نکلا نکلا
دل مین لیلی کے ہی اک عشق کا پیکان چہوڑا

آج جہگڑا ہی مشاروز کی تکرار گئی
تونے چہوڑا مجھے مین نے تجھے نادان چہوڑا

دل یہ کہتا ہے کہ چل غیر ہی ہو ہونے دے
رشک کہتا ہے نہین مین نے تو ارمان چہوڑا

خضر کی زیست کو حیوان دیا الیاس کو بحر
ڈوب مرنیکو ہمین چاہ زنخدان چہوڑا

اور ہی آبلہ پا آئے گا کوئی شاید
کہ مرا خار بیابان نے دامان چہوڑا

بہرہ سندون ہین مجہے عشق کے شاید سمجہا
پاے مالی کو مری خار بیابان چہوڑا

دل دیا نام کیا تم نے وفا مین راقمؔ
زندگی کے لئے جاوید کو سامان چہوڑا

دل رہا گیا گیا وہ ہمین جان تو گیا
ہم مرگئے بلا سے مگر مان تو گیا

الفت مین یان تو جان گئی وان ہوئی یہ قدر
الزام روز ہوتے ہین احسان تو گیا

سو بار آپ آئینگے وہ بات تو گئی
وعدہ کی رات ٹل گئی ارمان تو گیا

ہمتو چلے ہی جاینگے دل مین کہو گے تم
افسوس بات رہ گئی مہمان تو گیا

امید و آرزو و تمنا ہی مٹ چکی
اب عشق کس بہروسہ پہ سامان تو گیا

ان شاہدون کے عشق مین آخر وہی ہوا
سمجھے ہوئے تہے پہلے ہی ایمان تو گیا

غیرون کی تپہ کہل گئین بیگانہ واریان
اچہا ہوا کہ اونکا ہمین دہیان تو گیا

ناصح تمہاری بات تو مین مان لون مگر
سمجہاکے دل کو لاؤ وہ نادان تو گیا

وحشت دکہا رہی ہے گریبان و آستین
سودا بتا رہا ہے کہ دامان تو گیا

اچہا ہوا وہ آنے سے انکار کر گئے
یان انتظار دیدہ حیران تو گیا

راقمؔ بتون کی شوخ ادائی کو دیکہکر
اللہ کی دہائی ہے ایمان تو گیا

بیجا گلہ ہے ہجر مین غم جان پر رہا
ہمکو تو وصل مین بہی وہی دردِ سر رہا

کیسے کٹی ہے وصل کی شب عمر کی طرح
ایک ایک نفس پیامِ رحیلِ سفر رہا

بیگانگی کا لطف تمہین ہم دکہائینگے
کچہہ میل آسمان سے ہمارا اگر رہا

خوش ہون کہ بیدلی مین ہوی عاقبت بخیر
اس کا نہین خیال کہ دل مفت مر رہا

آتا تہا بے حجاب وہ میرے خیال مین
نظارہ بیخودی مین نقابِ نظر رہا

نالہ ہے چیز کیا جو کسی پر اثر کرے
دودِ جگر تہا رونقِ ریشِ جگر رہا

دل سرد ہو چکا تہا دعا سے مگر ہنوز
کمبخت یہ نفس بہ امیدِ اثر رہا

مین کہہ رہا تہا شوق مین دل سے حدیثِ دوست
سنتا تمام شب فلکِ کینہ ور رہا

قاصد کو بہیجکر بہی پشیمان ہوئین
اوسکا وبال قتل ہمارے ہی سر رہا

غوغاے رستخیز ہوا اور گزر گیا
مین محو یادِ وعدۂ شام و سحر رہا

راقم بس اب تو الفتِ اصنام چہوڑ دو
دولت رہی نہ دل نہ وہ ذوقِ نظر رہا

وہ ایسے دل مین آ گئے مین بے خبر رہا
دیدار جو نظارہ سوئے رہگذر رہا

ہمکو تو عیش وصل ہی ہے ایک شمارِ عمر
شام امید گزری تو بیمِ سحر رہا

روئے بہی اُسکے سامنے آیا نہ اُسکو رحم
یہ بہی فریبِ عشق و فسون بے اثر رہا

لب پر کسیکے لب ہو زبان سے زبان ملے
ارمان دلِ حزین مین یہی عمر بہر رہا

چہڑکا بہی مُشت مشت نمک اوسنے زخم پر
لذت کو پہر بہی ڈہونڈتا زخمِ جگر رہا

نشتر نہ تہا تو ناخنِ وحشت بڑہا گئے
ہر زخم دل بنا رہا اور تر کا تر رہا

یہ شب بہی کاٹ دینگے جہان اور کاٹ دین
سمجہا کے دل کو آج وہ دشمن کے گہر رہا

سمجھے تھے اسکو اور وہ نکلا مگر کچھہ اور سا | انداز خیال غلط کس قدر رہا

راقم کہلین گے ملت و ایمان بروز حشر
کس کس کے سر پہ سایۂ خیر البشر رہا

بعد مجنون کے کوئی عشق کے قابل نہوا | ایک بیدل ہی سزاوار سلاسل نہوا
دل کے خواہان تھے تو دل دینے کے قابل نہوا | دل طلبگار رہا جب کوئی سائل نہوا
کچھہ تڑپنے کا تماشا دم بسمل نہوا | پاس بیٹھا ہوا پہلو کے جو قاتل نہ ہوا
جلوہ یار تہا گر شب تنہائی مین | صبح تک چاند بھی انکھون کے مقابل نہوا
کوہکن جان بھی دی تو نے غلط فہمی سے | مرگیا مفت شہیدون مین بھی داخل نہوا
دیکھہ لین گے تمہین گر شش جہت دہر مین ہو | سر اٹھانا ہمین فرقت مین جو مشکل نہوا
ہم ہین اور کشمکش مشکل و دشوار مین دل | عشق کا لطف بھی آسان ہمین حاصل نہوا
خضر و الیاس کو سنتے تھے مدد کرتے ہین | ہم تو ڈوبا کئے کوئی لب ساحل نہوا
خط کا لکھنا تو نزاکت سے ہو تمکو دشوار | چٹکی لینے مین کبھی رنج انامل نہوا
کفر و ایمان مین ابہی تفرقہ ہوتا واعظ | کوئی برہمزن ہنگامہ محفل نہوا
جان بسمل نے یون ہی اپنی تڑپ کر دیدی | مرحبا ظرف کو شرمندہ قاتل نہوا
اسکی کیا زندگی کیا عیش کہ جسکے گھر مین | نوحہ غم ہی رہا نغمہ محفل نہ ہوا
کون سی ہجر مین گھر پہ نہ بلائین برسین | کون سا قہر مری جان پہ نازل نہوا
زلف آرائش شانہ سے پریشان ہی رہے | جب مرے بعد کوئی حسن پہ مائل نہوا
مین نہون گا تو بہت یاد کروگے مجھکو | مجھسا جب شوخ نوا رشک عنادل نہوا
کون سی شب مرے جلنے کو جہنم نہ بنی | کون سا دن مرا محشر کے مقابل نہوا

کوئی دیکھا نہین ہمنے تو جہان مین ایسا / خانہ زاد و نہین تری زلف کے داخل ہوا

طور پر جلوہ گری اور ہو پردہ ہم سے / کہ تماشائے نظر حسن شمائل ہوا

کوئی یان آئے تو کیا آئے کہ جب گھر مین کبھی / نالہ دل ہی فروغ شب محفل ہوا

کہتے مین غیر سے ان بن ہوی ہنگامہ تھا
آج راقم ہے تماشائی محفل ہوا

نالہ جو دل سے کہا قسمت سے کچھ کر رہگیا / دل مین جو ارمان بھرا تھا دل کے اندر رہگیا

جب بنا ناکام کا چاہا ہے بن کر رہ گیا / جب مقدر آزمایا ہے مقدر رہ گیا

کون دیگا داد میری کس سے مین چاہونگا داد / دیکھکر اسکو اگر داور ہی ششدر رہ گیا

وہ کھڑے تھے غیر کی بالین پہ اور سوتا تھا غیر / نیمچہ اُگلا مگر تھوڑا اُگل کر رہ گیا

حال غم سب کچھ کہا اور کہتے کہتے تھم رہا / مدعائے خاص ظالم لب پر آ کر رہ گیا

پیشدستی کر تو بیٹھے ہم مگر وہ دل کہان / ہات سینہ تک بڑھا ہی اور بڑھ کر رہ گیا

کیا بہار عمر اپنی کیا نشاط زندگی / جب مدار زندگانی حسرتون پر رہ گیا

حال دل کہتے تو مین وہ حال سے خالی نہین / کام یا تو بن گیا یا داغ دل پر رہ گیا

مین ہزارون حسرتین لیکر گیا دل مین مگر / تمکو بھی ارمان نہ ملنے کا مقرر رہ گیا

سات کچھ لائے نہ کچھ لیکر چلے اچھا ہوا / یان کا سرمایہ یہین دفتر کا دفتر رہگیا

انجمن مین انتظار ساقی گلفام سے / منتظر مین کیا رہا ناکام ساغر رہ گیا

یا وہ قسمت تھی کہ سوتے تھے کسی آغوش مین / یا یہ صورت ہے کہ فرش خاک بستر رہ گیا

ہائے یان نکلا نہ وان نکلا وہ حرف شوق وصل / اونکے دل مین رہ گیا میری زبان پر رہ گیا

آج وہ دیکھی خرام یار کی شوخی نپوچھیے / ہوتے ہوتے رہگذر مین شور محشر رہ گیا

کاتب تقدیر معنی ناامیدی کی مگر
کچھ نہ سمجھا جو مری قسمت مین لکھکر رہگیا

تم تو اتنے بھی نہین احقر کوئی یہ تو کہے
خوشہ چینون مین اسد کے اک سخنور رہگیا

غم و اندوہ نے سب کھو دیا سامان دلکا
تھا کبھی جلوہ گہہ یار شبستان دلکا

حال کہنے کو کہون تم سے پر ارمان دلکا
پورا پورا تو کہیگی شب ہجران دلکا

اب وہ ناصور بنا ہے غم پنہان دلکا
کہ مسیحا سے بھی ہوتا نہین درمان دلکا

کاش ہوتا یہ ہم آغوش قضا دل اپنا
سر پہ رہتا ملک الموت کے احسان دلکا

سوزن ہونے لگی تکرار ستم پیشہ سے
اب سلامت نہین رہنے کا گریبان دلکا

سینہ غربال کیا تیر نظر نے ایسا
کہ چھپایا نہین جاتا غم پنہان دلکا

سخت جانی نے نزاکت کا بھرم کھولدیا
امتحان لیکے ہوئے وہ بھی پشیمان دلکا

آپکے ہات مین ہے عقدہ کشائی دل کی
آپ چاہین تو نکالین ابھی ارمان دلکا

پانو پھیلائے ہین وحشت نے خدا خیر کرے
تنگ ہے وسعت دل تنگ ہے میدان دلکا

کوئی امید بر آئی نہ تمنا نکلے
وقف امید ہمیشہ رہا ارمان دل کا

قدر انداز کی چوکی سے خطا ہو جب تیر
کیون لب زخم نہ اوسپر رہے خندان دلکا

دیکھئے جاکے وہان بنتی ہی دل پر کیسی
کہنے جاتے تو ہین احوال پریشان دلکا

دل پہ ہین تاک لگائے ہوئے شاہد احقر
خیر دل کی نہین اللہ نگہبان دل کا

سینہ داغون نے بنایا ہے گلستان دلکا
تھا جو اجڑا ہوا وحشت سے بیابان دلکا

مین نہین سر نہین سودا ہے نہ سامان دلکا
کون پرسان ہو مرا کون ہو خواہان دلکا

ہان دکہا آج جنون دست درازی اپنی
میرا دامن ہے ترا ہات گریبان دلکا

میرے دل سے کبہی نکلا نہ زبان سے اونکی
دود تو بین رہا الجہا ہوا ارمان دل کا

جان پیاری ہے اگر غیر کو ملتا کیون ہے
جانتا ہے کہ وہ ہی دشمنِ ایمان دلکا

آج کہلتے نہین کیون بند قبا خیر تو ہے
کہین الجہا نہو میرا کوئی ارمان دلکا

ہم عبث دل کی کشاکش مین پہنسے ہین اسد
دل طلبگار ہے کافر کا مسلمان دلکا

کوئی تصویر تو ہے دل مین ہمارے بیشک
محو رہنا نہین بیکار ہے حیران دلکا

ہان بڑہا ہات کو اپنے ہوس جوش جنون
پہوڑ دلدار کا دامن نہ گریبان دلکا

راقم اچہا ہوا اسباب تعلق نرہے
آج افسوس جگر کا ہے نہ ارمان دلکا

عالم فریب حسن رخ یار ہی رہا
جسنے سنا وہ طالب دیدار ہی رہا

آئے نہ ایک روز یہی اقرار ہی رہا
شرم رقیب و عذر شب تار ہی رہا

نالہ کے سات رشک نے کیا کیا دیا ہے کام
دود چراغ صحبت اغیار ہی رہا

تعذیر پا چکا ہے ستم کی مگر یہ دل
پہر بہی حریص لذتِ آزار ہی رہا

کیا کیا رہے گمان شب انتظار مین
پہر تا نظر مین خانہ اغیار ہی رہا

رو کر بہی ہمنے دیکہہ لیا یہ بہی کر چکے
گریہ فریب دیدۂ خونبار ہی رہا

روزن سے تمنے جہانک لیا پہر کسیکو کیا
آئینہ وار جلوۂ دیدار ہی رہا

تم ہمسے کیا ملے کہ زمانہ بگڑ گیا
دشمن زمین فلک پئے آزار ہی رہا

یادش بخیر آج کسی نے کیا ہے یاد
دن بہر جو ہچکیونکا بندہا تار ہی رہا

طرز خرام یار نے سکہ بٹہا دیا
ہر فتنہ محو شوخئ رفتار ہی رہا

مجکو مرید کرلیا ناصح تو کیا ہوا / دل دام مین کسیکے گرفتار ہی رہا
غم مین رہی الم مین رہی جسطرح رہی / لیکن زبان پہ تذکرہ یار ہی رہا

راقم وہ مہربان ہوا بہی تو کیا ہوا
اوسکو خیال الفت اغیار ہی رہا

کہا کرتے ہین بعد مرگ عاشق کا نشان کیسا / اگر سچ ہے تو سر پہ شمع محفل کے دہوان کیسا
نظر اوسکی پہری تہی پہر گیا سارا جہان کیسا / غضب ٹوٹا بلا آئی یہ ٹوٹا آسمان کیسا
خیال یار بہی اب بار ہوتا ہے طبیعت پہ / غم دلدار نے ہمکو کیا ہے ناتوان کیسا
محبت دل لگی سمجہے تہے لیکن یہ نہ سمجہے تہے / کہ فرقت مین ہوا کرتا ہے سوز استخوان کیسا
نشان دیر و کعبہ دل کی سمجہا نیکو اچہی ہین / تمہارے نام پر جہکتے ہین ہمتو آستان کیسا
جہان مین جب سے آئے آنکہہ کہولی غمکو دیکہا ہے / نہین جانا کہ راحت کیسی ہے آرام جان کیسا
قیامت آئی یا محشر ہے یا محشر خرام آیا / یہ غل بازار مین کیسا ہے شور الامان کیسا
اگر تم سوز غم رکہتے نہ کہتے میرے غوغا کو / کسی کا دل نہو بس مین تو پہر ضبط فغان کیسا
نہ کیجو منت صیاد بلبل موسم گل مین / تماشا دیکہیو ہوتا ہے محو داستان کیسا
جفا کرتے ہین کہتے ہین وفا کی آزمائش ہے / محبت کا نہو مجکو گمان بہی امتحان کیسا
سر دشمن ہو خنجر پر تہ خنجر سر دشمن / وفا کا امتحان پہر ہو نصیب دوستان کیسا
بڑا ہر بات پر کہتے ہو اپنے خوش بیانی تم / یہ طرز گفتگو کیسی یہ انداز بیان کیسا
خضر سے پوچہیے تکلیف و راحت مرنے جینے کی / نشاط زندگی کیسی ہے جینا جاودان کیسا

ہماری قدر ہوگی بعد مرنے کے زمانہ مین
سخندانون مین تہارا راقم بہی اک قادر بیان کیسا

رونے سے فائدہ تری کیا چشم تر ہوا
بہہ بہہ کے رائیگان یون ہی خون جگر ہوا

پروانہ چیز کیا ہے فدا شمع پر ہوا
مرنا تمہین دکہائینگے جینا اگر ہوا

طغیانیٔ سرشک سے میدان گہر ہوا
سایہ رہا نہ بیٹہنے کو رہ گزر ہوا

قاصد کے پانو فگار میری انگلیان فگار
اب رسم و راہ خط کا ہی مسدود در ہوا

کہتے ہو تم کہ جاتے ہین اب رات کم رہی
کیا وعدہ صبح کا ہی کسی سے مگر ہوا

لالہ کا داغ داغ سہی داغ ہے تو کیا
رخ کا کسی کے خال نہ داغ جگر ہوا

دیکہینگے ہم ہی صبح کو رخصت رقیب کی
نالہ جو قفل حلقۂ بیرون در ہوا

مجکو ہے وہم صبح تہا جاتے نہ وہ کبہی
میرا ہی رنگ زرد دلیل سحر ہوا

کرنے لگی ہے پہر مژۂ یار نوک جہوک
پہر ذوق ارتباط رگ و نیشتر ہوا

سب نام کے ہین یار کوئی کام کا نہین
ہمدم ہوا رفیق ہوا نامہ بر ہوا

صورت بنائی آئینہ نے خو بگاڑ دی
کیا خوش بناکے آئینہ آئینہ گر ہوا

مرنے کی میرے غیر نے کہدی خبر غلط
اچہا ہوا کسی کا کلیجا تو تر ہوا

سوتے کو کیون جگا دیا آئے آہ کیا کیا
مضطر کسی کا دل ہوا بے کل جگر ہوا

لیلے کو ہی خیال رہا قیس کا مگر
تجکو نہ کچہہ خیال مرا بے خبر ہوا

ناخن بڑہا نہ دست جنون کیا کرین علاج
مشتاق چاک دامن زخم جگر ہوا

کس کس کا کیجیے رشک گیا رشک کا مزا
عالم اسیر حلقۂ زلف دوسر ہوا

ملنے کی التجا مری اوسکو بری لگی
راقم ضرور غیر کو ہی رخنہ گر ہوا

طور ہے بے طور فریاد دل ناشاد کا
رنگ بگڑا چاہتا ہے عالم ایجاد کا

باغبان کے آجکل ان بن سی ہے صیاد سے
دام خود مرغ چمن صیاد ہے صیاد کا

یہ تو سب کہنے کی باتین ہین کہانی جوئے شیر
بے ستون سے بہ کی نکلا تہا لہو فرہاد کا

تہی مقدر مین جو ایسے کینہ خو کی دوستی
دل بہی میرا لوہے کا ہوتا جگر فولاد کا

وعدہ کر کہ بہول جانا یار کا شیوہ نتہا
یہ سکہایا ڈہنگ ہے شاید کسی استاد کا

اشک ٹپکا چاہتا ہے چشم دریا بار سے
اب کہلی شاید مقدر اس دل ناشاد کا

غیر کو جب جان پیاری ہے تو پہر جاتے ہین کیون
نام کیون کرتا ہے رسوا اوس ستم ایجاد کا

ناز ہے سرو و صنوبر کو قد آزاد پر
ہم دکہانینگے کبہی قد غیرت شمشاد کا

رنج مرنے کا نہین ہان رنج اتنا ہے ضرور
مرتے مرتے ہات سے دامن چہٹا جلاد کا

کہینچنے تصویر یار آیا تہا صورت دیکہکر
ہات قابو مین نہ دل بس مین رہا بہزاد کا

دیکہکر راقم تمہاری شوخیان گفتار کے
بہر گیا آنکہون مین سب نقشہ جہان آباد کا

بے سبب غوغا نہین ہے نالہ و فریاد کا
شغل فرقت کا ہے پیارے کسی کی یاد کا

اب اثر اتنا رہا ہے نالہ شبگیر مین
پہونک دیتا دل جگر مجہ خانمان برباد کا

ہنس رہا ہے نامہ بر صورت کو میری دیکہکر
وصل کا مژدہ ہے یا پیغام ہے بیداد کا

آنکہ اوسکی دیکہتے ہین ہم کئی دن سے پہری
اب چہٹا ہے تماشا عالم ایجاد کا

یاد کر تو تمنے میرا شاد دل کس دن کیا
شوق تمنے کب نکالا خاطر ناشاد کا

یہ تیرا اغماض ظالم اور مرا ارمان دل
ایک فسانہ ہو گیا شیرین کا اور فرہاد کا

آؤ یہ تلوار ہے خنجر ہے مین ہون اور تم
اب نکالو کہول کر دل حوصلہ بیداد کا

سر جہکائے مین کہڑا ہون اور وہ خنجر بکف
موت حیران دیکہتی ہے منہ ستم ایجاد کا

کرتے ہین میری برائی وہ شب وصل عدو
خوب موقع بات آیا اونکو راقم یاد کا

آیئنہ حسن نما کاش مرا دل ہوتا
جسکو دل کہتے ہین اپنا وہ اگر دل ہوتا
خیر ہے یار ہے فریاد سے خوش ہوتا ہے
کشمکش اتنی نرہتے دل و دلبر مین اگر
دیکھنا حسن حقیقت کا نہوتا دشوار
خوگر جور رہا در خور بیداد رہا
شمع سوزان نہوا مین نکوہی پروانہ
حوصلہ کچھہ دل مشتاق کا کہلتا اُسپر
مجکو اچھی ہے شب ہجر کہ آرام سے ہون

کوئی شاہد تو کسی وقت مقابل ہوتا
مدعا وصل کا شاید کبہی حاصل ہوتا
ورنہ نالہ بہی مجھے کہینچنا مشکل ہوتا
حوصلہ آہ کا تاثیر مین کامل ہوتا
آسمان میری نظر کا جو نہ حائل ہوتا
یہ نہوتا تو مین آغوش کے قابل ہوتا
خانہ یار مین آرایش محفل ہوتا
کاش مشق ستم دشنہ قاتل ہوتا
وصل ہوتا تو کوئی قہر ہے نازل ہوتا

تم بہی راقم کسی شاہد پہ اگر مر جاتے
ناگہان موت کا اندیشہ تو باطل ہوتا

ردیف الباء

رنگ لائے گی یہ آخر طرب جام شراب
سننے آئے ہین ظہوری لقب جام شراب
خاک ہے جلوہ مہتاب شب جام شراب
بڑہ گئی حد سے جب انکی طلب جام شراب

خون رلوائیگی ہمکو یہ شب جام شراب
کسکو یہ ہیر ہوسنکر لقب جام شراب
جب نہو صحبت دلبر سبب جام شراب
ہمنے بہی طاق پہ رکہا ادب جام شراب

گفتگو ہمکو تو ایمان مین ہے تو بہ کیسی
ہات لگ جاے جو بنت عنب جام شراب

آج بے صرفہ ہہی پیر مغان کی منت
کام آئیگی یہ آخر طلب جام شراب

کس ادا سے طلب بوسہ سکہاتے ہین مجہے
چوم کر وہ لب نازک سے لب جام شراب

یار آغوش مین ہے تشنہ لبی کہتی ہے
توڑ تو بہ کو اٹہا دے ادب جام شراب

جوش مستی مین کسی کی وہ ادائین دیکہین
آنکہہ مین پہرتی ہے تصویر شب جام شراب

اس نزاکت کا ٹہکانا ہے لب نازک مین
کہتے ہین چہپتے ہین نقش ذہب جام شراب

جان رکہہ لی وہ ہتیلی پہ دہان جو جائے
پہر کرے بزم مین اوسکے طلب جام شراب

محتسب دل کو مرے توڑ مگر جام نہ توڑ
جام سے جم کی ملا ہے نسب جام شراب

وصل ہو سہل میسر یہ خدا ساز ہے بات
میری خواہش بڑہی آنکو طلب جام شراب

اونکا یہ ناز ہے ساغر کو لیا پہینکدیا
اور پہر توڑنا مجہپر غضب جام شراب

یار سرشار ہے صحبت بہی ہے خالی از غیر
ہو مبارک ہمین **راقم** طرب جام شراب

جمع سامان ہین نوید اے ہوس جام شراب
جوش گل موج صبا ہم نفس جام شراب

ہاے اتنے بہی نہین دسترس جام شراب
ایک چلو سے بجہا لین ہوس جام شراب

کیا قیامت ہے تہیدست کو کانون سے سنے
قلقل شیشہ و مینا جرس جام شراب

محتسب نے کئے تاراج مے ناب کے ظرف
کوئی پہونچا نہین فریاد رس جام شراب

زہر ہے تلخئ مے خاک ہے بے یار بہار
قہر ہے نغمہ بلبل عسس جام شراب

شوخیان چشم فسون گر مین بڑہا دیتا ہے
جو خمار آنکہہ مین ہوتا ہے پس جام شراب

عذر و انکار ہے گا نہ یہ شوخی نہ یہ ناز
جب ہوئے آپ سوار فرس جام شراب

کرتے ہین میری برائی وہ شب وصل عدو
خوب موقع ہات آیا اونکو راقم یاد کا

آئینہ حسن نما کاش مرا دل ہوتا
کوئی شاہد تو کسی وقت مقابل ہوتا

جسکو دل کہتے ہین اپنا وہ اگر دل ہوتا
مدعا وصل کا شاید کبہی حاصل ہوتا

خیر ہے یار ہے فریاد سے خوش ہوتا ہے
ورنہ نالہ بہی مجہے کہینچنا مشکل ہوتا

کشمکش اتنی نرہتے دل و دلبر مین اگر
حوصلہ آہ کا تاثیر مین کامل ہوتا

دیکہنا حسن حقیقت کا نہوتا دشوار
آسمان میری نظر کا جو نہ حائل ہوتا

خوگر جور رہا در خور بیداد رہا
یہ نہوتا تو مین آغوش کے قابل ہوتا

شمع سوزان نہوا مین نکوہی پروانہ
خانہ یار مین آرایش محفل ہوتا

حوصلہ کچہہ دل مشتاق کا کہلتا اے میر
کاش مشق ستم دشنہ قاتل ہوتا

مجکو اچہی ہے شب ہجر کہ آرام سے ہون
وصل ہوتا تو کوئی قہر ہے نازل ہوتا

تم بہی راقم کسی شاہد پہ اگر مر جاتے
ناگہان موت کا اندیشہ تو باطل ہوتا

ردیف الباء

رنگ لائے گی یہ آخر طرب جام شراب
خون رلوائیگی ہمکو یہ شب جام شراب

سنتے آئے ہین ظہوری لب جام شراب
کسکو پرہیز ہو سنکر لقب جام شراب

خاک ہے جلوہ مہتاب شب جام شراب
جب نہو صحبت دلبر سبب جام شراب

بڑہ گئی حد سے جب اونکی طلب جام شراب
ہمنے بہی طاق پہ رکہا ادب جام شراب

گفتگو ہمکو تو ایمان مین ہے توبہ کیسی | ہات لگ جاے جو بنت عنب جام شراب

آج بے صرفہ ہی پیر مغان کی منت | کام آگئی یہ آخر طلب جام شراب

کس ادا سے طلب بوسہ سکہاتے ہین ہمے | چوم کر وہ لب نازک سے لب جام شراب

یار آغوش مین ہے تشنہ لبی کہتی ہے | توڑ توبہ کو اٹہا دے ادب جام شراب

جوش مستی مین کسی کی وہ ادائین دیکہین | آنکہہ مین پہرتی ہے تصویر شب جام شراب

اس نزاکت کا ٹہکانا ہے لب نازک مین | کہتے ہین چہپتے مین نقش ذہب جام شراب

جان رکہہ لی وہ ہتیلی پہ دہان جو جاے | پہر کرے بزم مین اوسکے طلب جام شراب

محتسب دل کو مرے توڑ مگر جام نہ توڑ | جام سے جم کی ملا ہے نسب جام شراب

وصل ہو سہل میسر یہ خدا ساز ہے بات | میری خواہش بڑہی انکو طلب جام شراب

اونکا یہ ناز ہے ساغر کو لیا پہینکدیا | اور پہر توڑنا جہپر غضب جام شراب

یار سرشار ہے صحبت بہی ہے خالی از غیر
ہو مبارک ہمین **راقم** طرب جام شراب

جمع سامان مین تو پیدا ہے ہوس جام شراب | جوشش گل موج صبا ہم نفس جام شراب

ہاے اتنی بہی نہین دسترس جام شراب | ایک جلوہ سے بہا لین ہوس جام شراب

کیا قیامت ہے تہی دست کو کانون سے سنے | قلقل شیشہ و مینا جرس جام شراب

محتسب نے کئے تاراج مے ناب کے ظرف | کوئی پہونچا نہین فریادرس جام شراب

زہر ہے تلخئ مے خاک ہے بے یار بہار | قہر ہے نغمہ بلبل عسس جام شراب

شوخیان چشم فسون گر مین بڑہا دیتا ہے | جو خمار آنکہہ مین ہوتا ہے پس جام شراب

عذر و انکار ہے گا نہ یہ شوخی نہ یہ ناز | جب ہوئے آپ سوار فرس جام شراب

مجکو وان ساقی کوثر سے ملائی گی ضرور
یہ مری تشنہ لبی اور ہوس جام شراب

کہل گیا میکدہ شاید کہ اڑی پہرتی ہے
مژدہ دیتی ہوئی ہر سو نگس جام شراب

آتے آتے وہ رکے ہو گئے برباد نشاط
خاک مین ملگئی اپنے ہوس جام شراب

کہدو راقم سے خور و نوش کی آئی شب عید
مژدہ ہو تجکو اسیر قفس جام شراب

جوش بہار موج صبا دیکہکر شراب
خمیازہ لے رہی ہے لب جام پر شراب

ساقی ترا بہلا ہو پلا بوند بہر شراب
مدت مین آئیگی لب کوثر نظر شراب

صندل ملا کے لائیو یا بوئے زلف یار
پیدا خمار مین نکرے درد سر شراب

وہ چاہیئے شراب شب وصل یار مین
رنگ شفق شراب ہو نور سحر شراب

مین وہ ہون مے پرست نہین ہے شراب جین
خون جگر پیون جو نہ آئے نظر شراب

سینۂ غم فراق نے خم خانہ کردیا
غم کہاتے کہاتے ہو گیا خون جگر شراب

ساقی گری کی شرم کرو رات سے پلاؤ
پینے کو یون تو پیتے ہین ہم اپنے گہر شراب

اللہ جانتا ہے مرے مے پرستیان
پیتا ہون کس خیال مین، کیا جانکر شراب

ٹہرے کبہی جو وصل کی ڈول کہو لکے مین
مستی بڑہائے ولولہ ذوق نظر شراب

مست شراب کہنے لگے آشنا مجہے
واللہ بڑہگئی ہے مری کسقدر شراب

راقم گزر گئی یون ہی محرومیون مین دن
معشوق ہی ملا نہ ہمین عمر بہر شراب

دو لفظ سے بنی ہے شرارت اثر شراب
گرمی مین خوئے یار ہے شوخی مین شر شراب

ساقی مے دو آتشہ سے صاف تر شراب
عینک سے واعظون کو نہ آئے نظر شراب

جنت مین کب ملے گی ہمین اسقدر شراب
پانی کی بدلے بھی پیئین شام و سحر شراب

مانگی مغان سے کون لگادی سبیل مے
برسا بجائے اشک مری چشم تر شراب

ایسا نہو کچہہ اور ملا ہو شراب مین
لاتا ہے بار بار جو ساقی ادہر شراب

واعظ تو یان نہین ہے کوئی اٹھکے دیکہنا
پیتے نہ دیکہہ لے مجھے زیر نظر شراب

پی کر شراب آج تو مانگین دعای وصل
دیکہین اثر دعا کرے یا کچہہ اثر شراب

نالہ کی کو بہی نہ اثر کی کمی مگر
کہوتی ہے اعتبار دعای سحر شراب

مستی رُلا رہی ہے کسی کے خیال مین
کردے نہ رائیگان مرا گنج گہر شراب

واعظ کی روکے رُکتے ہین ہمسے حریص مے
جنت مین جائیین نہ ملے یان اگر شراب

مستی مین ہو خطا وہ خطا مین خطا نہین
جاتا ہے وقت ہات سے ہان کام کر شراب

دیوانہ مین بنون نہ کرون انتظار خط
قاصد کے ہات بہی ہے بوتل مین بہر شراب

دیتا ہے مژدہ وصل کا کس کی زبان سے
بہکا ہوا ہے پی تو نہین نامہ بر شراب

مستانہ جہومتے چلے آتے ہین سر کہلے
ہان اور بھی بکہیر ذرا موئے سر شراب

مین جانون اور آنکی مستی نگاہ کی
عشوے بڑہائے جاؤ پیو بے خطر شراب

پیتے ہین ایک شرط پہ وعدہ کری کوئی
ساقی بنے پلائے ہمین بیٹھہ کر شراب

مستی مین اونکو لوگی اور لوبھی غیر کی
بہولے ہمین ندیتے انہین اسقدر شراب

نظرون سے اب ہی غیر کی کیا گر نجاؤگے
پیتے ہو میری سات جو تم رات بہر شراب

سوزن کا کام ہے نہ رفوگر کی احتیاج
ہے زخم دل کی چارہ گر و چارہ گر شراب

اعدا کی موت آئی ہے کوچہ مین یار کے
پیتے ہین بیٹھہ کر مری تقلید پر شراب

راقم خرام یار تو دیکھو اٹھا کے آنکھ
مستی فدا ہے ناز پہ رفتار پر شراب

روز کہہ کے ایک نیا مطلب — قدر کھوئی ڈبو دیا مطلب
بیخودی مین نہ چھپ سکا مطلب — صاف مُنہ پر برس گیا مطلب
مدعا کچھ تھا دوست سمجھا کچھ — گفتگو مین الجھ رہا مطلب
خواہشین ظاہری نکلتی ہین — دل کا کچھ اور ہے جُدا مطلب
غیر کا تھا خیال لکھتے وقت — کچھ نہ سوجھا کہ کیا لکھا مطلب
بس تقاضا نکر قضا تھم جا — کچھ نکل آنے دے مرا مطلب
دیکھہ لینے سے ہے غرض ہم کو — آپ آئین نہ آئین کیا مطلب
خواہشون نے ڈبو دیا مجھکو — میری صورت سے کھل گیا مطلب
رات دن کی خوشامدون نے مرا — کھو دیا بس رہا سہا مطلب
جو نگاہین کہ مُنھ لگین تھین — پھر گئین صاف جب سنا مطلب
ہمکو دیوانگی مین سوجھی خوب — در و دیوار پر لکھا مطلب

یون ہی حسرت مین مرگئے راقم — دل کا دل مین رہا چھپا مطلب

آجاؤ بے طلب تمہین کس کا گمان ہے اب — دل تنگ نہین ہے پاس اکیلا مکان ہے اب
مشتاق وصل کون ہو کس مین توان ہے اب — غمزے اُٹھائے رنج کے وہ دل کہان ہے اب
جس دل کو بوئے غیر گوارا نہتی کبھی — وہ دل حریص لذت خوئے بتان ہے اب
چھوڑے ہی بنتی ہے نہ مجھے اُس بغیر چین — نیروئے جستجو نہ یہان صبر جان ہے اب
مجکو ستائے جاؤ جہان تک ستا سکو — دل کو نہ چھیڑنا کہ بہت ناتوان ہے اب
اوسکے ستم نے مجکو کیا روشناس خلق — گھر گھر مین عاشقی کی مری داستان ہے اب

ملنا وہ کیا تھا آپکے یان دل پہ بن گئی
عشرت وہ ایک دم کی غم جاودان ہے اب

ناکامیان ڈبو چکین اسباب زندگی
وعدون کے انتظار مین جینا یہان ہے اب

جنگل مین جا بسین تو عدو خار خار ہے
گھر مین رہین تو گھر کی زمین آسمان ہے اب

کس کسکو یاد کیجیے کس کس کو رو دیے
کس کا پتا بتایئے کس کا نشان ہے اب

ہونے کو ہے مقابلہ کافر سے پھر ضرور
جو دل کو خود بخود ہوس امتحان ہے اب

دل منتون سے مانگنا اور مفت مانگنا
اپنی غرض پڑی ہے تو کیا مہربان ہے اب

اگلے سے ولولے نہ وہ سرمستیان ہین
وہ شوق دل کہان وہ طبیعت کہان ہے اب

راقم نہ جاؤ رہنے کو تم کوئے یار مین
وان کی زمین نئی ہے نیا آسمان ہے اب

پڑ گئی دوست کی کیا شوق نظر آپ ہی آپ
کہ نشانہ ہوا جاتا ہے جگر آپ ہی آپ

جب ہوا جذبۂ الفت مین اثر آپ ہی آپ
بے بلائے چلے آئینگے ادھر آپ ہی آپ

وصل کی رات بہت لطف سے کٹتی لیکن
آگیا یاد اُنہین وقت سحر آپ ہی آپ

نالہ سرگرم اگر ساتھ دعا کے ہوگا
دیکھنا گھر پہ برستا ہے اثر آپ ہی آپ

جان مشتاق ذرا راہ گزر پر جا بیٹھ
وہ نہ آتا ہوا کیلا مرے گھر آپ ہی آپ

کس قدر مجکو تعلق ہے وہ جب عزم کرین
دل کو ہو جاتی ہے آنیکی خبر آپ ہی آپ

کچھ نظر آتے ہین بگڑے ہوئے تیور اوسکے
کچھ پھری دیکھتا ہون اوسکی نظر آپ ہی آپ

کیا شب عیش ہوئی ختم ابھی سے اللہ
چاک ہوتا ہے گریبان سحر آپ ہی آپ

آج آنے کا کسی کے ہے مقرر سامان
جو لگی جاتی ہین آنکھین سوئے در آپ ہی آپ

اس کو ناکامئ قاصد کی علامت کہیے
ہین جو خونابہ فشان دیدۂ تر آپ ہی آپ

شمع فرقت کی گل افشانیان کچھہ کہتے ہین
مژدہ دیتے ہین شرارم شرر آپ ہی آپ

ساتھ ہمدم ہے نہ محرم ہے تماشا کیا ہے
ہے کہان آئے کہان سے تم ادہر آپ ہی آپ

ہے سخن مین ترے راقم کوئی تاثیر ضرور
غش ہوئے جاتے ہین سب اہل بصر آپ ہی آپ

غیر کی بات پہ کیون جایئے آپ
جی مین جو اپنے ہو فرمایئے آپ

مجکو دشمن سے نہ چھڑوایئے آپ
بھید پوشیدہ نہ کھلوایئے آپ

مجھہ سے ملنا ہے تو ملجایئے آپ
بس ہوا اور نہ رلوایئے آپ

لوگ ایسا نہو سمجھین کچھہ اور
دیکھکر مجکو نہ شرمایئے آپ

وصل کی جب کرین خواہش اونسے
کہتے ہین ہوش کی بنوایئے آپ

غم کی میرے نہ کہانی پوچھو
سن کے ایسا نہو گھبرایئے آپ

دل مین گزرے نہ کسی کے کچھہ شک
مجکو خلوت سے نہ اٹھوایئے آپ

گیسوئے الجھے ہوئے سلجھا لینا
بات الجھی ہوئی سلجھایئے آپ

کہتے ہو غیر سے کچھہ ربط نہین
اپنے سر کی تو قسم کھایئے آپ

جانے دو ذکر وہ اگلے پچھلے
گڑے مردے نہ اکھڑوایئے آپ

جاؤ راقم کو سنا دو اے خضر
وصل کی ٹھہری ہے آجایئے آپ

ردیف التاء

کچھہ شب ہجر سے ملتی ہے مگر وصل کی رات
کہ دم عیش ہے ایک بیم سحر وصل کی رات

درد کا لطف بھی پایا شب فرقت دیکھی
ہان دکھائے نہ خدا غم سحر وصل کی رات

خواہ تم آؤ نہ آؤ یہ کہے جاؤ کہ ہاں
ایک دن ہوگی مقرر تیرے گھر وصل کی رات

کون ہوتا ہے نیاز مے و ساقی دیکھیں
جان و تن پارۂ دل لختِ جگر وصل کی رات

صحبتِ عیش میں سامان ہے مہیا سب کچھ
ایک قیامت تھا ترا عزمِ سفر وصل کی رات

ذکر اغیار کریں اون کا بگڑنا دیکھیں
دو گھڑی ٹال دیں یوں وقتِ سحر وصل کی رات

کون کہتا ہے کہ تم ناز و تبختر چھوڑ دو
پر نہ یہ ظلم کہ ہو مدِ نظر وصل کی رات

بے سبب وہ جو سراسیمہ ہوا ہے راقم
غیر کا اوسکو خیال آیا مگر وصل کی رات

حسن میں کس کو نظر آئے کمر کی صورت
جلوہ پوشیدہ ہے جلوہ میں نظر کی صورت

لامکاں سہی کوئی ہو اپنے گھر کی صورت
کہیں دیوار کا ہو نام نہ در کی صورت

لا رکھیں سنگِ درِ یار کو گھر پر اپنے
آتے جاتے وہ نہ بھولے مرے گھر کی صورت

خواب میں وہ مرے آجاتے ہیں گاہے ماہے
اس ملاقات پہ ہے اپنی بسر کی صورت

میں سمجھتا ہوں یہی بس مرا قاصد آیا
جو سرِ راہ گزرتا ہے سفر کی صورت

تو تصور میں نہو کچھ نہو گھر میں رونق
تیرے جلوہ نے بنا رکھی ہے گھر کی صورت

واں دعا غیر کی بگڑی ہوئی بن جاتی ہے
اپنی بن بن کے بگڑتی ہے اثر کی صورت

شام وعدہ کبھی دیکھی نہ کبھی صبح وصال
ہم تو تکتے ہی رہے شام و سحر کی صورت

بے سبب اوسکا تغافل نہیں کیونکر آجائے
اوس نے دیکھی ہی نہیں راہ گزر کی صورت

کتنے بیگانہ روش ہیں نہیں آتے دل میں
سامنے پھرتے ہیں آنکھوں کی نظر کی صورت

انتظار آج ہے کس کا کہ پڑا تکتا ہوں
کبھی دیوار کی صورت کبھی در کی صورت

وصل میں شام سے ہوجاتے ہیں سامانِ فراق
شمع کے منہ پہ برستی ہے سحر کی صورت

ہمکو کیا چاہیئے گھر ہم وہ ہین ہنگامہ فزا
بس جہان بیٹھہ گئے بن گئی گھر کی صورت

کیا تماشا ہے کہ مین دل سے دعائین مانگون
اور دیکھین مرے اغیار اثر کی صورت

کیون دعا پر گئے بیٹھے ہو بہروسا راقم
مٹ گئی سات تمنا کی اثر کی صورت

کب تک لئے پہرے گی مجھے جستجوئی دوست
کب تک کنوئین جہکا گئی آرزوئی دوست

رہرو نہ کاروان نہ خط جادۂ سوئے دوست
جاتا ہون منہ اٹہائے ہوئے سوئے کوئے دوست

کہتا نہ تو حدیث ارم واعظ شفیق
دیکھا نہین ہے تو نے گلستان کوئے دوست

کس لطف سے گزرتی ہین راتین فراق کی
دل ہے زبان ہے مین ہون لب گفتگوئے دوست

عشرت ہی اوسکو وصل کی جسکے مشام مین
پہونچے شمیم پیرہن مشکبوئے دوست

مین اور یہ کشاکش حرمان مجھے نصیب
اللہ سمجھے تجھسے دل وصل جوئے دوست

ہم پہونچے کوئے دوست مین اس رہبر کے سات
جس جس طرف صبا سے ملے ہمکو بوئے دوست

اب جائین وان رقیب مزا آئے عشق کا
بچہوا دئے ہین خار سر راہ کوئے دوست

کیا شکوہ مین وہ شکوہ ہی جو آسمان سے ہو
شکوہ کو ہو زبان جو کہلے سو بروئے دوست

کیا لائین ہم خیال مین اس آسمان کا جور
ہمنے بہت اٹہائے ہین آزار جوئے دوست

واللہ ابتو دیکھنے کو جی ترس گیا
لیجائے ہمکو کوئی دکہا لائے روئے دوست

آزار جور یار نے دل سرد کر دیا
کافر ہو جسکو اب بہی ہو آرزوئے دوست

پہی نہین ہین شور شیون رات کی فغان
جاتی ہے شور شون سے تری آبروئے دوست

کرتا نہین ہون نالہ بہی خاطر سے دوست کی
اندیشہ ہے کہ نالہ بنے گا عدوئے دوست

ابتک تو ایک سہارا ہے راقم نشور کا
مشکل ہے نے جو کر گیا اللہ روئے دوست

ردیف الثاء

جب چشم خون فشان نہین پھر مدعا عبث
باتین تمام جھوٹی ہین اور التجا عبث

کس منہ سے ہم کہین ستم دلربا عبث
ہمنے ہی اوسکو چھیڑ کے دشمن کیا عبث

فرہاد ہون نہ قیس نہ مین روشناس خلق
کیون مدعی بنا فلک فتنہ زا عبث

اہل جفا کو طرز جفا جب نہین ہے یاد
ارمان جان نثار ہے اہل وفا عبث

اوسکو تو امتحان سے غرض تھی نہ قتل سے
ہمنے ہی سر رکھا تہ تیغ جفا عبث

شایان جور ہم تو کسی اور ہی کے تھے
کیون ہو گئے نشانہ تیر قضا عبث

ناصح کا قول تلخ ہے لیکن غلط نہین
سچ ہے کہ آشنائی نا آشنا عبث

رہنے دے خاک کو مری ہی نذر کوی دوست
تو کیون اوڑائے پھرتی ہی موج صبا عبث

عاشق کو چاہیئے کہ رہے خوگر جفا
یہ کیا کہ جور سہہ نہ سکا مر گیا عبث

تم ہی جفائے غیر کے جب ناز کش ہوئے
کسکو غرض اوٹھائے ستم آپکا عبث

راقم سمجھ کے عالم ہستی کو بے ثبات
بیکار جستجو مین رہا اور جیا عبث

مین اور مجھکو کفر و ورع اور ریا سے بحث
مسلک ہے صلح کل مرا مجھکو عنقا سے بحث

مطلب کے اپنے دونون ہین دیوانے ہوشیار
اونکو جفا سے کام مجھے مدعا سے بحث

ہم کیون کہین کہ شب کو رہو شب بسر کرو
تم دو گھڑی کو آؤ ہمین مدعا سے بحث

نالون کو اپنے فکر دُہائی دیا کرین
مجھکو تمام شب سخن شکوہ زا سے بحث

ہم کہتے کہتے تھک گئے اور سنتے سنتے وہ
ہمنے بھی کرنی چھوڑ دی اب التجا سے بحث

ہم کو تو کاٹنی شب فرقت کسی طرح
اس آسمان کا شکوہ ہو یا فتنہ زا سے بحث

لو آؤ دیکھین دیتے ہو آزار کس طرح
کہلتے ہین میرے بھی لب گفتار کس طرح

روزن کیے نظر سر دیوار کس طرح
نکلے نظر کی حسرت دیدار کس طرح

ہین اور انتظار قیامت کی شام ہے
یارب کٹیگی آج شب تار کس طرح

تم ہی کہو کہ کشمکش انتظار مین
مجھسے رکین گے دیدہ خونبار کس طرح

مانا کہ آپ کہنے کو یوسف نظیر ہین
بے جلوہ ہوگی گرمی بازار کس طرح

پیکان ہو کوئی تیر ہو اوسکو نکال لین
دل سے نکالیے مژہ یار کس طرح

تاراجی صبا سے بچے ہی مرا غبار
چھوڑین گے فتنہ خود دم رفتار کس طرح

آسان ہے کمند لگا کر چلے تو جائین
ملنے کی شکل ہمت دشوار کس طرح

خورشید و ماہتاب کہان اور تم کہان
آئینہ کی نظیر ہو زنگار کس طرح

آیت نہین حدیث نہین بیوفا کا عہد
کہاؤن فریب محرم اسرار کس طرح

رسم وفا و مہر کو جو جانتا نہو
پورا وفا کا وہ کرے اقرار کس طرح

دیکھین نظر نظر سے ملے آنکھہ آنکھہ سے
بیمار سے دو چار ہو بیمار کس طرح

جب تک نہو گا حسن تماشاے چشم عام
طے ہوگی ارز جنس و خریدار کس طرح

پہلے ہی پانو ہوگئے کانٹون سے ہین فگار
راقم کٹے گی منزل دشوار کس طرح

ہمکو بھی شعلہ رو کو بلانا کسی طرح
اُس شمع انجمن کو جلانا کسی طرح

ظاہر نہین تو یون ہی چلین ہمرکاب شکل
ہمکو تو بزم غیر مین جانا کسی طرح

ذکر رقیب چھیڑنا اور مجھسے پوچھنا
نشتر چبھو کے گھر سے اُٹھانا کسی طرح

کہنا کچھ ایسے سوز سے دل غم کی داستان
اُسکو بھی اپنے سات رُلانا کسی طرح

جھگڑے مین شب تمام ہوئی کہہ کے تھک گئے
دل پھر گیا پر اوس نے نمانا کسی طرح

فرقت مین موت آئے نہ آئے جئے تو جائین
احسان زندگی کا اُٹھانا کسی طرح

انداز جسکا شوخ طبیعت ہی جسکی شوخ
مشکل ہے اوس کا راہ پہ لانا کسی طرح

بگڑے رہو خفا رہو اس سے غرض نہین
ہم کو تمہارا ناز اُٹھانا کسی طرح

دو روز سے خفا ہے وہ راقم ذرا چلو
روٹھے ہوئے کو یار منانا کسی طرح

ردیف الخاء

ہم نکرتے کبھی جہان کا رُخ
گر پھرا پاتے مہربان کا رُخ

بات مجھسے ہے مُنہ کسی کی طرف
غیر مین دل ادہر یان کا رُخ

دل کو تاکا جگر بھی سات چھدا
ٹھیک تھا گوشہ کمان کا رُخ

جھک ہی جاتی ہے خود بخود گردن
دیکھکر اوس کے آستان کا رُخ

رشک ہوتا ہے دیکھکر مجھکو
اوسکے گھر کی طرف جہان کا رُخ

سات لا جا کے یار کو اے دل
وہ نہ بھولے مرے مکان کا رُخ

روکتا ہون مگر مدعا نہ کہون
پھر ہی جاتا ہے کچھ زبان کا رُخ

کیون رہے یاد تمکو میرا گھر
جب کرو غیر کے مکان کا رُخ

جان جاتا ہون رنگ صحبت کو
دیکھکر غیر پاسبان کا رُخ

لکھتے لکھتے شکایتین اوسکی
پھر گیا کلک دو زبان کا رُخ

جب بلانا کسی کو تم راقم
دیکھہ لو پہلے جہان کا رُخ

اتنا ہوتا نہ فتنہ گر گستاخ
خود کیا ہمنے چھیڑ کر گستاخ

مین نہین اوس سے اسقدر گستاخ
جتنی ہے حسن سے نظر گستاخ

مضطرب ہوکے وہ نہین جاتا
اوس سے ہوتا نہین اگر گستاخ

ہے حریفانہ نامہ بر کی نظر
بات کرتا ہے نامہ بر گستاخ

خود بگاڑا ہے پیشدستی سے
ہمنے ہوکر سوئے کمر گستاخ

یہ سکہایا ہوا کسی کا ہے
ورنہ ہو مجھسے نامہ بر گستاخ

تم بھی رکھتے ہو بس اسی کو عزیز
ہتسے یارب ہو جو بشر گستاخ

آئنہ رونما سہی یہ کیا
یار کو دیکھے اس قدر گستاخ

آبرو اپنی کھوتے ہو رقیم
یار سے ہوکے اسقدر گستاخ

ردیف الدال

آج چپ چپ سے ہین ارباب جفا میرے بعد
کیا ہوئی شوخیٔ انداز و ادا میرے بعد

اوسنے بھی شوق ستم چھوڑ دیا میرے بعد
جب نپایا کوئی شایان جفا میرے بعد

قیس و فرہاد کی شہرت ہو خدا کی قدرت
حوصلہ عشق کا کس کس نے کیا میرے بعد

دل پکڑ لیتے ہین افسوس سے جب سنتے ہین
ذکر مین ذکر جو آتا ہے مرا میرے بعد

جھولیان بھر کے لئے جاتے ہین گلہا جال
دامن تہمت اغیار کھلا میرے بعد

اب تو سنکر کف افسوس ملا کرتے ہین
جب مرا نام کسی نے بھی لیا میرے بعد

آج خوش خوش میرے اغیار پڑے پھرتے ہین
ایسے بیکار ہوئے اہل جفا میرے بعد

لیئے پھرتی ہے مرے واسطے بو کے کاکل
روتی پھرتی ہے مجھے باد صبا میرے بعد

کوئی موقع نہ ملا او نکو تو ٹالا یون رنج — میرے مرنے پہ ہوئے مجھسے خفا میرے بعد

راقم ایک اور غزل لکھہ کہ نوا سنج سخن
اور ہر بزم مین ہون نغمہ سرا میرے بعد

کیون عبث آپ لئے کی ترک جفا میرے بعد — پتہ الزام جو رہنا تمہارا میرے بعد
اوس نے اتنا تو کیا پاس وفا میرے بعد — رخنہ دیوار مین رکہا نہ کہلا میرے بعد
شوق بیدا در ہا جب نہ وہ شوخی کا مزاج — کس مرض کی رہے پہر اہل جفا میرے بعد
کس کو امید تہی یون زلف پریشان ہوگی — بارے کی تعزیت عشق وفا میرے بعد
جب جفا کش نرہا آپ جفا کش ٹہرے — اب ہوئی آپکو کچہہ قدر وفا میرے بعد
حسن ہے ناز ہے آئینہ ہے تنہائی ہے — اپنے پر آپ وہ ہوتے ہین فدا میرے بعد
منصب عشق کے قابل تو ہوا مین بارے — رکہہ لیا موت نے ناموس وفا میرے بعد
یاد کرتے ہین مجھے آج پشیمان ہوکر — دیکھکر بزم مین خالی مری جا میرے بعد
مرتے مرتے مری آزردہ دلی سات رہی — غیر مین اور تری ناز و ادا میرے بعد
مین نہین جب مری ہوش ہے کچہہ ہو سامان — حشر ہو جائے قیامت ہو بپا میرے بعد

اب رہین گے وہ کسی اور ہی دل مین راقم
حسرتین جتنی ہوئین مجھسے جدا میرے بعد

مفت کی چیز ہوا کرتی ہے بے دام پسند — پہر بہی آیا نہ کسی کے دل ناکام پسند
منہ سے دلالہ کے نکلا کہ ہوا نام پسند — سنتے ہی لوٹ گیا کر لیا پیغام پسند
ایک وہ ہین کہ ترا ناز گوارا نہ کرین — ایک ہم ہین کہ ہمین تلخئی دشنام پسند
شوخیان آپ کرین دل ہو ہمارا محظوظ — پہر غضب ہے نگر وہ تم دل ناکام پسند

یار ہو بادہ ہو تنہائی ہو اور شب ماہ
صبح کا ذکر نہو ہمکو ہے وہ شام پسند

ہمنے فردوس سے بدلا ہے تماشا جہان
ایک خاطر سے ہوئی گردش ایام پسند

اونکو الفت سے یہ نفرت ہے کوئی نام نلے
کہتے ہین ہمکو نہین عشق کا انجام پسند

جان لینا اوسے تم چاہنے والا اپنا
جو طبیعت سے کرے برش صمصام پسند

حسن ایک ایک کو دکھانا انہنے کرنا بسمل
شوق مین شوق یہ ہے کام مین یہ کام پسند

پھرون لیتا ہون مزے شوخی گفتار کی مین
اسقدر آئی ہے کچھہ لذت دشنام پسند

دو گھڑی کے لئے آنے سے نہ آنا بہتر
شام سے کون کرے صبح کا انجام پسند

خلد سے حضرت آدم نہ نکلتے تو ہمین
آج ہوتی نہ گرانباری آلام پسند

بوئے گل دل سے گوارا اوسے کیونکر ہو گی
جسکو ہو نکہت گیسوئے سیہ فام پسند

کوئی کس چیز کو دیکھے کہ جہان ایک ایک چیز
مار رکھنے کے لئے خاص کی ہو عام پسند

تم گلا چھوڑ دو راقم وہ بگڑ جاتے ہین
وان طبیعت ہی بنائی نہین الزام پسند

ردیف الذال

تھا مرا جلوہ نما شوق کا پیکر کاغذ
کہ بنا آئینہ چشم فسون گر کاغذ

بھیجدین ایک کھلا یار کو لکھکر کاغذ
دھوکا اچھا ہے وہ پڑہ لیگا مقرر کاغذ

ہات مین رعشہ تھا قاصد کے ادھر خط مین وہ شوق
ہات سے چھٹکے گرا گود کے اندر کاغذ

جی مین ہے شوق ملاقات لکھون مین اتنا
کہ بنے طول شب غم کی برابر کاغذ

لکھنے دیتا نہین خط گریہ مجھے کیا کیجے
دل مین ہے شوق بھرا ہات مین سب تر کاغذ

ہم بنت کہین کچھہ یہی تو جبین پر بل آئے
غیر کا پڑھتے ہین کس شوق سے ہنسکر کاغذ

کیا سبب ہے نہین کہلتے میری تقدیر خدا
کیا گئے سارے ہی دہو دہو کے برابر کاغذ

حرف انکار مرے خط کا وہی خط کا جواب
دیتے ہین ہات مین قاصد کے کتر کر کاغذ

ہو گیا صاف وہان سے مجھے ملنے کا جواب
آج سمجھا کہ ہوئے داخل دفتر کاغذ

بیٹھین تنہا تو انہین شغل کہ میری تحریر
شمع پر رکھہ کے تماشا ہے جل کر کاغذ

اوسکی تصویر پہ رکھدی کہین مین نے تصویر
فرط لذت سے ہوئے وصل چپک کر کاغذ

رشک سے ترک کیا نامہ بہی لکہنا ہمنے
نامہ بر دیکھتا ہو گا اوسے دیکر کاغذ

مژدہ اے دل تجہے پہر یاد کیا قاتل نے
لیکے قاصد سے رکہا ہے تہ خنجر کاغذ

نامہ اب لکہو تم ایک مکرر رقم
کہ ہے اب سے تمنا کا مقدر کاغذ

ردیف الراء

مارنا مد نظر ہے آو سامان تھام کر
ہات مین خنجر پکڑ کر تیغ عریان تھام کر

دست وحشت سے بچا مین بھی گریبان تھام کر
خار صحرا پہر لپٹ جاتے ہین دامان تھام کر

اونکو یہ منظور مجنون کی طرح بیٹھے رہین
عمر بہر ہم دامن شب ہائے ہجران تھام کر

لطف امیدون مین کچھہ تھا وہی ہمنے کہو دیا
دست دربان چوم کر پائے نگہبان تھام کر

یہ زبانی کیا لڑائی آؤ ہم تم یون لڑین
مین تمہارا ہات تم میرا گریبان تھام کر

کس قدر مشکل ہے جانا کوئی جانان تک یہان
پانو پکڑے لیتی ہے ریگ بیابان تھام کر

مانع صحرا نوردی حلقۂ زنجیر ہے
کود جاؤن ورنہ مین دیوار زندان تھام کر

آشیان تو نے اجاڑا یاد رکھیو باغبان
ایکدن روئے گا دیوار گلستان تھام کر

بارے اتنا تو ہوا احوال فرقت سنکے وہ
رہ گئے انگشت حیرت زیر دندان تھام کر

رہگزر مین سینکڑون جا ہین ہین اے محشر خرام
روک کر رکہنا قدم پاے خرامان تھام کر

عہد و پیمان کا تمہاری جب یقین آئے مجھے
سوے کعبہ تم کہو ہاتون مین قرآن تھام کر

دل سلتی ہے ادا جب ناز سے چلتا ہے وہ
شوخ نظرین پھیر کر ہاتون مین داماں تھام کر

لاغری کا حال یہ ہے ضعف کی صورت ہے یہ
اشک جو گرتا ہے وہ بہی نوک مژگان تھام کر

اوس سے امید وفا جو ہو وفا پیمان شکن
توڑ ڈالے رشتۂ زنار ایمان تھام کر

خون دل کی ہے وہ حالت جسطرح شبنم اڑے
صبح کو تار شعاع مہر رخشان تھام کر

اب توقع یار سے باقی نہ راقم آرزو
بیٹھہ جاو صبر سے تم دل پریشان تھام کر

ہمکو حیرت ہوتی ہے تصویر لیلا دیکھکر
قیس کیا عاشق ہوا تھا رنگ میلا دیکھکر

درد ہے وہ درد حیران مین مسیحا دیکھکر
میری صورت دیکھکر اور رنگ میرا دیکھکر

ہمنے دیکھا بہی اوسے پھر کچھہ نہ دیکھا دیکھکر
رہ گئی تشخیص تارا سا چمکتا دیکھکر

دل تو حاضر ہے تمہین دیدین مگر کیا دیکھکر
چار دن مین پھیر دوگے پر تمنا دیکھکر

تم مین جو کافر ادا ہے شاہد و نین وہ کہان
شوخ رفتاری سے چلنا زیر و بالا دیکھکر

زخم ہو اوسکی دوا ہو غم کو کیا سمجھے طبیب
پھانس ہو اوسکو نکالے چارہ فرما دیکھکر

جس گلی مین سو تماشائی ہون اوسکی قدر کیا
منہ نہین ہوتا ادہر جانیکو میلا دیکھکر

دود نالے نے بنایا آسمان پر آسمان
پست ہمت ہے دعا کی بند رستا دیکھکر

یار کا پھرنا فضاے باغ مین یاد آگیا
قامت شمشاد و قد سرو بالا دیکھکر

نامہ پہونچے کس طرح جب بے نشان ہو کوئی دوست
الٹا پھر آتا ہے قاصد بند رستا دیکھکر

وصل کے ارمان نہ نکلے دل کی دل ہی مین گئی
رخصت شب کا گریبان چاک ہوتا دیکھکر

محو صورت ہم نہین ہمسے کرو بیگانگی ‏ تمسے ملنے آگئے ہین رسم دنیا دیکھکر
بنتے بنتے کام دل کا رہ گیا شرما گئے ‏ مین بہی وہ ہی دیدہ خورشید بینا دیکھکر
جب مرض تدبیر کا دشمن ہوا پہر آئے ندیم ‏ کیا کرینگے چارہ فرمائے مسیحا دیکھکر
آسمان کے ہتکنڈے ہین ڈال دینا تفرقہ ‏ دو دلون مین ربط باہم مل سے دلکا دیکھکر

آج سے راقم تماشا ترک صحرا کا کیا
بوالہوس مجنون کو ہمنے دشت پیما دیکھکر

ہماری نغمہ سنجی انجمن مین گلفشان ہوکر ‏ رہے گی یادگار دل حدیث باستان ہوکر
خدا وہ دن دکہاویگا کسیدن مہربان ہوکر ‏ تم آجاؤ وفا بن کر مراد عاشقان ہوکر
خفا ہوکر بگڑ کر مہربان نامہربان ہوکر ‏ مرے گھر مین رہو تم شادمان ناشادمان ہوکر
کیا ہے خون تمنے حسرتون کا داغ ہے دل پر ‏ شب عشرت گئے ہو بے سبب تم سرگران ہوکر
زمین کے نیچے شاید شاہدون کی کوئی بستی ہے ‏ چمن مین آتے ہین شام و سحر جو گلستان ہوکر
پشیمان منہ بنا کر تم ہمارے پاس کیون بیٹہو ‏ وہین جاؤ وہین بیٹہو نصیب دشمنان ہوکر
اندہیری رات جوش بحر سو گرداب ساحل مین ‏ خدا حافظ ہے کشتی کا چلی ہے بے عنان ہوکر
چلوگے حضرت ناصح ہمارے سات جنت مین ‏ مگر ہم پار سیدہے جاینگے کوئی تپان ہوکر
نہین تو بہی میسر غم مین خوش گزرے کوئی ساعت ‏ نسیم صبح بہی آئے کبہی عنبر فشان ہوکر
بہانہ ہے نگہبان کا رکہو دلبر تو آجاؤ ‏ تمہین روکے وہ آنے سے تمہارا پاسبان ہوکر

ستم کے واسطے راقم کوتا کا آسمان تولیئے
کسی دن بزم دشمن پر نہ ٹوٹا آسمان ہوکر

مین ضبط نالہ کرتا ہون نہ نکلے وہ فغان ہوکر ‏ قیامت لوگ سمجہینگے کہ آئی ناگہان ہوکر

نہین مجکو گوارا تم رہو جان جہان ہوکر
مرے دلمین ہوا نکھو نہین تمنین جان جان ہوکر

مے کوثر لب کوثر سنا ہے سفت ملتی ہے
رہے کس کی بلا منت کش پیر مغان ہوکر

شب غم لطف سے کٹتی ہی جبتک دل تہا پہلو مین
کسی کی داستان کہتا تہا میرا ہمزبان ہوکر

ستم کو ہم کرم کہتے جفا کو ہم وفا کہتے
جو تم بیداد کرتے مہر دل سے مہربان ہوکر

شب عشرت ہے شوق وصل دل مضطر چلا مجکو
تمہارا بیٹہنا چپکا غضب ہے بے زبان ہوکر

نہ کرتے شکوہ فرقت کا نہ ہم غم کا گلا کرتے
پیام یار جہوٹے ہی جو آتے ارمغان ہوکر

ارادہ تہا کہ ذکر غیر چہیڑین کچہہ سنین لیٹے
زبان پر آتے آتے رہ گیا شرم زبان ہوکر

ہمیشہ رنج پایا ہمنے جاکے بزم جانان مین
اٹہے ناشادمان ہوکر جو بیٹہے شادمان ہوکر

ستم اتنا کرو مجہپر کہ مین خوگر نہو جاؤن
تمہارا شکوہ نکلے منہ سے میرے مہربان ہوکر

صلاے عام ہے یاران میکش تشنہ کامون کو
کہ کوثر پر ملے گلبو ملے گی ارمغان ہوکر

ہو دل کا نہین آنکھو نہین اتنا ہی کوئی دیکھے
شریک گریہ رہنا حسرتون کا خونچکان ہوکر

تمنا ایک ہے غیرون کی میری مجکو غیرت ہے
کہ فرقت کیون نہین ہوتی نصیب دشمنان ہوکر

کسے فرصت سنے غم مین کہانی شور محشر کی
گزر جائیگا ایک دن وہ بہی غوغا جہان ہوکر

بہار عشق راقم چار دن کی چاندنی سمجھو
وہی سر پر ہین گی تیرہ راتین جاودان ہوکر

اے دل گلہ کی یار سے اب گفتگو نکر
آزردہ اور خاطر آزردہ خو نکر

اقرار مجہسے روز غلط فتنہ جو نکر
بیتاب دل کو اور بہی بیتاب تو نکر

یون رائیگان وفا میری بیگانہ خو نکر
ساغر چراغ خانہ عیش عدو نکر

اچھا نہین ہے دیکہہ رقیبون سے اختلاط
رسوائے خلق ضد یہ مری آبرو نکر

مجھکو نہ ملنے کا ترا شکوہ نہیں مگر
دل کو حریص لذت وصل عدو نکر

اللہ یہ دماغ تمہارا غرور سے
کہتے ہو ہمسے بات بھی تو دو بدو نکر

نامہ کو پڑھ تو لیتے ہیں دیتے نہیں جواب
اسکے یہ معنے ہیں کہ کوئی آرزو نکر

بدظن کو کچھہ گمان نہ گزرے مری طرف
ساقی شراب ناب کو تو مشکبو نکر

کرنی ہے گفتگو مجھے اوس فتنہ گر سے طے
جامہ کو بخیہ دوز ابھی تو رفو نکر

ہو کر رہے ہیں خاک کسی آرزو میں ہم
برباد مشت خاک صبا کو بکو نکر

کچھہ حظ وصل سے نہ دے ارمان نکلنے دے
اے مرغ صبح خیز گھڑی بھر غلو نکر

مشکل ہے وصل یار یہ گریہ ترا عبث
اے دل امید وصل میں ضایع لہو نکر

ناصح تمہیں شعور بھی ہے مرد آدمی
کہتے ہو مجھسے یار کی تو جستجو نکر

راقم وصال یار کو ایک عمر چاہیئے
بس اس امید پر ہوس شعلہ رو نکر

ہوتے ہی رہے ظلم دل صبر گزین پر
گرتے ہی رہے کوہ الم جان حزین پر

الزام عبث ظلم کا ہے چرخ برین پر
کیا کم ہیں ستمگار یہاں روئے زمین پر

ایسا نہو وہ میری عیادت کو چلا آئے
کچھہ اور نہ بنجائے مری جان حزین پر

پردہ بھی وہ ڈالا کہ اوٹھائے نہیں اوٹھتا
کھلتا ہی نہیں حال کسی اہل یقین پر

دل چھوٹ گیا آپ کی وعدوں سے ہمارا
امید رہی وصل کی اب عرش برین پر

ہیں میری طرح وہ بھی اسیر غم اغیار
بیتاب سے بیٹھے ہیں دھرے ہات جبین پر

دل گیر ادائیں بھی ہیں سب آپکی لیکن
مرتا ہوں فقط میں تو تبسم کی نہیں پر

تم طرز کوئی قتل کی اب ایسی نکالو
دھبا بھی لہو کا نرہے خنجر کین پر

ملنے کے لئے آئے ہین آنا کوئی دیکھے
ڈالی ہے نقاب اوپہی دور سے حسین پر

مین وصل کے شایان نہ ملاقات کے لایق
کیا تمنے لکہا دیکہہ لیا میری جبین پر

رنجش ہی اُٹہایا کئے دن رات تمہاری
بیداد ہی کرتے رہے تم روز ہمین پر

تقسیم سے جو رنج والم رہ گئے باقی
وہ مجکو ملے نقش ہین دل کے نگین پر

کس منہ سے چلین سامنے اللہ کے راقم
سجدہ کا نشان کوئی نہین اپنی جبین پر

بارے سنتے تو ہین وہ میرا فسانہ اکثر
یاد کا میری یہ کرتے ہین بہانہ اکثر

خاک مین ہمکو ملاتی ہی رہی بس تقدیر
خوار کرتا ہی رہا ہمکو زمانہ اکثر

وہ بہی تاکا ہی کئے مجکو ہمیشہ دل سے
مین بہی ہوتا ہی رہا اونکا نشانہ اکثر

مجکو یہ شوق کہ جاکر کبہی دیکہون صورت
اونکو یہ ضد کہ رکہین گہر مین نہ آنا اکثر

تہک گئے ہم بہی بلاتے ہی بلاتے اونکو
وان رہا ایک نہ آنے کا بہانہ اکثر

اس طرف بہول کے بہی تمکو نہ آتے دیکہا
غیر اچہے ہین کہ جاتے ہو شبانہ اکثر

خاک چہانا ہی کئے راہ طلب مین راقم
جز غم یار ملا آب نہ دانہ اکثر

وہ تو کرتے ہی رہین گے یون ہی پیمان اکثر
کیون کیا کرتے ہین ہم وصل کا سامان اکثر

انتظارون مین رہا یہ دل نالان اکثر
راہ دیکہا ہی کئے دیدۂ حیران اکثر

لطف دیتا ہے طبیعت کا پریشان ہونا
یاد آجاتی ہے جب زلف پریشان اکثر

اک شب ہجر نہین جسکو تڑپ کر کاٹون
ہین شب غم مین مری جان کے خواہان اکثر

جان کیا چیز ہے اور دل کی حقیقت کیا ہے
نالۂ غم نے جلائے ہین بیابان اکثر

کیون نہ خوش ہون کہ جگہ ہے مری انکے دلمین
پوچھ لیتے ہین مرا حال پریشان اکثر

جان لیتا ہے مری آپ کا وعدہ ہر روز
خون پیتی ہے مرا یہ شب ہجران اکثر

تم چلے آؤ کسی روز تو کچھ عیب نہین
بے بلائے بھی چلے آتے ہین مہمان اکثر

یاد آتے ہین وہ دن چاک ہوا کرتا تھا
دامن یار کبھی میرا گریبان اکثر

میرے آنے کی یہ بندی کہ نہ آنے پائے
ایک بیٹھا ہی رہے در پہ نگہبان اکثر

دل الجھنے لگا اب عشق سے اپنا راقم
لوگ کہنے لگے آخر مجھے نادان اکثر

یہ کفر بھی ایمان ہے کہ بتخانہ سمجھ کر
گردن کو جھکاتا در جانانہ سمجھ کر

جنگل مین گئے رہنے کو ویرانہ سمجھ کر
ہر خار سرکنے لگا بیگانہ سمجھ کر

کیا بیخودی عشق مین دیوانہ بنا ہون
خم منہ سے لگا لیتا ہون پیمانہ سمجھ کر

کیون آگ مین گرتا جو ہوسناک نہ ہوتا
اس مرگ مفاجات کو پروانہ سمجھ کر

ایمان کی یہ ہے کہ صنم خانہ مین جا کر
ہوتا ہے اثر مظہر جانانہ سمجھ کر

جس دن نہ ملے کوئی انہین شمع جلانے
دانستہ دل آزاری پروانہ سمجھ کر

دیوانہ ہون معشوق فریبی ہے مری خو
ہر بزم مین بنجاتا ہون دیوانہ سمجھ کر

منصور کو مخلوق نے دیوانہ بنایا
سمجھے نہین کیا کہتا ہے فرزانہ سمجھ کر

کچھ اس پہ بنے ایسی کہ دھوکہ مین چلا آئے
گھر کو مرے وہ خانہ بیگانہ سمجھ کر

عریان تنی اچھی ہے مرے شاہد طناز
پہلو مین بٹھا لیتے ہین دیوانہ سمجھ کر

سو بار چلے آؤ اگر دل پہ رکھو تم
الفت نہ سہی رسم قدیمانہ سمجھ کر

کعبہ ہو صنم خانہ ہو تفریق سے کیا بحث
سر ہمکو جھکاتا در جانانہ سمجھ کر

تقدیر ہمیشہ ہی رہی وقف عقدر
کیا کیا نہ کیا سوچ کے کیا کیا نہ سمجھہ کر

آجاؤ کسی روز اگر جوشش نشے مین
الزام نہ دیگا کوئی مستانہ سمجھہ کر

پوچھے گا فریبون سے فریبون مین نہ آنا
غمخوار سے سنانا مرا افسانہ سمجھہ کر

اللہ رے طبیعت جسے آئینہ سے نفرت
عکس اپنا نہین دیکھتا بیگانہ سمجھہ کر

جاتے ہو صنم خانہ کی تم سیر کو راقم
ایمان کو تو ہات مین بیعانہ سمجھہ کر

مین نہین محو تماشا حسن صورت دیکھکر
یہ مری حیرانیان ہین کوئی صنعت دیکھکر

پہلے ہی حیران تہا مین اوسکی صورت دیکھکر
بن گئی کچھہ اور دل پر ناز قامت دیکھکر

وہ عیادت کو چلا آئے کہین ایسا نہو
دل بگڑ جائیگا اوس کا میری حالت دیکھکر

اُف رے تیری شوخیان اے شاہد محشر خرام
فتنے سر کے جاتے ہین رفتار آفت دیکھکر

خط تو دیدیجو اوسے لیکن زبانی نامہ بر
حال دل کہیو ذرا رنگ طبیعت دیکھکر

دل ندیتا تمکو مین گر جانتا آہن جگر
حوصلہ مین نے کیا تہا کچھہ نزاکت دیکھکر

یہ غرور ناز اور نخوت ادائے آپ کی
جانتا ہون بڑہ گئی میری طبیعت دیکھکر

ایک قیامت صبح رخصت تہی کہ دونون روئیے
مین تو اونکو دیکھکر وہ میری صورت دیکھکر

صاف پہر جاتے ہین شاہد عہد و پیمان توڑکر
کچھہ طبیعت دیکھکر دل بے مروت دیکھکر

اے جنون اتنا نہ بڑہ جامہ سے باہر ہو نجا
پانو پہلاتے ہین لیکن گہر کی وسعت دیکھکر

بے محل کی شکوون نے راقم کیا تمکو خراب
بات مرد آدمی کہتے ہین فرصت دیکھکر

پہر آتا ہے مرا دل جوشش نوایان گلستان پر
قیامت آنیوالی ہے بہار حسن ریحان پر

جنون نے لا بٹھایا ہے گزرگاہ بیابان پر
برات عشق ہے شاید سر خار مغیلان پر

یقین کیسا گمان کسکو یہانتک اعتبار اٹھا
ہنسی آنے لگی ہے اب تو انکی عہد و پیمان پر

نظر لگ جائے گی قاتل سنبھل کر پھیرنا خنجر
نہ جائے کوئی دھبا لہو کا تیری داامان پر

عذار گل کو دیکھا تھا کہ عارض کوئی یاد آئے
نظارا چشم حیرت تھا تماشائے گلستان پر

برا ہو جوش وحشت کا نہ کہا تار تک باقی
کسی کا ہات جاتا تھا کبھی سیر گریبان پر

وہ پھرتے چلتے آنکلے تھے کہو بلبل گلشن مین
لگی ایک اوس سی پڑنے بہار سنبلستان پر

میرے نالے وہ کر جائین اثر یارب کسی دل پر
نگاہ مہر کرتی ہے جو عالم شبنمستان پر

لگا و تیر تم لیکن نمک پیکان پہ چھڑکا ہو
جراحت لوٹتے ہین لذت شور نمکدان پر

جفا انکی نہین بیجا قصور اونکا نہین اقم
مری حسرت نگاہی بار گزری طبع جانان پر

ایک قیامت ہے شب ہجر دل انگارون پر
رات بھر لوٹتے ہین غمزدہ انگارون پر

جان بچتی نہین اب اپنا خدا حافظ ہے
دل بھی آیا ہے اور آیا ہے دل آزارون پر

رات کیا آتی ہے فرقت کی بلا آتی ہے
جس طرح صبح قیامت ہو گنہگارون پر

ان فسون کارون سے اللہ بچا تو بچین
مست بن بن کے گرے پڑتے ہین ہشیارون پر

خاک آنکھون مین مری ڈال دو جھگڑا چک جائے
دو نقاب اپنے ڈالے رہین رخسارون پر

جان کچھ دل تو نہین سونپ دین وہ بھی تمکو
یہ لگا رکھی ہے ایک وقت کے اقرارون پر

ہمکو کیا بحث کہ ذکر شب دوشینہ کرین
دیکھتے ہم بھی ہین کچھ رنگ سا رخسارون پر

عشق سے میرے ہوئی آپ کی اتنی توقیر
آج گرتے ہین خریدار خریدارون پر

جان مٹھی مین دھری ہے کوئی تمکو دیدے
جھوٹے وعدون پہ غلط انکے اقرارون پر

خط کے لینے سے وہ انکار کرین پھر قاصد
مدعا لکھ کے چلا آئیو دیوارون پر

میرے چھالون سے مٹی تشنہ لبی کانٹون کی
خار کا جھپہ ہے احسان مرا خارون پر

شب کو یادمئی وساقی مین لگی تھین آنکھین
برق خرمن تھا بنا شوق قدح خوارون پر

سوت آتی نہین غرقت مین یہ آفت کیسی
درد پر درد ہے آزار ہے آزارون پر

کیا غزل شوخ لکھی آپنے راقم جس مین
اُڑتے پھرتے ہین پریزادو کبھی انگارون پر

ہان چشم فسون کار ادا کوئی دکھا اور
ہان دیدۂ سفاک کوئی تازہ جفا اور

تھامے ہون جگر مین وہ چھٹے تیر قضا اور
دل داد دئے جاتے کہ ہان اور لگا اور

بنتے ہو وفادار وفا کرکے دکھاؤ
کہنے کی وفا اور ہے کرنے کی وفا اور

ہم ترک کرین رسم وفا تم سے نہین ہم
یہ آپ کی عادت ہے کہا اور کیا اور

سو بار چلے آؤ چلے آنے مین کیا ہے
تم منہ کی وفا کا کرو کچھ پاس وفا اور

تو حسن کی خیرات مین کچھ آج ہمین دو
ایک بات کے مشتاق ہین کیا مانگین سوا اور

کچھ اپنی کہو میری سنو رام کہانی
خاموش نہ بیٹھے رہو کر لینا حیا اور

ابرو سے بچے تھے نگہ ناز نے مارا
تلوار تو اوچھی پڑی تھی تیر لگا اور

تھا حسن طلب اور بگڑنے کی تھی بات
مین نے تو کہا اور تھا ہان تمنے سنا اور

لو آؤ ہم آغوش ہون بس ہو چکی تکرار
اب بات کو کیون کھوتے ہو باتون مین سوا اور

کہتے ہو کسی غیر سے اب ربط نہین ہے
اچھا تمہین سچے سہی ہم نے ہی سنا اور

ہے بات مسرت کی جو کہتا نہین قاصد
لایا ہے خبر کوئی تمنا سے سوا اور

مانا کہ وفادار نہین ہم تمہین سچے
تمسا بھی وفا شیوہ نہین نام خدا اور

تم آپ سمجھہ جاؤ تمنا کو ہماری	صورت کہے دیتی ہے کہین آپسے کیا اور
نالے مین اثر ہمنے تو اپنے ہی دیکھا	بس آگ لگا دیتا ہے سینہ مین سوا اور
امید ہوئی قطع توقع نہین باقی	ارمان مگر کہتے ہین آخر کی دعا اور
فرقت مین مزا آتا ہے ہم وصل سی گزرے	جز لطف پشیمانی آغوش ہے کیا اور
دل تمکو دیا ہمنے تمہین عنبر بنایا	ہاتون سے تمہین کہو دیا یہ کام کیا اور

جو عشق نہو سات خدا کب ملے رستم
جز عشق خدائی مین نہین راہ نما اور

ذوقافیتین

بہت کرتے تھے ملنے کی دعائین ۔ شادمان ہوکر	گلے آخر پڑین اپنے جفائین ۔ دلستان ہوکر
کرشمے دل پکڑتے ہین نگاہین جان لیتی ہین	جگر کے پار ہوتی ہین ادائین ۔ برچھیان ہوکر
اسی پر ہمتو مرتے ہین اسی پر جان دیتے ہین	کہ تم کرتے رہو ہم پر جفائین ۔ مہربان ہوکر
غضب ڈہاتی ہین عالم پر جہان کا خون کرتی ہین	نگاہین مست بن بن کر حیائین ۔ شوخیان ہوکر
مجھے جب دیکھہ لیتا ہے وہ اس شوخی سے چلتا ہے	مرے دلکو مسلتی ہین ادائین ۔ چٹکیان ہوکر
وفا تمنے جفا ہمنے بہت کچھہ دیکھہ لی پہر بہی	ہمین کیون ورغلتی ہین منزائین ۔ امتحان ہوکر
ذرا چہیڑین مزا دیکھین کہین بولین تو وہ منہ سے	سنائین گالیان اور ہم بہی کہائین ۔ شادمان ہوکر
یون ہی ہوتے رہے وعدے ہی حسرت رہی دلمین	کسی دن بہی ہمارے گہر وہ آئین ۔ مہمان ہوکر
ہمین خواہش ہے اسدن کی خدا وہ دن بہی کب دیگا	بر آئین آرزوئین اور بر آئین ۔ ناگہان ہوکر
ہمین کیا کام اور رنج ہمارا دل تو جب خوش ہو	کبہی خلوت مین ہمکو بہی بلائین ۔ مہربان ہوکر
امیدین ہی نصیب دشمنان ہجران وائے محرومی	پیام یار بہی ہم تک نہ آئین ۔ ارمغان ہوکر

طبیعت اوس پہ آئی ہے کہ جسکا دیکھنا مشکل
نہ دیکھین پاسبان جسکو نپائین سدا زدان ہوکر
تماشا ہم دکھا دینگے مرادین یون بر آتی ہین
زبانون پر یہ قصے ہین جائین۔ داستان ہوکر

کسی کے اب تو ہو جائین کسی کے در پہ مر جائین
کسی کے دل مین کہ قائم گہر بنائین۔ بے نشان ہوکر

ردیف الزار

یاد ہین مجکو کسی روز کے انکار کے ناز
میری ہر بار کی منت تری ہر بار کے ناز
تہک گئے سنتے ہی سنتے تری گفتار کے ناز
مر گئے دیکہتے ہی دیکہتے اقرار کے ناز
تہے گرانبار ہمین اپنے دل زار کے ناز
اب اوٹہانے پڑے ایک ایک کی گفتار کے ناز
دہ ہمین تہے کہ اوٹہائے ترے آزار کے ناز
ناز وہ ناز کہ گردن سے ہون تلوار کے ناز
اکثر ہمت دشوار کہ دیکہی تو نے
کبہی گفتار کی شوخی کبہی رفتار کے ناز
ایک دن آ مرے گہر مین تو دیکہو تم بہی
میرے ارمان سحر اور شب تار کے ناز
وصل کی رات بہی حسرت ہی مین گزری اپنی
شوق مٹ مٹ گیا دیکہا کئے تکرار کے ناز
کوئی دیوانہ نہین دل کو جو دیدے ناصح
چہینے لیتے ہین مگر چشم فسون کار کے ناز
باندہ کر آئے دو چار کمر مین خنجر
دیکہئے آپ مری ہمت دشوار کے ناز
کبہی سایہ مین کہڑا ہون تو سرک جاتا ہے
یار کے کوچے مین دیکہے در و دیوار کے ناز
یہ بہی قسمت مین لکہا تہا کہ سنین اور دیکہین
باتین دلدار کی اور محرم اسرار کے ناز

ہے تو اب دل اوسے دینگے جو اوٹہائے راقم
ایک حسرت کی عوض لاکہہ گنہگار کے ناز

دل سے نہین ہے صاف بہت تند خو ہنوز
آتی ہے بات بات سے کینہ کی بو ہنوز

بس اے ہجوم یاس جگر کا لہو نہ پی
ٹپکا ہی چاہتا ہے مژہ سے لہو ہنوز

تمکین کا ظرف آپ کا سارا دھرا رہے
اتری نہین گلے سے مے مشکبو ہنوز

تھی فال برہمن کی غلط دیکھتا ہون مین
آوارہ پھر رہی ہے مری آرزو ہنوز

کیونکر کرون خیال کہ تکرار مٹ گئی
جس بات کی ہوئی نہین طے گفتگو ہنوز

لڑکون کے ہات ہوگا وقار جنون عشق
پہونچی نہین صلائے جنون کو بکو ہنوز

قاصد پہ منحصر ہے صفائی تو ہو چکی
کرنی بھی جسکو آتی نہین گفتگو ہنوز

کیسا ملاپ کون ملے گا یقین سے کسے
وہ تو بہانے ڈھونڈتا ہے فتنہ جو ہنوز

آیا نہین ہے ملنے کا موقع ابھی بہم
دونون دلون مین وصل کی ہی جستجو ہنوز

دل لے کے شاہدون کی طبیعت نہین بھری
سو سو ادا سے تاکتے ہین آبرو ہنوز

سنتا ہون اب وہ صاف ہین اور نہین مجھے
باقی ہے میری اون کی بہت گفتگو ہنوز

راقم یہ عمر اور یہ صورت پرستیان
سر مین بھری ہوئی ہے جوانی کی بو ہنوز

ردیف السین

ایک مین ہی نہین دلدادہ آزار ہوس
آپ بھی شوق ستم مین ہین گرفتار ہوس

طول پکڑے گی یہ انجام کو تکرار ہوس
اونکو انکار ہوس ہے ہمین اصرار ہوس

رات دن بہر ملاقات زمین پھرتا ہے
آسمان بھی مری مانند گرفتار ہوس

ایک دن آئے نہ یان آپ مسیحا بن کر
ایک مدت سے دل دیدہ ہین بیمار ہوس

مفت دیتے ہین ابھی ہم دل پر حسرت کو
کوئی دیکھین جو زمانہ مین خریدار ہوس

تمسے ملتے نہ کوئی دیکھتے آلام فراق
دل لگاتے نہ اٹھاتے کبھی آزار ہوس

ہائے ہم نام کسے یوسف نہ زلیخا تم ہو
جو کبھی خواب مین ہو جائین سزاوار ہوس

دل طلبگار ہوس جان ہی مشتاق ہوا
سات دونون کیے ہوئے ہم بھی گرفتار ہوس

وصل کی اوس سے ہے امید کہ جسکے لب سے
بھول کر خواب مین بھی نکلے نہ اقرار ہوس

خواہش وصل نہ کرتے تو نہ رہتے محروم
مدعا کہکے ہوئے آپ گنہگار ہوس

شوق فرقت مین بُرا ہے وصل کا جتنا چاہا
گھر مین رہتے تو ہے کچھ رونق بازار ہوس

بدگمانی ہے مرے دوست ہے دشمن میرا
خواہشون نے مری اوسکو کیا اغیار ہوس

جب نکلتے نہین دیکھا کوئی حرف مطلب
چھوڑ کر بیٹھ رہے ہم بھی سروکار ہوس

نازخواہش کا عدو غمزہ ہوس کا دشمن
ہم مین اور یار مین بھی روز کی بیکار ہوس

کس سے تم کرتے ہو اظہار تمنا راقم
زہر لگتی ہے جسے لذت گفتار ہوس

گھر بھی اپنا نہوا خانہ دلدار کے پاس
باتین سنتے ہی کبھی بیٹھ گئے دیوار کے پاس

اب تو بے مانگے عشق نے وہ حال کیا
سونگھنے کو نہین انگور بھی میخوار کے پاس

ہمکو زاہد تری توبہ کا مزا آجاتا
ہائے مسجد نہوئی خانہ خمار کے پاس

بخت سیہ کا کبھی ہوگا مرا ان جاؤگے تم
کوئی تو صبح کبھی ہوگی شب تار کے پاس

اسقدر اب تو پھنسے ہین مرض عشق مین ہم
ہات مین نسخہ ہے اور بیٹھے ہین عطار کے پاس

وہم آتا ہے مجھے رنگ نہ میلا ہو جائے
زلف بکھری نہ رکھو عارض گلنار کے پاس

گر یہی عشق عدو تم کو ہے ہمکو رخصت
آج تو ایک ہے کل جاؤگے دو چار کے پاس

مدعا کہہ نہ سکے آج بھی اون سے راقم
الٹے پھر آئے کہ وہ بیٹھے تھے اغیار کے پاس

ردیف الشین

یاد ہے مجکو ترا روٹھہ کے جانا شب عیش
اور رُو رُو کے مرا تجکو منانا شب عیش

آج اے مرغ سحر غل نہ مچانا شب عیش
اوسکو ہو جائیگا جانے کا بہانا شب عیش

یار کو وصل سے انکار ادہر مین بیتاب
ایک قیامت تہا مرا ہات لگانا شب عیش

وہ تو خود ڈہونڈتے تہے کوئی بہانہ مجسے
ہمنے کیون چہیڑ دیا غم کا فسانا شب عیش

اوسکا آنا ہی شب وعدہ تو کیسا آنا
تلخ باتون سے مجہے اور ستانا شب عیش

رات کم شوق بہت اور وہ کافر بدخو
سخت مشکل ہے اوسے راہ پہ لانا شب عیش

وہ نہ آئیگا کسی طرح یقین ہے مجکو
ہان کسی غیر کے دہوکے سے بلانا شب عیش

آج دم بہر کے لئے تمکو ہنسانا رستم
اونکو منظور ہے عشرت مین لانا شب عیش

صورت بے نقاب کی خواہش
آپ کرنے عذاب کی خواہش

مجہہ کو جوش شباب کی خواہش
شام سے اونکو خواب کی خواہش

دم نکل جائے یہ نہ نکلے گی
وصل خانہ خراب کی خواہش

اون کی شرم وحیا مٹا دیگی
پہری چشم پر آب کی خواہش

تم نکالو ابہی نکلتی ہے
جان پر اضطراب کی خواہش

کون کرتا خوشامد ساقی
گر نہوتے شراب کی خواہش

وصل کے شوق سے سوا مجکو
بوسۂ بے حساب کی خواہش

ہم نہ جاتے نعیم جنت مین
لے چلی ہے شراب کی خواہش

وصل کی التجا لڑائی مین
تاب مین آفتاب کی خواہش

گر نہوتی عذاب کی شہرت
کون کرتا ثواب کی خواہش

جان کہودے نہ وصل کے بدلے
شوق پر اضطراب کی خواہش

کہین دوزخ مین ڈال دے نہ مجہے
اوس طہور سے شراب کی خواہش

تم تو اللہ سے کرو راقم
کرم بے حساب کی خواہش

ردیف الصاد

کرتا ہے وہی زلف گرہ گیر سے خلاص
زندان سے جسے شوق ہو زنجیر سے خلاص

لکہتا نہ کبہی نامہ اعمال مین فرقت
ہوتا جو مرا کاتب تقدیر سے خلاص

کچھہ اور نہو ظلم یہ شب خیر سے گزرے
پہر دل کا ہوا نالہ شبگیر سے خلاص

مین سادہ مزاجی سے پہنسا خاک نہ سمجہا
برباد کرے گا بت بے پیر سے اخلاص

یہ صرف جلانے کو ہے پروانہ کی شوخی
جو شمع کیا کرتی ہے گلگیر سے اخلاص

بس جاؤ مسیحا کسے پروا ہے تمہاری
یان زخم کا ہے ناخن تدبیر سے اخلاص

تدبیر تو کی ہمنے مگر راس نہ آئی
کہل ہی گیا اوسپر مری تقدیر سے خلاص

اوس چشم فسون گر کا ہمین دیکہنا کیا تہا
گویا ہوا ایک ناوک دلگیر سے خلاص

کیون وصل کسی کا ہو میسر تمہین راقم
جب ہجر سے ہو وصل شب قیر سے خلاص

ردیف الضاد

مانگتے ہو جو دل ہمارا قرض
تم ادا بہی کروگے ایسا قرض

دل تمہین دیکے گالیان کہائین
ہمنے ایسا شنا نہ دیکہا قرض

جب کہین مل گئے اکیلے تم / بس اوسی روز لینگے اپنا قرض

وصل کا ہمسے تمسے تہا اقرار / اسی لالچ سے دل دیا تہا قرض

ایکدن میرے پاس بیٹہنے سے / بس اوترتا ہے مفت سارا قرض

اون سے دل مانگئے تو کہتے ہین / مجہپہ آتا ہے کیا کسی کا قرض

ایک خواہش پہ سارا چکتا ہے / اگلا پچہلا نیا پرانا قرض

منہ سے کہہ لا الہ الا اللہ / ہمنے عصیان کا سب اوتارا قرض

جب تقاضے سے تم بگڑتے ہو / دل ہی لیتے ہو کیون پرایا قرض

سود مین دل کے اور کچہہ دیکر / تم اتارو یونہی ہمارا قرض

یار کا حق اتر گیا رقیم
رہ گیا سر پہ ایک خدا کا قرض

وان رحم کا خیال ہے تعذیر کی عوض / یان لب پہ عذر تک نہین تقصیر کی عوض

مجہہ جان ناتوان پہ کمان کیون اوٹہائیے / کافی ہے ایک ادائے نگہہ تیر کی عوض

ایدل دعا سے کام نہ نکلا تو صبر کر / تدبیر آزمائین گے تقدیر کی عوض

ہمکو تو شوق یہہ کہ زبانی جواب لین / اونکو پسند خامشی تقریر کی عوض

امید وصل یار بر آئی سمجہئے جب / ارمان نکلتے نالۂ شبگیر کی عوض

فریاد ہم تو کرتے تہے سنکر وہ نرم ہون / وہ اور بہی بگڑ گئے تاثیر کی عوض

تصویر اپنی دو تو تمہارے غلام ہین / دل اپنا نذر کرتے ہین تصویر کی عوض

اچہے برے لکہے کی تجہے شرم ہے خدا / ہم مفت مارے جاتے ہین تحریر کی عوض

تو وہ ہے بے نیاز کہ دیکہے برائیان / اوسپر کرے نوازشین تقصیر کی عوض

وان حجتِ قصاص ہے جرمِ گناہ پر — یان لب پہ سو دلیل ہے تقدیر کی عوض
تدبیر روز چنتی ہے دیوارِ آرزو — تقدیر روز ڈھاتی ہے تعمیر کی عوض

راقم خدا بچائے غضب ہین یہ شعلہ رو
ابرو سے کام لیتے ہین شمشیر کی عوض

ردیف الطاء

جب نہین ہے میری تدبیر کو تقدیر سے ربط — کسی عقدہ کا نہو گا کبھی تدبیر سے ربط
غرض مقصود تمنا کبھی برباد نہو — جوشِ دل سے ہو اگر نطق کو تقریر سے ربط
کیون نہ مرجائے کوئی شوخ کی باتین سنکر — ہر سخن جس کا رکھے جوہر شمشیر سے ربط
ہمکو اوس نالہ سے امید اثر بندی ہے — جس کو ہر وقت رہے باد گرہ گیر سے ربط
نامہ بر ہو کوئی لایق تو بنے کام ضرور — اپنی تقریر کو دے کچھہ مری تحریر سے ربط
ہم برائی مین عدو کی نہین سچ کہتے ہین — وہ زیادہ نہ بڑھائے بتِ بے پیر سے ربط
تم تعلق کو ملا کر کبھی اپنے میرے — آنکھہ سے دیکھہ لو تصویر کا تصویر سے ربط
وہ طبیعت سے ہین لاچار ہم اپنے دل سے — سخت مشکل ہوا تقدیر کا تقدیر سے ربط
لوگ کہتے ہین مسیحا کا مداوا کیجے — زخم کہتے ہین نہین ناخنِ تدبیر سے ربط
ہم وفا سے پھرے تم عہد سے اپنے لو آؤ — صلح کر لو ندو تقصیر کو تقصیر سے ربط
مجکو یہ شوق کہ قاتل کے گلے سے لپٹون — نازِ قاتل یہ کہے دور ہو شمشیر سے ربط
واہ وا حضرتِ ناصح سے ہے درمان طلبی — عشق کی چارہ گری دشمنِ تدبیر سے ربط
مجھسے ملتے ہین وہ اغماض نکرتا ہرگز — جانتا ہے کہ دعا کو نہین تاثیر سے ربط
شمع کا حسن نہین انجمن افروز مگر — شعلہ جب تک کہ ندے شمع کو تنویر سے ربط

خوبرویون مین عبث کہوئی جوانی راقمؔ
مرتے دم تک ہنوا ایک بت بے پیر سے ربط

دشمن نے یہ سنائی ہے تمکو خبر غلط
کس نے کہا کہ ملئے سر رہگزر غلط

تم اور جلوہ طور پہ دو کس قدر غلط
سب ہے یہ اگر درست تو میری نظر غلط

موسی تو ہم نہ تہے کہ تماشا نکر سکین
اچہی کہی کہ حوصلہ ہر بشر غلط

تشخیص وہم مین بہی تم آئے کسطرح
پڑتی نہ ایک بار بہی میری نظر غلط

مرکز کوئی ضرور ہے بے واسطہ نہین
لیل و نہار گردش شمس و قمر غلط

بے جوش قلح خاطر مہمان عبث عبث
بے حسن شمع رونق دیوار و در غلط

حسرت مین اسکے جانے کی تہا رو شمع زرد
ظالم اوسے سمجہ گیا وقت سحر غلط

ہر ناز دل فریب تمہارا نہو فریب
میرا بیان ذوق نظر سر بسر غلط

کب تک کروگے وعدہ لیل و نہار جہوٹ
کب تک رہیگی گردش شام و سحر غلط

بیجا ستم بہی آپ کا ہم مان لین بجا
اظہار رشک غیر ہمارا مگر غلط

مانگین مراد اپنے لئے ہو نصیب غیر
یان تک ہوا ہے ابتو دعا کا اثر غلط

رونے کی قدر دیدہ خونبار ہو چکی
اشکون سے جب تسلسل خون جگر غلط

کرتے ہین انتظار عبث صبح و شام کا
وان جیسے جہوٹی شام ہے ویسی سحر غلط

جب درد دل بہانہ ہے فریاد دل فریب
تیرا بہی گریہ مردمک چشم تر غلط

اٹہہ اٹہہ کے بیٹہہ بیٹہہ گیا انتظار مین
سنکر صدائے حلقۂ زنجیر در غلط

راقمؔ پسند اہل سخن ہوگی کیا غزل
مضمون شعر سست سخن سر بسر غلط

جانتے تھے نہین فریاد کی تاثیر غلط | خوب دیکھا اثر نالۂ شبگیر غلط

شکوہ کرنا ہے عبث شکوہ سے ہوتا کیا ہے | وہ ہر ایک بات پہ جب کہتے ہین تقریر غلط

غصہ ہو جائے بگڑ جائے وہ خط پہینک دے | بیخودی مین کوئی لکھدی نہو تحریر غلط

خواہشین کرتے ہین اور آپ کئے دیتے ہین | روز کہہ کے عبث بات کی توقیر غلط

یاس و حرمان کی یہ صورت ہے مقدر کا یہ رنگ | خواب مین کام بنے اور ہو تعبیر غلط

آپ چاہین تو ابہی ہوتی ہے تدبیر درست | آج ہو جاتی ہے سیدہی میری تقدیر غلط

تمسے لیلی نہوئی ورنہ دکہا دیتے ہم | آبروئے قیس کی اور عشق کی توقیر غلط

وان تمنا کی فسون سازی اغیار صحیح | یان تقاضائے ملاقات کی تقریر غلط

شکوہ غیر نہو جرم میرا عذر خطا | جرم تقصیر بنے غیر کی تقصیر غلط

تا کو اغیار کو قسمت سے نشانہ ہم ہون | قدر انداز بہی تمسا ہو چہٹے تیر غلط

ہم جسے دیکہہ رہے ہین یہ وہ شاہد ہی نہین | ہے نظر مین کسی ہم جنس کی تصویر غلط

کچہہ فریب اوس پہ چلا اور نہ جادو وسیر | جذبۂ دل کی مگر دیکہہ لی تاثیر غلط

خاک بہی ہو گئے یہ دل کام نہ آیا راقم
ہو گیا خوب یقین شہرۂ اکسیر غلط

ردیف الظاء

تمہین بڑہاؤ گے کچہہ دل کی اضطرار مین حظ | تمہارے بات مین ہے اور اختیار مین حظ

کسی کو ہوگا تماشائے روزگار مین حظ | بہرے ہوئے مین یہان چشم انتظار مین حظ

بلائین جب انہین تسکین اضطرار ہو کچہہ | نشاط دل مین ہوا و شوق بیشمار مین حظ

ملو ملو نہ ملو وعدہ تم سے کئے جاؤ | کہ اضطراب مین لذت ہو انتظار مین حظ

امید جب نرہی آرزو نے دل بے سود
تلاش یار مین کچھہ حظ نہ فکر یار مین حظ

مین اون کی بے خبر آنے سے ایسا محو ہوا
غبار آئینہ تہا چشم شرمسار مین حظ

کوئی بتائے کیا عاشقی مین کس نے پسند
غم دراز و تمنائے بے شمار مین حظ

تمام عمر گزاری ہے خضر کی مانند
نہ چین دشت مین پایا نہ کوہسار مین حظ

ملا تہا دل تو مرا نالہ بہی رسا ہوتا
حصول نالہ نہین چشم اشکبار مین حظ

وہ وعدہ کرتے ہین ایسا وفا کا نام نہو
کسی کے دل مین نرہ جائے یادگار مین حظ

نہین یہین قیس کہ آجائے وعدہ سن سنکر
بغیر وصل مری جان بے قرار مین حظ

کبہی بلائے دشمن کو دیکہئے کچھہ لطف
کبہی اٹہائے میرا سا انتظار مین حظ

وفور گریہ ہے وعدہ کی رت شکل ہے
رہے رہے نرہے چشم انتظار مین حظ

ہمارا لطف سے گزرا نہ ایکدن راقم
کہا کرے کوئی پایا ہے روزگار مین حظ

ہائے قسمت نہوا وصل مین بہی دور لحاظ
شرم باتون مین رہی آنکہہ مین مستور لحاظ

یون تجلی کو کبہی دیکہہ نہ سکتے موسے
حق کو منظور تہا حضرت کا سر طور لحاظ

حد سے جب شرم بڑہی اونکی تو پہر آخر شب
بس اٹہانا ہی پڑا ہمکو بہی مجبور لحاظ

چاند کو دیکہہ لون کچھہ دل کی تسلی ہو جائے
میرا اتنا تو کیا کر شب دیجور لحاظ

شرم سے شرم ہے تمکین سے نرالی تمکین
جیسے مشہور ہین وہ ویسا ہی مشہور لحاظ

بے حجابانہ ملو شرم و حیا دور کرو
ورنہ رکہیگا تمہین عیش سے معذور لحاظ

شوق دل ہے بہا اونکی حیا مانع وصل
ہم پسے جاتے ہین بس دیکہہ کے مجبور لحاظ

دل مین چہبتی ہے مرے یار کی مستانہ ادا
جان لیتا ہے نگاہون کا وہ مخمور لحاظ

کہہ گیا جوش مین منہ سے نہوئی جان عزیز
کر گیا دار پہ بس بات کا منصور لحاظ

خاک مین ہمکو ملائے گی خموشی تیری
تنکے چنوائے گا ہمکو ترا مغرور لحاظ

بات اوس سے کرین راقم کوئی منہ سے بولے
اوسکا شیوہ ہے حیا اوسکا ہی دستور لحاظ

ردیف العین

ہوتا نہین ہے گریہ کبھی سازگار شمع
جبتک کہ درد سے نہو دل بھی فگار شمع

بدنام جل کے ہوگئی آتش عذار شمع
معشوق ہوکے کہو دیا اپنا وقار شمع

روتی ہے آج شام سے جو زار زار شمع
میری طرح ہے درد سے کچھہ بے قرار شمع

اچھی گزر رہی ہے تری عمر مستعار
فکر جہان تجھے نہ غم روزگار شمع

بھولے نہ میرا گھر وہ کہین تیرہ رات مین
رکھدو کوئی جلا کے سر رہ گزار شمع

جلنا یہ رات دن کا مجھے ہے اگر نصیب
رونا تجھے بھی روز کا ہو سازگار شمع

مین تو فراق یار مین گھلتا ہون رات دن
تو کس کے درد ہجر مین ہے اشکبار شمع

کیا خوش گزرتی ہے شب غم انتظار مین
مین ہون زبان ہے اور مری غمگسار شمع

گونگی نہ بن کہ دل کو نہین تاب انتظار
دم گھٹ چلا ہے یار کو اب تو پکار شمع

کس کس کے غم مین حال کریگی تباہ تو
پروانے لاکہہ تجھہ پہ تو ہونگے نثار شمع

اپنی شب وصال تماشا سا بن گئی
عکس جمال یار تہا گھر مین ہزار شمع

کھٹکا کسی کے پاؤن کا سنتا ہون جس گھڑی
اٹھتا ہون لیکے ہات مین بے اختیار شمع

کل بھی تمام رات یون ہی انتظار مین
جلتی رہی امید مین امیدوار شمع

گھر کو تو رشک طور بنا دے مرے ندیم
وعدہ کی شب ہے آج جلا دے ہزار شمع

راقم کوئی رہا نہ رہیگا جہان مین
ایک یہ رہے گی کہاکے غم روزگار شمع

ردیف الغین

وحشت ہوئی تو صحن بیابان نہین دریغ
دست جنون بڑہا تو گریبان نہین دریغ

میرے سوالِ شوق پہ وان ہان نہین دریغ
اتنا ہی پاس خاطرِ مہمان نہین دریغ

انسان جہان مین لاکہہ مین ایک آپ ہی سہی
الفت کا قدردان مگر انسان نہین دریغ

دیوانگی نے ولولۂ دل مٹا دیا
امید و آرزو کی بہی سامان نہین دریغ

تم اور بوئے غیر گوارا نہین ہو حیف
دل بوئے غیر سے بہی پریشان نہین دریغ

بیٹہے تہے ایک امید پہ سامان کئے ہوئے
حاصل سوائے حاصلِ حرمان نہین دریغ

آنکہون کے سامنے لٹی نقدِ شباب یار
مجبور دیکہتے ہین کہ دامان نہین دریغ

اقرار وصل غیر کا کرتے ہین اور پہر
خود ہوکے منفعل بہی پشیمان نہین دریغ

اپنا مدار کار ہے ایسے کے ہات مین
جس کو خیال ملت و ایمان نہین دریغ

ہاتون سے اوسکو کہو دیا راقم سکہاکے ناز
قابو مین اپنے آج وہ نادان نہین دریغ

کرتا ہے بوئے زلف کی کیون آرزو دماغ
جائیگی تیرے سات مری آبرو دماغ

اللہ رے ترا دل پر آرزو دماغ
خوبان تند خو سے کرے اور تو دماغ

دامن پہٹا بلا سے گریبان بہی چاک ہو
لیکن نہین پسند کہ دیکہے رفو دماغ

ناحق ستا رہا ہے مجہے ناصح شفیق
سننے کو کس کا لاؤن تری گفتگو دماغ

حیران ہون بوئے غیر گوارا ہوی اوسے
بیزار جس کا سونگہہ کے ہو گل کی بو دماغ

دل سرد کر چکی ہین تری سرد مہریان
ایک پاس رہ گیا ہے مرے چارہ جو دماغ

اجزا مٹے نظارہ کے نظارہ ہی گیا
پہلو مین خون دل ہوا سر مین لہو دماغ

پھر ڈھونڈتا ہے صحبت بزم وصال دل
پھر چاہتا ہے دور مے مشکبو دماغ

میرے سکھائے ناز ہون مجھپر خدا کی شان
میرے ہی آگے غمزہ مرے روبرو دماغ

شانون پہ ہو پڑی ہوی اور عطر مین بسی
وہ چاہتا ہے کاکل مرغولہ سو دماغ

اتنا نہ چیخ گل کی جدائی مین عندلیب
ہلتا ہے میرا اس کے نوائے گلو دماغ

پینے کو کچھ ملے نہ ملے سامنے رہے
لیتا تمام رات رہے مے کی بو دماغ

سنکر نوید وصل کی پھولا ہون اسقدر
پہونچا ہے آسمان پہ مرا چارہ جو دماغ

مانا مٹا دیا ہمین اے قاسم زمانہ نے
لیکن وہی مزاج ہے اور عیش خو دماغ

ردیف الفاء

آنا جانا ہو چکا اوس آفت جان کی طرف
بوالہوس جانے لگے جب شست پیکان کی طرف

ہو گئی ساری خدائی گبر نادان کی طرف
کوئی تو بولو خدا لگتی مسلمان کی طرف

کیون بڑھا دست جنون میرے گریبان کی طرف
بڑھ گیا ہوتا کسی ظالم کی دامان کی طرف

چھوڑ دے نازش خرامی اوسنے اور سیر چمن
سن لیا تھا مجھکو پھرتا ہے گلستان کی طرف

وہ تو ساغر غیر کو دیتے تھے یان لخت جگر
رشک سے اڑ اڑ کے جاتے تھے نمکدان کی طرف

آج جو نالہ کھچا دل سے پریشان ہی کھچا
کچھ خیال ایسا بندھا زلف پریشان کی طرف

دل گریبان سی چکے تھے آج دامن پھٹ گیا
ہے نظر وحشت کی شاید جسم عریان کی طرف

اوسکے بندے ہم نہین کیا وہ نہین بندہ نواز
کیا نہ دیکھے گا ہماری شرم عصیان کی طرف

ایک تماشا حشر مین ہوگا کہ مین ہون اور تم
مین تمہین دیکھونگا تم اپنے گریبانکی طرف

میری آواز حزین کو بھی فغان کہتے ہین لوگ
جو شکستِ دل کی ہے آواز حرمانکی طرف

جانتا ہون جسکی ہم صورت ملے گی مجکو حور
رشک پیدا ہے ابھی سے دلمین حورونکی طرف

مین تو سمجھا ہی نہین جیب و گریبان کو ہنوز
چاک کیے پہلے ہی پہلے ہات داماں کی طرف

انتہائے عاشقی ہے ننگ رسوائی نہو
انگلیان اٹھنے لگین خلقت کی عریانکی طرف

وصل مین بھی کچھہ عجب حیرت رہی دونون طرف
وہ مجھے دیکھا کیئے مین شرم مژگان کی طرف

کچھہ تو ہے تازہ مسرت نامہ بر کہتا نہین
ہنس رہا ہے دیکھہ کر مجھہ دل پریشانکی طرف

کچھہ تو خواہش ہے تمہارے پاس ہم آتے ہین روز
دیکھتے ہین ہم تمہاری چشم حیران کی طرف

کفر و ایمان کے بکھیڑے طے ہوئے ہین اور نہون
تم تو واعظ دہیان کہو درس قرآنکی طرف

آنکھہ مین پھرتا ہے قامت اور کوئی گیسو کھلے
یاد آتا ہے بکھرنا اون کا دامان کی طرف

آبلے ہین سخت راقمؔ ورنہ نازک نوکِ خار
پانو سے ٹوٹین گے جاتے ہو بیابان کی طرف

جلتے ہین ایک شوق مین ہم یار کی طرف
لاکھون خیال ہین دلِ بیمار کی طرف

کیسا لگاؤ دل کو ہے آزار کی طرف
گردن جھکی ہی جاتی ہے تلوار کی طرف

کیا اعتبار الفتِ صیاد عندلیب
ہوتی ہے پھر تازہ گرفتار کی طرف

مستانہ بیخودی مین چلے آؤ ایک دن
الزام کون رکھتا ہے میخوار کی طرف

مرتا ہون اس ادا پہ کہ ہنگام گفتگو
منہ پھیر بیٹھنا ترا دیوار کی طرف

اللہ رے شوق حسرتِ بے اختیار دل
پیکان سے پہلے آگیا سوفار کی طرف

منظور ہی نہین اُنہین تقلید چارہ گر
دیکھین وہ کیون مرے دلِ بیمار کی طرف

اللہ رے شوق مرگ کہ مرتے ہین اور پہر
جاتے ہین سو خوشی سے ستمگار کی طرف

نکلا نہو کہین وہی غارت گر جہان
غل سا سنائی دیتا ہے بازار کی طرف

ہمکو بہی دیکہنا ہے تماشا جفا کا آج
ہو جائے آسمان بہی جفا کار کی طرف

ہے ناز شاہدانہ گل نودمیدہ کا
بلبل کے نالہ ہائے شکربار کی طرف

داد سخن نہین ہے تو راقم خدا گواہ
کیا جی لگے نگارش اشعار کی طرف

ردیف القاف

رہتا ہے رنگ رنگ سے سینہ مین سوز عشق
نالہ کبہی فغان ہے کبہی دل گداز عشق

خاطر پہ میری بار ہے اب ترک و تاز عشق
دل پر گران ہے شوخی مستانہ ناز عشق

دل پر بنی رہی خلش جان گداز عشق
بہاتی ہے ہمکو طرز ستمہائے ناز عشق

بڑہتی رہی بلا سے جراحت مین تازگی
ہوتے رہین گے شاد مرے چارہ ساز عشق

آتا چلا ہے راہ پہ وہ مایۂ غرور
سننے لگا ہے قصۂ سوز و گداز عشق

جب درد بڑہ گیا تو ہوا سازگار دل
جب نالہ کہچ گیا تو بنا کارساز عشق

برسون ہی بار منت دربان اٹہا چکے
برسون ہی در پہ کہہ چکے فرق نیاز عشق

وہ دل نہین کہ کوئی رکہے آرزوے وصل
کس کے ہے پاس خضر سی عمر دراز عشق

دشوار ہے معاملہ مشکل ہے فیصلہ
اون کو غرور حسن ہے اور ہمکو ناز عشق

ہر شام شام یاس ہے ہر صبح ناامید
کٹتی ہے اس نشاط سے عمر دراز عشق

عابد کو مسجدین ہین برہمن کو بتکدے
ہمنے الگ بنائی ہے جائے نماز عشق

مٹ جائیگا کبہی نہ کبہی تفرقہ ضرور
وہ بے نیاز عشق ہے ہم پاک باز عشق

دل مین کسی کے ہن کے رہین مثل آرزو
ایسی دوا بتائے کوئی دلنواز عشق

سر کو لہو لگا کے شہیدون مین ملگیا
دیوانہ کوہکن بہی ہوا سرفراز عشق

مجکو سمجہہ کے غیر گلے سے لگا لیا
مستی کے جوش مین نہ رہا امتیاز عشق

اچہے تہے ہم عدم ہی مین رقم خداگواہ
آیا کبہی خیال نہ خواب دراز عشق

ردیف الکاف

روئین قسمت کو ہم خدا کب تک
شکوہ بخت نارسا کب تک

اے جفاگر بس اب جفا کب تک
ہم رہین صبر آزما کب تک

روز کا ناز اوٹہہ سکے کس سے
کوئی دیکہا کرے ادا کب تک

زلف وکاکل سے دل لگی کیسی
سانپ سے دل کا کہیلنا کب تک

شوق بے حد مین صبر کتنی دیر
غم مین دلداری صبا کب تک

کم کرو دل ستانیان اپنی
دم اولجہنے لگا جفا کب تک

کر چکے دل فریبیان بیحد
ناز کی آخر انتہا کب تک

تہک گئے ہات منتین کرین
گہٹ گیا دم بس التجا کب تک

تم بہی وعدہ کیا کرو دن رات
مین بہی پوچہا کرون وفا کب تک

حسن دو روزہ ہے سمجہہ جاؤ
گرمی حسن خودنما کب تک

مستی چشم یار آفت ہے
جان کوئی بچائیگا کب تک

اوس کے وعدہ کی انتہا ہی نہ حد
عمر اپنی کرے وفا کب تک

یار بیگانہ وار ملتا ہے
دل رہے الفت آشنا کب تک

کس کا ڈر کیسا خوف کہہ بہی دو
راقم اب ضبط مدعا کب تک

وعدہ تو کیا آے وہ کیونکر مرے گہر تک — دیکہی ہی نہین اوسنے کبہی راہ گزر تک
دوڑائین گے کچہہ ہم بہی نظر شمس و قمر تک — کچہہ تم بہی اُتر آو ذرا حدِ نظر تک
یان دن بہی وہ ہے ہجر کا جسکی نہین شام — اور شام بہی وہ شام نہین جسکی سحر تک
کچہہ یار نہین وصل مین برہم زنِ عشرت — ہین اور مرے دشمنِ جان مرغِ سحر تک
فریاد ہے کیا اوس کی نہو جسکو رسائی — کیا خاک دعا اوس کی نہین جسمین اثر تک
تاثیر دعاؤن مین سہی یہ تو مسلّم — گر عمر وفا بہی کرے ہنگام اثر تک
کچہہ رنگ تو لائی مری خونابہ فشانی — پہونچے جو کوئی لختِ جگر دیدۂ تر تک
ہم ڈاک بٹہا دین گے شبِ وعدہ نظر کی — آنکہون پہ بٹہا کر اُنہین لے آئین گے گہر تک
در دیدہ نظر یار کی ایک برق تہی گویا — بس پہونک دئے پارۂ دل لختِ جگر تک

وہ آئے نہ آئے تجہے کیا بحث ہے راقم
دل منتظرِ دوست رہے وقتِ سحر تک

ردیف الکاف

رہتا ہے آج کل دلِ مضطر الگ الگ — تاکا ہے اسنے کوئی سمن بر الگ الگ
پہیرا کیا وہ حلق پہ خنجر الگ الگ — چوما کیا مین دستِ ستمگر الگ الگ
سینہ سے سات سات جگر بہی ہوا دو نیم — خنجر کے زخم پر کہلے جوہر الگ الگ
کس کی ہے بات بات مین آزار دیکہہ لو — کام و زبان پہ کہٹکے ہین نشتر الگ الگ
پوچہا کئے وہ حالِ دلِ بیقرار کا — کہولا کیا مین شکوہ کا دفتر الگ الگ

اون کو کہان دماغ کہ مجھسے کرین وہ بات | بولین کبھی تو یہ کہین ہنسکر الگ الگ
میری وفا تمہاری جفا حشر مین کہیں | اظہار سے جو داورِ محشر الگ الگ

راقمؔ وہ دل نہین کہ اُٹھائے تمام عمر
رنج فراق و غمزۂ دلبر الگ الگ

آج مانا یگانہ ہین ہم لوگ | دست بردِ زمانہ ہین ہم لوگ
دہر مین ایک فسانہ ہین ہم لوگ | زندگی کا بہانہ ہین ہم لوگ
ایسے عالم مین جیتے ہین گویا | ایک خوابِ شبانہ ہین ہم لوگ
شہ جہانی کنندہ ہین سمجھو | ایک گزرا زمانہ ہین ہم لوگ
یادگارون کے یادگار ہین ہم | آج اون بن فسانہ ہین ہم لوگ
ذوق و مومن کے دیکھنے والے | بلبلِ خوش ترانہ ہین ہم لوگ
عارف و سالک اور نیرؔ کا | دیکھے بیٹھے زمانہ ہین ہم لوگ
داغ و حالی کے ملنے والون مین | شہرتِ خانہ خانہ ہین ہم لوگ
نورِ عین جناب غالب ہین | نسل مین جن خسروانہ ہین ہم لوگ
جن یگانون مین ہم تھے بیگانہ | آج اون بن یگانہ ہین ہم لوگ
ترزبانی زبان کے کہتے ہین | ریختہ کے خزانہ ہین ہم لوگ
ہم زبان سے زبان ہم سے ہے | ہر زبان پر فسانہ ہین ہم لوگ
ہے شہادت کو بوستانِ خیال | شوخیون مین یگانہ ہین ہم لوگ
جانتے ہونگے جاننے والے | انتخابِ زمانہ ہین ہم لوگ
سب جیتے ہین جینے کی تمنا مین | زندگی کا بہانہ ہین ہم لوگ

مثل تصویر قالب بے جان — نقش دیوار خانہ ہین ہم لوگ
اور کچھہ دن جہان مین مہمان ہین — آج کل مین روانہ ہین ہم لوگ
بعد مردن ہماری ہوگی قدر — جب نہ ہم سا رہا نہ ہین ہم لوگ

عمر اپنی گزر چکی رقیم
اب اجل کا نشانہ ہین ہم لوگ

ردیف اللام

بزم مین آئیو تو آج مقرر بلبل — تیرے سننے کے ہین مشتاق سخنور بلبل
ہان سنادے کوئی گلبانگ نواگر بلبل — ہان دکھا دے کہ برستے ہوئے گوہر بلبل
کہیو وہ نغمہ دل ریش سخنور بلبل — کہین نشتر ہو جگر مین کہین خنجر بلبل
دیکھہ لین شعلہ زبانی تری اکثر بلبل — آگ پانی مین لگا دیتے ہین کیونکر بلبل
لب سے گفتار ہم آغوش ہو گفتار سے لب — ناز و شوخی مین ہو تکرار زبان پر بلبل
ایک مین ہون کہ نہین یار کا دیدار نصیب — ایک تو جلوہ گل ہے تجھے دن بھر بلبل
ہم نے دیکھا ہی نہین تھا مقدر والا — بے زبان یار ہوا تجھہ کو میسر بلبل
ہجر مین غم سے تڑپتے کبھی دیکھے مجکو — تجکو آجائے مزا مرتے ہین کیونکر بلبل
تو نے دیکھے نہین بکھرے ہوے گیسو کوئی — جس مین الجھے ہون ہزارون دل مضطر بلبل
ہجر کا ذائقہ تجھہ کو نہ ستم کی لذت — درد دل مین نہ ترے زخم جگر پر بلبل
سنتا رہتا ہے نوا دل سے تری عربدہ جو — میری فرقت کا کبھی کہیو دفتر بلبل
گل کبھی شکوہ سرائی پہ اتر آتا ہے — تیری تقلید کیا کرتا ہے اکثر بلبل
یار کا ٹھیک پتہ ہے مرے خط کو لیکر — بس چلے جا مرے نالہ کے اثر پر بلبل

رشک آتا ہے مجھے دیکھ کے جل جاتا ہون
جب مین پاتا ہون بجھے گل کی برابر بلبل

رنگ ایسا نہوا کوئی غزل مین راقم
مرحبا کہہ اٹھے اور آفرین سن کر بلبل

رسوا کیا خراب کیا جست جو مین دل
برباد ہم نے آپ کیا آرزو مین دل

راقم نہ ڈالنا کبھی تم گفت گو مین دل
آجائے گا فریب بت کینہ خو مین دل

یہ تفرقہ مٹا نہ مٹے گا تمام عمر
میرا کسی مین دل ہے کسی کا عدو مین دل

دل مانگتے ہو مجھسے خبر لو جو اس کی
دیکھو گلی مین اپنی رہین چارسو مین دل

کیا شرم ایسی آنکھ کی جس مین لہو نہو
کیا قدر ایسے دل کی نہو تر لہو مین دل

مارا رہا سہا نفس شعلہ تاب نے
نالون کے سات رکھنے لگا ہی گلو مین دل

کیا اوسکی زندگی جو رہے بے نصیب عیش
ساقی مین جان پڑی ہو کلو و اشربو مین دل

دیوانہ بن رہا ہے ہوس پیشہ آج کل
دن رات محو رہتا ہے آئینہ رو مین دل

گم ایسا بیخودی نے کیا انتظار کے
دل کی مجھے تلاش مری جستجو مین دل

سامان بزم عیش کو اب تو ترس گئے
آنکھین پڑی ہین ساقی مین جام سبو مین دل

مرہون کر رکھا ہے مغان کا شراب نے
رگ رگ مین شوق مے ہے مئی مشکبو مین دل

مین محو انتظار ہون دل سوئے رہ گزار
جس آرزو مین مین ہون اسی آرزو مین دل

کس شوق مین گئے تھے کرین گفتگوے وصل
دے آئے نذر سحر بیان گفتگو مین دل

ہر گفتگو مین آپ کا کہنا وہ تو سے مجھے
مرتا ہون اس نشاط مین لیتا ہی تو مین دل

وان ذوق ہمکنار ہے اعدا ہے راتدن
راقم خراب کرتے ہو کیون آرزو مین دل

ایسے انداز سے کیجو مجھے بسمل قاتل
دل مین باقی نہ رہے آرزوئ دل قاتل

آج ہو نیمچہ کند ہے یہ حمایل قاتل
آج ہمکو بہی ترا دیکہنا ہے دل قاتل

وصل کی رات بنے ہین مرے دشمن کیسے
نالہ مرغ سحر شور عنادل قاتل

دیکہنا ہے دل و دلبر مین تماشا کیا ہو
آگے قاتل کے ہے دل دل کے مقابل قاتل

حسرت مرگ دم ذبح تڑپنا موقوف
کر سراسیمہ نہو دیکہہ کے بسمل قاتل

قتل ہنگامہ مین اپنا مجہے منظور نہین
نازکی سے نہو شرمندۂ محفل قاتل

ذبح کرنے کی خوشی ہے تو لپٹ سینہ سے
نکلے ارمان بہی کچہہ جان کے شامل قاتل

جان دوبہر ہے کسی سوت گوارا کسکو
تجہسے بے مہر سے ہو وصل کا سائل قاتل

قدر ہوتی تجہے مرنے کی اگر میری طرح
تو بہی ہوتا کسی صورت پہ جو مائل قاتل

آج موجود نہین تیس دکہاؤ اسکو
کون چہپا ہے پس پردہ محمل قاتل

مرتے مرتے ادے آغوش مین لے لین اکبار
کاش رستم دم تکبیر ہو غافل قاتل

ردیف المیم

کیا اچہے ہونگے چارہ گرون کی دوا سے ہم
پورا مرض بہی کہہ نہ سکینگے حیا سے ہم

خنجر سے دل بچائین نہ گردن جفا سے ہم
کہتے ستم نہ پہیر لینگے منہ کو وفا سے ہم

تم خوش اگر جفا سے ہو راضی جفا سے ہم
مانگین گے خون بہا نہ کہین گے خدا سے ہم

جو کچہہ نہونا تہا وہ یہان ہم پہ ہولیا
بے فکر مین سیاست روز جزا سے ہم

شرم آتی ہے کہ مانگین دعا وصل یار کی
بے شرم التجا کرین کیونکر خدا سے ہم

کچہہ اور جی مین ہو تو ستالے ہمین کوئی
پہر کام لین گے نالہ شورش فزا سے ہم

شاید اسی طرح سے رضامند یار ہو — اوس کو کہانی غم کی سنائین بلا سے ہم
دونون ہی تنگ آئے رہ و رسم عشق سے — مایوس وہ جفا سے ہین عاجز وفا سے ہم
گزرا نہ ایسا روز سرور و نشاط مین — وہ ہم سے دل لگی کرین اونکی ادا سے ہم
ہم بھی کسی کے دل کو جلاتے اسی طرح — مجبور ہین رسائی آہ رسا سے ہم
لاکھون شکایتین ہین ہزارون ہین حسرتین — کیا کیا کہین گے وصل کی شب فتنہ زا سے ہم
ہم تم سے جب ملین گے قسم کھا کے تم کہو — تم سے اگر پھرین تو پھرین گے خدا سے ہم

راقم نصیب غیر مرادین ہوئین تمام
اب دل سے مدعا گیا اور مدعا سے ہم

ایسے ڈرے ہین شوخئ جاد و ادا سے ہم — بچتے ہین اوسکے سایہ سے چھپتے ہوا سے ہم
کیا دل کے فیض پائین گے اوس بیوفا سے ہم — واقف ہین طرز شوخئ نا آشنا سے ہم
وہ زندگی کہان جو بسر ہو فراق مین — غم سے اگر بچے نہ بچین گے قضا سے ہم
ناخن بڑھے ہوئے ہین اگر چارہ گر نہین — کرلین گے اچھے زخم جگر اس دوا سے ہم
اون سے نہ کرنے تھے ہمین شکوہ فراق کے — ناخوش وہ التجا سے ہوئے مدعا سے ہم
کیون ہمکو کوئی پوچھے تعلق نہین جسے — اچھے ہین یا برے ہین کسی کی بلا سے ہم
اب کیا رہا جو تم سے تمنا کوئی رہی نہین — بیزار ہم سے تم ہو تمھاری جفا سے ہم
مرنے کے بعد آؤگے تم یہ خبر نہ تھی — کرلیتے ایک روز کا وعدہ قضا سے ہم
قاصد سے ہمکو شک ہوا اب نامہ بری کا کام — لین گے نسیم صبح سے باد صبا سے ہم
خست نہین شمیم کے احسان یار کا — گیسو سے پائے فیض صبا اور صبا سے ہم
تعلیم یار کرتے ہین [illegible] کس قدر ادب سے — لے لے کے لوٹتے اپنے لب مدعا سے ہم

اب کرتے کرتے رشک یہان تک براے رشک
بیجا نہین ہین شاہدون کی دلستانیان

دل مین غبار رکھتے ہین باد صبا سے ہم
آزردہ کرتے ہین گلہ نا روا سے ہم

راقم تمہین پھنسے رہے ان شاہدون مین یار
اچھے رہے کہ بچ گئے اون کی ہوا سے ہم

لطف سے رہتے ہین آزردہ گئے یار مین ہم
لیکے جاتے ہین غرض انجمن یار مین ہم
بیٹھے ہین آرزوئے وصل فسون کار مین ہم
قیس ہمدرد نہین درد کا سننے والا
وان تو اقرار بہروسے کا نہ پیمان مضبوط
گھر ہے بتخانہ نہین پوچھنے آئین جو تمہین
ذایقہ وصل کا آتا ہے تمہارے واللہ

کبھی جنگل مین ہین پھرتے کبھی کوہسار مین ہم
محو ہو جاتے ہین خود شوخی گفتار مین ہم
کس تمنا مین ہین کس خواہش بیکار مین ہم
غم غلط کرتے ہین کوہسار کے کوہسار مین ہم
عمر کہوتے ہین عبث آرزوے یار مین ہم
کوئی مطلب ہے جو روز آتے ہین دربار مین ہم
سنتے ہین تلخی گفتار جو تکرار مین ہم

اپنی امید بر آئی نہ براے راقم
یون ہی مر جائینگے آخر غم دلدار مین ہم

لذتین پاتے ہین کیا ہجر کے آزار مین ہم
رشک سے بھی تو رہے سات تمہارے دم کے
ہائے ناکامی تقدیر نہ دیکھا وہ دن
ایک وہ ہین کہ اُنہے جلوۂ رخسار نصیب
وصل مین یہی رہی تکرار کشاکش باہم
کام آجائے وفا گریہ کا حاصل یہ ہے

گھر مین رہتی ہے شب تار شب تار مین ہم
دُود بن بن کے چراغ شب اغیار مین ہم
اپنے گھر یار رہے انجمن یار مین ہم
ایک ہم ہین کہ رہین حسرت دیدار مین ہم
شرم و تمکین مین وہ منت ہر بار مین ہم
ڈوب جائین جو کبھی گریہ خونبار مین ہم

خاکساری کا بھی ارمان نہ نکلا اپنا
خاک ہو کر نہین پامالئے رفتار مین ہم

مرگئے پر بھی رہا تفرقہ باقی افسوس
یار مین دل ہے پڑا وادی پرخار مین ہم

وہم ہے یار کو وہ سینہ سے لپٹے کیونکر
درد وغم رکھتے ہین اس سینۂ افگار مین ہم

خانہ یار کی روزن جو کھلے دیکھتے ہین
پینبہ رکھہ آتے ہین ہر روزنِ دیوار مین ہم

ڈہونڈتا ہے دلِ مشتاق وہ لطفِ صحبت
یار پہلو مین رہے پہلوئے دلدار مین ہم

شوق کی حد نہین اور وصل کی شب تہوری ہے
حوصلہ پاتے نہین ہمت دشوار مین ہم

یار کا جلوۂ دیدار میسر ہو ضرور
گر سما جائین کبہی دیدۂ اغیار مین ہم

جان پر اور بہی بنجاتی ہے رقت اپنی
شوق مین جاتے ہین جب خلعتِ دلدار مین ہم

خوب ملنے کو گئے قاتل سے ہم
ایک جہگڑا باندہ لائے دل سے ہم

کاش ہوتے جادۂ منزل سے ہم
ملتے رہتے سایۂ محمل سے ہم

دل لگا کر یہہ ہوا انجام عشق
ہمسے دل بیزار ہے اور دل سے ہم

آفرین فرہاد لایا جوئے شیر
ہیچ اٹھے سعئ بے حاصل سے ہم

وائے محرومی کہ ملنے یار سے
خواب مین بہی جاتے ہین مشکل سے ہم

کب اجل فرصت مین آئے دیکھیے
تہک گئے اندیشۂ باطل سے ہم

کب ڈبویا بخت نے گرداب مین
رہ گئے دو ہات جب ساحل سے ہم

پاسبان کو اپنے دیکھو اور ہمین
التجا کرتے ہین کس جاہل سے ہم

روز کا جہگڑا گیا اچھا ہوا
ہم سے دل رخصت ہوا اور دل سے ہم

ہمتو اکثر محفلون سے نکلے ہین
کیا ہوا نکلے جو اوس محفل سے ہم

گر یہی شاہد پرستی ہے تو بس
ہات دہو بیٹھینگے ایکدن دل سے ہم

گھل گئے ایسے تلاش یار مین
ہو گئے ایک جزو بے حاصل سے ہم

بیٹھہ جائین ایسے راقم ضعف سے
پہر نہ اٹھین یار کی محفل سے ہم

آفت مین آ گئے ہین عبث دل لگا کے ہم
سنتے ہین بار بار تقاضے قضا کے ہم

قربان ہزار بار ہون شرم و حیا کے ہم
وہ دل نہین کہ ناز اٹھائین ادا کے ہم

پہر آرزو مین وصل کی ہین فتنہ زا کے ہم
پہر مدعی بنی ہے قضا اور قضا کے ہم

اللہ رے طرز شوخی اقرار کہتے ہین
فرصت ملی تو آئینگے مہندی لگا کے ہم

ایک برق تہی کہ دل پہ گری کام کر گئی
گذرے تہے سایہ سے نگہہ سرمہ سا کے ہم

شکوہ ہوا زبان سے نہ اظہار مدعا
کچہہ ایسے محو ہو گئے پہلو مین جا کے ہم

آخر کو دل دئے ہی بنی کچہہ نہو سکا
پچتائے شکوہ سنج زبان کو ہلا کے ہم

ہمکو دیا ہے عشق اوسے مہر دے خدا
اتنا تو ہو کہ دل مین رہین گہر بنا کے ہم

کہو بیٹہے اپنے ہات سے اوسکو خدا گواہ
تمکین و دلفریبی و شوخی سکہا کے ہم

چہوڑی جفا بہی اوس نے کہین سن لیا تہا یہ
رکہتے ہین زخم تیر کو دل سے لگا کے ہم

کیا بیخودی عشق ہے تدبیر وصل کے
دربان سے اوسکے پوچہتے ہین گہر جا کے ہم

راقم خوش نصیب اگر وصل یار ہو
کیا کیا نکالین حسرت دل دل لگا کے ہم

کیا کیا ادا ادا سے جفا کر رہے ہو تم
کیا کیا وفا کا فرض ادا کر رہے ہو تم

بجلی گرا رہے ہو حیا کر رہے ہو تم
سامان خون خلق خدا کر رہے ہو تم

دل سے ملا کے دل وہ جفا کر رہے ہو تم / قربان ہر جفا پہ وفا کر رہے ہو تم

طرز خرام و شوخئ رفتار کیا کہون / فتنون کی سر پہ حشر بپا کر رہے ہو تم

اے نالہ ہائے ہجر نہین جانتا ہون خوب / جب کچھ گئے ہو آگ لگا کر رہے ہو تم

عارض پہ زلف چھوڑ کے کسکو پھنساؤ گے / آراستہ جو دام بلا کر رہے ہو تم

سو سو بناؤ دیکھ رہا ہون بگاڑ مین / اے طعنہ ہائے غیر مزا کر رہے ہو تم

اللہ رے شوق غیر یہان تک ہو بیقرار / ظاہر نہین تو خواب مین جا کر رہے ہو تم

جس بزم مین گئے ہین ہنسا کر اُٹھے ہین ہم / جب تمسے بات کی ہے رُلا کر رہے ہو تم

ہائے تمہارے اور نڈالین خرابیان
راقم غضب ہے اون کو رسا کر رہے ہو تم

اللہ رے لاغری کہ تن آسانیون مین ہم / اتنے گھلے کہ مل گئے روحانیون مین ہم

خاطر سے دوست کی رہے مہمانیون مین ہم / خواہش نکر سکے سر و سامانیون مین ہم

ہو کر اسیر پیچ و خم زلف یار کے / تنہائیون مین رہتے ہین ویرانیون مین ہم

ہر بات مین شکایت بیجا سُنا سُنا / دشواریان بڑھاتے ہین آسانیون مین ہم

ربط رقیب یار سے ہر بار پوچھ کر / تقریب وصل کرتے ہین نادانیون مین ہم

بزم شراب یار مین دیکھا سلوک عشق / پیمانہ کش ہون غیر مگس رانیون مین ہم

اے چشم اشک بار مجھے اب ڈبو گئی / گھر کو ڈبو چکی تری طغیانیون مین ہم

ایک وہ حیات خضر فنا ہے بقا کے سات / ایک اپنی زندگی کہ رہی فانیون مین ہم

آیا نہ حرف شوق زبان پر کسی طرف / حیرانیون مین یار تھا مہمانیون مین ہم

انجام عشق پاتے ہین آغاز سرنوشت / اپنے کئے کی آپ پشیمانیون مین ہم

راقم امید و بیم مین گزری شب وصال
خاموشیون مین وہ رہے حیرانیون مین ہم

ایسے پہنسے ہوے ہین پریشانیون مین ہم
بہولے ہین زندگی کو گران جانیون مین ہم

سامان انتظار ہی آخر ڈبوئین گے
اس چشم اشکبار کی طغیانیون مین ہم

رکہین امید وصل کی گر تفرقہ سے مٹے
نصرانیون مین دوست ہے نورانیون مین ہم

ہین خانہ زاد زلف اسیری کا غم نہین
کہشکین بلا سے دیدہ زندانیون مین ہم

وزدیدہ ایک نگاہ نے پامال کر دیا
رکہتے تہے ناز اپنی ادا دانیون مین ہم

کچہہ بڑہ گئے ہین خضر سے عمر دراز مین
شبہاے ہجر یار کی طولانیون مین ہم

عرفا دہم نہین سنین دلالہ کا فریب
آجائین ہر زن کی فسون خوانیون مین ہم

جینے کا لطف مرنے کی لذت کسی نصیب
جو دیکہتے ہین غم کی فراوانیون مین ہم

اوس کی جفا ہماری وفا کام آگئی -
ہر سال یاد آئے ہین قربانیون مین ہم

کیا کیا مزے اوٹہائے ہین اونکے عتاب مین
اندام بے حجاب کی عریانیون مین ہم

عریان تنی مین خلق کی پڑنے لگی نظر
آرائشین دکہاتے ہین عریانیون مین ہم

عمر عزیز کٹ گئی راقم فراق مین
یہ بہی سمجہے زندہ ہین یا فانیون مین ہم

اچہا نہین کرتے ہو تو اچہا نکرو تم
یہ کیا کبہی بیمار کو پوچہا نہ کرو تم

آراستگی حسن تماشا نکرو تم
ہر چشم خریدار کو بینا نہ کرو تم

تدبیر جلانے کی مرے اور نکالو
یہ کیون کہو ملنے کی تمنا نہ کرو تم

تنہا کبہی مل جاؤ تو آغوش مین لیکر
کیا کیا کرین ہم شوق مین کیا کیا نکرو تم

آنے کو وہ آجائینگے جب دل پہ کہینگے ۔ ضد یہ ہے بلانے کا تقاضا نکرو تم
کل کون جئے کون مرے کسکو بہروسا ۔ مل جاؤ بس اب وعدہ فردا نکرو تم
کٹ جائین گے کٹنے کو یہ ایام جدائی ۔ یوسف نہ ہو خون زلیخا نکرو تم
حد ہوتی ہے آزار کی بس دیکھے آزار ۔ تقلید دل آزاری لیلا نکرو تم
تم قتل کرو ذبح کرو سب ہمین منظور ۔ ہان تذکرہ الفت اعدا نہ کرو تم
مجنون نہین دیوانہ صورت ہون تمہارا ۔ مشتاق کو آوارہ صحرا نہ کرو تم

ایسا نہو رسوائی معشوق ہو راقم
فریاد تقاضائے تمنا نہ کرو تم

ردیف النون

دل ہے مضطر گلہ یار کرون یا نکرون ۔ درد مین وا لب گفتار کرون یا نکرون
غم سے فریاد شرربار کرون یا نکرون ۔ مضطرب خاطر دلدار کرون یا نکرون
دوست بدخواب نہو مجکو خیال آتا ہے ۔ جا کے غوغا پس دیوار کرون یا نکرون
روکتے ہو مجھے رونے سے تمہین خبر ہے کچھ ۔ مین علاج دل بیمار کرون یا نکرون
مدعا دل مین بہرا ہے مگر اوسکا اظہار ۔ سوچتا ہون دم گفتار کرون یا نکرون
ضبط سے دم ہے گہٹا درد سے بیتاب ہے دل ۔ سر کو نذر در و دیوار کرون یا نکرون
یان تقاضائے ملاقات سے مقصود جو آ ۔ وان وہ حیران کہ اقرار کرون یا نکرون
مجھپہ تاکید ہے فریاد کی اچھا یہ بتاؤ ۔ کچھ بہی تسکین دل زار کرون یا نکرون
ڈر ہے بے مہری آشفتہ مزاجی سے مجھے ۔ ذکر آلام شب تار کرون یا نکرون
تمنے جب پرسش دل چھوڑ دی پہر لوگون سے ۔ غم غلط مین بہی گنہگار کرون یا نکرون

یار کا حسن جہان سوز مجھے ذوق نظر
حوصلہ ہمت دشوار کرون یا نکرون

مین ہون اور مجھپہ ہون آلام جدائی پہر مین
شکوہ ہاے شب اغیار کرون یا نکرون

ضبط کا قصد وفا درد کا ایما غوغا
مین ہون مشکل مین گرفتار کرون یا نکرون

وصل کا ذکر تو آسان ہے دشوار یہ ہے
پاس آزردگی یار کرون یا نکرون

بدگمان یار رہے ایسا نہو سمجھے کچھہ اور
منت محرم اسرار کرون یا نہ کرون

یار خاطر یہ نہو اوسکے تباور قسم
ذکر بے مہرئے دلدار کرون یا نکرون

کوئی باعث ہے وہ سامان کئے شیون کے بیٹھے ہین
جھکائی سر کو آگے شمع بے روشن کیے بیٹھے ہین

غضب آرایشون سے آج وہ بن ٹھن کے بیٹھے ہین
جلانیکو مرے دشمن کے ارمان بن کے بیٹھے ہین

ملک دل وہ بارئ عشق سے دشمن کیے بیٹھے ہین
پشیمان اپنی کچھہ رسوائی سے جوبن کیے بیٹھے ہین

رفو کو چارہ ساز و سوزن مژگان جانان ہو
جراحت بخیہ کے مشتاق اوس سوزن کے بیٹھے ہین

نہ ملیو غیر اوس کا فراد اسے اب بھی کہتے ہین
کہ ہم بیمار ہو کر اوس چشم جادو فن کے بیٹھے ہین

جگر تو جل چکا پہلے ہی دل کی خیر ہو یا رب
کہ نالے دل کے اب دل مین شرارے بن کے بیٹھے ہین

نظر آئی تھی روزن سے تجلی سی کبھی ہمکو
کہ اب تک ہم تماشائی اوسی روزن کے بیٹھے ہین

کبھی اقرار پر آئے وہ اس شوخی سے آئے ہین
کہ محشر ہو کے اٹھے ہین قیامت بن کے بیٹھے ہین

نہ دل مین کچھہ کھٹکتے ہین نہ سینہ مین وہ چبھتے ہین
خدنگ چشم جانان دلمین جان بن کے بیٹھے ہین

نشاط وصل کی شب یہ چراغان ہونیوالے ہین
مرے سینہ مین جلنے داغ آتش زن کے بیٹھے ہین

کرین کیونکر نہ وہ اغماض اپنی خود پسندی پر
کہ اون کے دیکھنے والے بہت جوبن کے بیٹھے ہین

متاع دل ہے پہلو مین تلاش دست ہو کیونکر
ہزارون دل مین ڈر تاراجی رہزن کے بیٹھے ہین

سخن کی داد راقمؔ تمکو سلطان دکن دینگے
کہ محبوب علی خان دادگستر فن کے بیٹھے ہین

کوئی نہین ہے یار بیسری مین
ہمدرد رہے جو بےکسی مین

سمجھے نہین پہلے دل لگی مین
دل جائیگا ہات سے ہنسی مین

دلبر کا ہے قصد دل ستانی
ہان خواہش وصل خربسی مین

دولت کے ہین آشنا پری رو
یہ کس کے ہین یار مفلسی مین

کیون کرتے ہو حسن تم تماشا
صورت کی ہے قدر پردگی مین

تم ذکر عدو کو شکوہ سمجھے
آزردہ ہوئے ہنسی ہنسی مین

کہتے ہو کہ ہم بہی آدمی ہین
ہوتی ہے یہ نخوت آدمی مین

ذکر شب غیر پر نہ بگڑو
منہ دیکھہ لو اپنا آرسی مین

کانون سے سنی نہ تہی خرابی
آنکھون سے وہ دیکھی عاشقی مین

شاہد تو ہین اور بہی ہزارون
جانانہ ادا نہین کسی مین

کیا قدر رہیگی اوس گلی کی
انفار بہرے ہون جس گلی مین

پہر کل سے پہرے ہین اوسکے تیور
کچھہ کہہ گیا غیر فارسی مین

ایسون سے امید مہربانی
پامال کرین ہنسی ہنسی مین

دشوار ہے وصل یار راقمؔ
اولجھی ہی رہوگے دل لگی مین

دل دکہا کر تم توڑ گئے فتنہ زائی سے نہین
شکوہ سنج درد ہون مضطر جدائی سے نہین

امتحان عشق بہی کرنے صفائی سے نہین
یہ مرا غوغا تقاضا ہے برائی سے نہین

ملنے کو ملتے ہو لیکن دل ربائی سے نہین — دل مین گھر کرتے ہو پھر دل کی صفائی سے نہین
ضبط کیونکر ہو گلا مُنہ پر نہ آئے کسطرح — جب کرو تم خواہشون پر کج ادائی سے نہین
خاک ہو کر بھی رہے ہم رہگزار یار مین — کام نکلا یون بھی قسمت آزمائی سے نہین
غم کا سرمایہ سہی نالہ مگر کس کام کا — ہے نوآموز فنا واقف رسائی سے نہین
کس سے امید وفا رکھتے ہین ہم بھی وصل کی — سو بدی سے ہان کرے جو سو بُرائی سے نہین
ہین جفاگر اور بھی معشوق تم سے کچھ سوا — دل بھی لیتے ہین مگر بے اعتنائی سے نہین
صبح محشر کتنی ہوگی خوف کیا مہجور کو — روز محشر جب سوا شام جدائی سے نہین
التجا کرتے ہین ایک ایک سے تمہارے واسطے — ورنہ ہمکو کام در در کی گدائی سے نہین
ہم بھی اوسکے بندے تھے ہمکو رکھتا نامراد — بندگی پیوند شاید کبریائی سے نہین

نالہ و فریاد راقم سعی بے حاصل سے ہے
خون دل کرنا ہے کچھ حاصل دُہائی سے نہین

آج کیون نالہ مرا آتش فشان ہوتا نہین — شکوہ سنج دست فریاد زبان ہوتا نہین
نامہ بر سے مدعا شاید بیان ہوتا نہین — جو جواب یار مجھ تک ارمغان ہوتا نہین
کیا ہوا نامہربان ہے مہربان ہوجائیگا — مجکو بے مہری کا اوسپر بدگمان ہوتا نہین
طعنہ زن ناصح نہو تو مجکو عریان دیکھکر — عاشق شوریدہ رسوائے جہان ہوتا نہین
بدگمانی ہے مری وہ غیر پر ہے مہربان — ایسا کافر دل کسی پر مہربان ہوتا نہین
تفرقہ الفت مین ہو پھر کیا کھلے قدر وفا — بے ملے دونون دلون کے امتحان ہوتا نہین
یاد تھی جتنی خوشامد ہمنے وہ بھی صرف کی — پھر بھی راضی ہم سے اوسکا پاسبان ہوتا نہین
وضع بے مہری کی چھوڑو عیب لگتا ہی نہین — مہربان ہوکر کوئی نامہربان ہوتا نہین

وہم ہے یا سہم ہے قاتل کو یا میرا خیال
ہات کانپے جاتے ہین خنجر رواں ہوتا نہین

ذائقہ راقم نہین آتا فراق یار کا
کچھہ رگ و پے مین لہو جب تک رواں ہوتا نہین

یہ بہی کیا کاتب تقدیر مقدر مین نہین
وعدہ یار سے تسکین دل مضطر مین نہین

دل مین دلبر نہین ہم خاطر دلبر مین نہین
مرنے جینے کا بہی کچھہ لطف مقدر مین نہین

کون سا سر ہے جو سودا ترا اوس سر مین نہین
کون سا پانو ترے عشق کے چکر مین نہین

لذت قتل نہ آئے کہ لہو کا دہبا
دست قاتل مین نہین دامن خنجر مین نہین

دل جلاتا تو کہان وہم کسی دل مین کرے
اتنی تاثیر بہی اب نالہ پر شر مین نہین

لوٹ کر لے گئے اغیار نگہہ کی شوخی
اب وہ اگلی سی ادا چشم فسون گر مین نہین

اس طرح پوچہتے ہو میری تمنا گویا
آرزو کوئی بہی باقی دل مضطر مین نہین

خنجر و تیغ اگر پاس نہین قاتل کے
کیا کوئی تیر بہی مژگان ستم گر مین نہین

ابتو حالت یہ ہے اپنی شب تنہائی مین
کہ نسیم سحری کا بہی گزر گھر مین نہین

پینے والے ہین بہت حوض مین صہبا تہوڑی
حصہ واعظ کا کف ساقی کوثر مین نہین

کیون فدا گل پہ ہوئی بیٹہی ہی ناداں بلبل
حسن جو آج ہے کل برگ گل تر مین نہین

سیر گل کون کرے کسکو غرض ہی راقم
کون سا لطف ہے جو خانہ دلبر مین نہین

بات بنتی نظر آتی تو دل و دلبر مین نہین
ناز برداری کی جرات دل مضطر مین نہین

وہ ملا مجکو مقدر جو مقدر مین نہین
محفل یار مین ہون گردش ساغر مین نہین

آسمان دشمن الفت ہی زمین دشمن عشق
امن جنگل مین نہین چین بہی گہر مین نہین

یار کی جنبشِ لب پر ہے تمنا موقوف
یار کے ہات مین وہ ہے جو مقدر مین نہین

کرتے ہو وعدہ وفا آتے ہو بجلی کی طرح
کتنے بیتاب ہو دم بھر مین ہے دم بھر مین نہین

چور اس دستِ حنائی مین ہے مٹھی کھولو
دل نہین نکلے گا گیسوے معنبر مین نہین

دیکھکر ابرِ شفق رنگ کو آنسو بھر آئے
لب پہ ساغر نہین ہم ہیکو دلبر مین نہین

ہمتو سو جان سے مرنے کی تمنا کرتے
شوخیان آپ کی سی آپکے خنجر مین نہین

لیکے دل بھول گئے ہو تو پتہ بتلا دون
دل مین دل ہوگا اگر زلفِ معنبر مین نہین

ضد سے کرتے نہین تقلید مسیحا ورنہ
معجزہ کون سا ہے اوسکی جو ٹھوکر مین نہین

سختجانی کا گلا کرتے ہو میر اکیا خوب
یہ نہین دیکھتے دم سینہ خنجر مین نہین

کیا دعا کیسا اثر یار سے ملنا معلوم
میری قدرت مین نہین خاطرِ کافر مین نہین

سرمہ سفت نظر خاک بھی ہوکر نہوئی
زینتِ حسن کسی چشمِ سمن بر مین نہین

کچھ تلاقی بھی جفا کی نہ ملی ان رستم
اپنے رہنے کا ٹھکانا کہین محشر مین نہین

جلوہ وہ جلوہ کہ رکتا پسِ جلباب نہین
حسن شرمندہ نہین آنکھہ کو بھی تاب نہین

شہرہ حسن تو وہ دیکھنے کی تاب نہین
اوسپہ یہ لطف کہ شاہد پسِ جلباب نہین

دہر مین عیش کے سامان مہیا سب کچھ
ایک تم جلوہ گرِ عالمِ اسباب نہین

انقلابون مین سنی جنیے بگڑتے بنتے
ہان ہمارے ہی لئے گردشِ دولاب نہین

چاہتے ہین کہین مرجائین کہین ڈوب مرین
بحر مین گور نہین دشت مین گرداب نہین

چاہنے والون مین اوسکے یہ تماشا دیکھا
خوابِ راحت مین ہین آنکھہ مین خوناب نہین

ہوگئے دنیا مین بہت ہمسے خود آرا لیکن
آپ سا برق نمط کوئی بھی بیتاب نہین

کیا سبک ہو گئے عریانی تن سے مرکر
دوش پر جاتے ہین اور زحمت احباب نہین

کچہہ تو سامان ہمین شب تار شب وعدہ ہے
جلوہ برق ہی جلوہ مہتاب نہین

ماہ کی جلوہ گری دیکہہ کے ہم کیا خوش ہون
جلوہ دوست مگر جلوہ مہتاب نہین

اپنے کوچے سے ہمین تمنے نکالا پہر کیا
دشت کیا سیر گہہ خاطر بیتاب نہین

فیض حق عام ہے واعظ نہ فقط تیرے لئے
جنس ارزان ہے خریدار کو کمیاب نہین

دل وہ کس دل ہی نہین جو عشق مین مضطر ہے
جان کیا جان ہے جو ہمسر سیماب نہین

دشت کیا دشت ہے وہ جسمین نہین خار کا نام
بحر کیا بحر ہے جس مین کہین گرداب نہین

یہ اسی کام کے ہین جان کو رکہین بے چین
خون بہائے غم دل دیدہ خوناب نہین

کس توقع پہ جئے تشنہ مے جس گہر مین
خالی شیشے ہی کہین زینت محراب نہین

گہر مین شادی کے اگر کچہہ نہین سامان اکمل
رونق مرگ عدو کی ہی کچہہ اسباب نہین

جس سے سنتے ہین برائی کی خبر سنتے ہین
ایک عالم مین یہی فتنہ و شر سنتے ہین

آج جاتے کو ہین وہ غیر کی گہر سنتے ہین
ایک عالم مین یہی اڑتی خبر سنتے ہین

جان پر میری تو بنتے ہے وہ خوش ہوتے ہین
میرے خونبار اگر دیدہ تر سنتے ہین

شام سے ہم ہی سر راہ گزر بیٹہین گے
ہین وہ باندہے کہین جانے کو کمر سنتے ہین

نیند جب اونکی اچٹتی ہے تو میرے اشعار
گاکے خوش ہوتے ہین مرغان سحر سنتے ہین

ذکر اغیار کرے کوئی تو کیا کیا دل سے
نیچے آنکہین کئے دزدیدہ نظر سنتے ہین

لوگ کہتے ہین کہ وہ آئے گا باور کس کو
ایسے افواہ تو ہم شام و سحر سنتے ہین

بارے اتنی خنگی پر ہی وہ تنہائی مین
چہیڑ کر دل سے مرا ذکر مگر سنتے ہین

روز جاجا مین گئے ہم اپنا بگڑتا کیا ہے
آہ و فریاد وہ خوش ہوکے اگر سنتے ہین

آگئے ہین آتے ہین وہ کون سی ساعت ہوگی
ایک مدت سے یہی ہمتو خبر سنتے ہین

وہ توقع بہی گئی جہانک تو لیتے تہے کبہی
بند غیرون نے کئے روزن در سنتے ہین

قصۂ غم مرا سنتے ہین وہ اس طرح کہ گل
نغمۂ بلبل بیتاب جگر سنتے ہین

لوگ موجود کو معدوم کئے دیتے ہین
ہم گل اندامون کو باریک کمر سنتے ہین

گرم گفتار بہی ہو شوخ بیان بہی رقم
اوس ہنرور کی نوا اہل ہنر سنتے ہین

کسی سے دل لگانا ہمتو سودا اسکو کہتے ہین
مرض بیٹہے بٹہائے مول لینا اسکو کہتے ہین

غم فرقت ہے کہانیکو شب غم ہے تڑپنے کو
ملا ہے ہمکو وہ جینا کہ مرنا اسکو کہتے ہین

بہت مغرور ہین سرو و صنوبر قد موزون پر
دکہائین گے کسی قامت کو زیبا اسکو کہتے ہین

وہ بدخو ہے جفا جو ہے ستمگر ہے سمجہتا ہون
اوسی کا پہر تمنائی ہون سودا اسکو کہتے ہین

ہماری آرزو کیا ہے تمنا ہے رقیبون کی
کہ بے خواہش بر آتی ہے تمنا اسکو کہتے ہین

مقدر کہینچ لائے گا کبہی تمکو دکہا دین گے
مرادین یون بر آتی ہین تمنا اسکو کہتے ہین

جب ان ناکامیون پر منحصر ہے زندگی اپنی
خدایا مرگ کیا ہوگی جو جینا اسکو کہتے ہین

خدنگ عشق تم کہاتے حقیقت تمپہ کچہہ کہلتی
مزا فرقت کا آتا دل لگانا اسکو کہتے ہین

نہ نکلے جب کوئی ارمان نہ کوئی آرزو نکلی
تو اپنی حسرتون کا خون ہونا اسکو کہتے ہین

محبت دونون جانب ہو تو لطف عشق ہے ورنہ
بنائے عشق کا پانی پہ رکہنا اسکو کہتے ہین

یہ کیا عشق و محبت ہے نہ آتے ہو نہ ملتے ہو
نہین یہ کہیل لڑکون کا تو پہر کیا اسکو کہتے ہین

کرو اس تنگ سے خواہش کہ ہر خواہش مین خواہش ہو
وہ سنکر کہہ اٹہین رقم تقاضا اسکو کہتے ہین

کونسا شغل ہے جو خانہ ویران مین نہین	درد پہلے وہ تماشا شب ہجران مین نہین
اشک خونابہ فشان دیدہ گریان مین نہین	آج جانا کہ بہواب دل بریان مین نہین
اس تکلف سے وہ کرتے ہین پریشان گیسو	گویا اونکے ہوئے ہم گیسوے پیچان مین نہین
وصل کا ذکر نہین بوسہ بہ احسان دینا	یہ تو احسان تمہارا کسی احسان مین نہین
پاس سے گہر کے مرے وہ تو گزر جاتے ہین	تو اوبجہتی بہی صبا گوشہ دامان مین نہین
قدر ہوتی ہمین بجاتی ہے دل پر کیسی	درد میرا سا تمہارے دل شادان مین نہین
التجا وصل کی ہی کبھی تو یہ ملتا ہے جواب	ہمنے یہ حرف سنا گردش دوران مین نہین
وعدہ وصل بہی کیا وعدہ ہی دیکہا نہ سُنا	جسکے اقرار مین انکار ہے اور ہان مین نہین
مژدہ اے حسرت ناکام توقع رکہیو	اشک بیکار کوئی دیدہ گریان مین نہین

اونکی میری کوئی تکرار نہ جھگڑا اے قسیم
ایک خواہش کو وہ کہتے ہین کہ پیمان مین نہین

کونسا جلوہ میرے غمکدۂ جان مین نہین	ایک تم گہر مین نہین کچہ بہی شبستان مین نہین
کون کہتا ہے کہ تم عالم دوران مین نہین	تجہسے پردہ ہے مرے دیدۂ حیران مین نہین
سعی بیکار گئی راہ طلب مین افسوس	صورت جادہ کہین صحن بیابان مین نہین
کام کیا آئے فسون سازئی دلالہ ندیم	جو مرے دل مین ہے وہ یار کی پیمان مین نہین
حرف مقصود تماشا ہے ہمارا اللہ	فرد اعمال مین ہے یار کی ارمان مین نہین
پوچھیے راہ محبت کے منازل کس سے	خضر جنگل مین نہین قیس بیابان مین نہین
آبلے چاہتے ہین خار کو مہمان کرنا	نوک ٹوٹے ہوئے کانٹے بہی بیابان مین نہین
خوف بیٹھا ہے نگہبان کا کچہ ایسا دل مین	پانو تہمتا ہے مرا کوچہ جانان مین نہین

ہمنفس سات مین کٹ جائیگی منزل اچھی
حوصلہ دل کو رہے صبر اگر جان مین نہین

اپنی محفل سے ملا لو شب غم کے سامان
جو تماشا مرے گہر مین ہے شبستان مین نہین

بیوفا یار سہی نالہ کو اپنے سے کہیئے
یہ بہی رہتا نفس سینہ سوزان مین نہین

ہات کتنا ہی جنون کا بڑہ ہے ہوتا کیا ہے
ہمنے پہلے ہی رکہا تار گریبان مین نہین

تم عبث کرتے ہو دربان کی خوشامد رقم
وصل وہ کام ہے ہرگز کف دربان مین نہین

ہوا ہون سرفراز عشق مین اوسدن سے دوران مین
نہ لیلی ہی دستیاب نہین نہ مجنون تہا بیابان مین

اگر نالہ کو روکین ہم تو دل مین آگ لگتی ہے
لہو یون دل کا اُڑتا ہے کہ شبنم شبستان مین

وہ مجنون تہا حریص عشق کوئی ہار سے بہاگا
ہمین سودا ہی کوئی دوست سے جائین بیابان مین

بلائے درد فرقت سے اسیری ہمکو اچہی ہے
ہمارا غم غلط ہوتا تہا پہر کر صحن زندان مین

ہماری فکر کیا تجکو کچہہ اپنی فکر کر ناصح
ہمارا سر ہمین سودا ہے پہرتے ہین بیابان مین

رفو کو چارہ گر زخم جنون کے آئے ہی تو کیا آئے
ستم کہا شیکو چار انگل نہین دہجی گریبان مین

پسند آئی لباس عشق مین ہمکو یہ عریانی
نہ دامن خار مین اٹکے نہ الجہے خار دامان مین

زلیخا تم نہ یوسف ہم یہ پہر بیگانگی کیسی
ہم اپنے گہر مین بیٹہے ہین تم اپنے گہر شبستان مین

کہان جی جا کے بہلائین ہزارون بن گئین قبرین
نہین تل بہر جگہہ باقی زمین مین کوئی جانان مین

بہائے ہمکو وہ محفل مین جسکو وہم ہوا اتنا
اُٹہا دے شمع کو پروانہ آئیگا شبستان مین

نہ نکلین گے نہ نکلین گے قیامت تک نہ نکلین گے
یہ آخر دفن ہونگے حشر مین سب کوئی جانان مین

تماشائے گلستان سے گمان ہوتا ہے بدظن کو
کہ ہم دیکہین گے سوئے شاہدان گل گلستان مین

بلا لو سکی ادائین ہین بچا دو جان کو رقم
کہ ہر نوک مژہ نشتر سے چبہتے ہی رگ جان مین

جفا کر لو ستا لو دیکھنا محشر کے میدان مین
کہ دامن ہات مین کسکے ہو کسکا منہ گریبان مین

رہی یان بہی کشاکش مین جو پہونچی کوئی جانا مین
کبہی فریاد حرمان مین کبہی بیداد دربان مین

رہے یہ دیدۂ و دل منتظر ارمان مہمان مین
کبہی در پر لگی آنکہین کبہی دل کوئی جانا مین

پہنسایا خوب یوسف کو برا ہو اس محبت کا
کبہی دام زلیخا مین کبہی زنجیر زندان مین

نہو جو زیر بار منتِ جانان وہ سر کیا ہے
کبہی زیر قدم ہوتا کبہی آغوش جانان مین

نہین دل کا بہروسا یہ عجب نا آشنا دل ہے
کبہی تڑپے ہے پہلو مین کبہی دست حسینان مین

مین وہ آشفتہ خاطر ہون مری آشفتگی دیکہو
کبہی دود چراغان مین کبہی زلف پریشان مین

اگر ہو تاب نظارہ تو دیکہین حسن جانان کو
کبہی ماہ منور مین کبہی مہر درخشان مین

عجب حالت ہے فرقت مین نہ نیند آئے نہ موت آئے
کبہی امید مین شب ہے کبہی دن بیم ہجران مین

کہان تک صبر سے بیٹہین وفا کا وعدہ پر اوسکے
طبیعت گہر مین لگتی ہے نہ جی سیر گلستان مین

کہان کی عاشقی کیسی محبت حسن یوسف پر
اگر عاشق زلیخا ہتی تو رہتے جا کے زندان مین

خدا رکہے سلامت یار کی عاشق نوازی کو
کہ اکثر یاد کرتا ہے مجہے بزم چراغان مین

سوائے طول حسرتِ انتظار یار مین کیا ہے
کرین کیون دیدہ و دل فرش رہ سامان مہمان مین

ہمین تمسے نہین الفت تو کیا یہ جہوٹی باتین ہین
سما گیا نہین ہو تم ہماری چشم حیران مین

جلایا خونِ دل اتنا کسی کی سوزِ الفت نے
دکہانیکو نہین ہے اشک رنگین چشم گریان مین

کمال عشق پاتا ہو کیا حاصل زلیخا نے
نکالا گہر سے یوسف کو پہنسایا چاہ کنعان مین

جواب صاف ملنے سے امیدین مٹ گئین راقم
مگر ارمان پہر ہے مین تلاش وصل جانان مین

قیامت ہے قیامت ہے کہ وہ ہمکو بلاتے ہین
دہائی ہے دہائی سامنے ہم کس کے جاتے ہین

سمجہتا ہون وہ جس انداز سے جلوہ دکہاتے ہین
مرا دل دیکہنا ہے حوصلہ میرا بڑہاتے ہین

غضب ہے اپنے کوچے مین مرا مدفن بناتے ہین
برا کرتے ہین غیرون کو پتہ گہر کا بتاتے ہین

مزا کچہہ یاد آتا ہے زبان پر سنگ طفلان کا
کبہی اندوہ مین آنسو سے ہم سر کو اُٹہاتے ہین

نہایت خواہشون کی ہے نہ کچہہ حد آرزوون کی
بیان کرتا ہون جب او سنتے وہ کچہہ گہبرا سے جاتے ہین

تری خاطر سے آئے تہے خراب آباد عالم مین
نہ دیکہا مہربان جب تجکو ہم اُلٹے ہی جاتے ہین

کوئی رفتار پر شیدا کوئی باتون کا دیوانہ
کسی کو ناز پیاری ہون ہمین غماض بہاتے ہین

وفا کیسی اگر ہم جان بہی دیدین تو یہ کافر
حسینان تغافل پیشہ کب خاطر مین لاتے ہین

ہم اپنی بات کے پورے وہ اپنی ضد کے پورے ہین
نہ ہم رستہ مین ملتے ہین نہ وہ گہر مین بلاتے ہین

کوئی آتا ہے یا آئے گا یارب ماجرا کیا ہے
چراغ غمکدہ سے بہول ہے ہم جہڑتے جاتے ہین

کوئی چاہے تو کیا چاہے کوئی دیکہے تو کیا دیکہے
کہ وہ عاشق نگاہی کو فریب اُلٹا بتاتے ہین

ستم گارون مین وہ یکتا وفادارون مین تم رسم
رہا کیا فرق مہر و کین مین کیون جہگڑا بڑہاتے ہین

ازل سے ہوتی آئی ہے کہ عاشق رنج پاتے ہین
سکہا کر شاہدون کو شوخیان دشمن بناتے ہین

قیامت ہے ہمین سے دل فریبی سیکہہ کر شاہد
ہمین کافر جلاتے ہین ہمین پر آزماتے ہین

نہ پہر نالے حجابانہ تمہین اغیار دیکہین گے
تن عریان شعلہ دیکہہ کر پروانے آتے ہین

کسی دیوانہ سے چہوٹے ہین انداز جنون ناصح
کہ حضرت مجہسے چہڑاتے ہین میری جان کہاتے ہین

یہان یہ سخت جانی ہے وہان وہ نازک اندامی
کہ بیداد نزاکت پر جراحت مسکراتے ہین

ابہی کیا ہے ذرا ناصح قدم غربت مین دہرنے دو
پہر انداز جنون تم دیکہنا کیا رنگ لاتے ہین

کئی دن سے دل ناشاد مان کو شاد پاتا ہون
مبارکباد ذوق وصل سامان ہوتے جاتے ہین

طبیعت آئی بہی اپنی تو کس کافر پہ آئی ہے
جہان ارمان بہائی ناز کی مین مفت جاتے ہین

چہپایا راز دل ہمنے بہت کچہہ پردہ داری کی
مگر یہ داغ دل کے دیکہئے کیا گل کہلاتے ہین

تماشا ہین ہوا آئینہ خود آرائی ہوا نکی سی
کہ جتنا منہ بگڑتا ہے زیادہ بنتے جاتے ہین

بلا سے دل جگر دونون جلے ہین اور جل جائین
برا کیا ہے کہ اکسیر محبت بنتے جاتے ہین

کرشمے تیری قدرت کے نمونے ہین یہ عالم مین
کہ مسجود خلایق مسجد و بتخانہ پاتے ہین

خیال یار مین بے دست و پائی کچہہ ڈبوتی ہے
گریبان یار کا پکڑون تو دامان چہوٹے جاتے ہین

نہین کرتے اثر ایک دل پہ یارب کیا قیامت ہے
وہ نالے جو تہرارے بن کے پتہر مین سماتے ہین

وفا پر اوسکی نازان ہو خدا کا جو نہین راقم
مبارک ہو مبارک تمکو ملنا ہمتو جاتے ہین

کسی دن سے تڑپتا ہے یہ بے تدبیر پہلو مین
ہوائے صید افگن مین دل نخچیر پہلو مین

اگر دل لینے آ بیٹھے کبہی بے پیر پہلو مین
ہمارا رنگ کیا ہو دل کی کیا توقیر پہلو مین

جلائین کیا کسی دل کو یہ اتنے بہی نہین نالے
کہ اپنے دل پہ کر جائین کبہی تاثیر پہلو مین

تصور جب ہم آغوشی کا ہوتا ہے شب غم مین
لگا لیتا ہون سینہ سے کوئی تصویر پہلو مین

جلانا خانہ دشمن اثر وان تک نہ جا پہونچے
وہین ہے دوست کا گہر نالہ شبگیر پہلو مین

جگر بہی دل بہی دونون بہہ گئی پہلو مین خون ہوکر
کہلے یہ حسرت و ارمان کی تقدیر پہلو مین

ادہر مژگان اودہر ابرو اور انکی وار مین مجہپر
کبہی برچہی ہے سینہ مین کبہی شمشیر پہلو مین

مزا مرنے کا آجائے چہری خود ہات سے پہیری
اگر بیٹہا ہوا قاتل دم تکبیر پہلو مین

غم فرقت مین سو جاتا ہون جب دل چہیر دیتا ہے
نشاط وصل کی لذت فزا تقریر پہلو مین

رکہین آباد پہلو مین بجائے دل غم دل کو
ملی ہے عشق کی سرکار سے جاگیر پہلو مین

نہین ہے دل نہو پہلو مین کچہہ ارمان نہین دلکا
ہزارو حسرتین خون گشتہ ہین جاگیر پہلو مین

ہم اپنے کوششون سے وصل کی صورت بناتے ہین
دل بیتاب ڈہا دیتا ہے سب تعمیر پہلو مین

نگہبان رخ کی زلفین ہین نظر بازونکو مشکل ہے
ادہر ہے طوق پہلو مین ادہر زنجیر پہلو مین

یہ سب تقصیر ہے دل کی یہی آتا ہے جاتا ہے
یہی کرتا ہے راقم آپ کو تشہیر پہلو مین

عام ٹہرے جب جفا لطف جفا کچہہ بہی نہین
قدر مرگ آشنا نا آشنا کچہہ بہی نہین

قاسم قسمت سے قسمت کا گلا کچہہ بہی نہین
مین گیا اوسوقت جب باقی رہا کچہہ بہی نہین

کوئی ہوگا جسنے لذت پائی ہجر یار مین
یان تو فرقت مین تڑپنے کی سوا کچہہ بہی نہین

کوئی مشکل ہے ہو مشکل اوسکو کرسکتے ہین سہل
سہل جو دشوار ہوا اوسکی دوا کچہہ بہی نہین

نامہ بر باتون سے تجہپر کہل گیا ہوگا ضرور
کچہہ تعلق دوست کو ہی مجہسے یا کچہہ بہی نہین

وصل ہونیکو ہوا خواہش رہی پہر وصل کے
نکلے اکثر دل کے ارمان پہر بہی کیا کچہہ بہی نہین

آج تیور بد ہین قاصد کے مجہے ہوتا ہی شک
محو صورت ہو گیا اس نے کہا کچہہ بہی نہین

جستجو سے پہلے ہی جو اک امید وصل دوست
سعی بے حاصل مین کہوی اور ملا کچہہ بہی نہین

بیوفا مین با وفا تم چہوڑ دو تکرار کو
تا بہیر دو دل کو مرے ابتک سنا کچہہ بہی نہین

لیکے خنجر آئے ہو تم جان لینے کو مری
ذبح کرنیکی خوشی ہے خونبہا کچہہ بہی نہین

مین وہ ناکام ازل ہون کاتب تقدیر نے
مجہسے پوچہا کیا لکہون مین نے کہا کچہہ بہی نہین

گل کو بو شاہد کو خو بلبل کو دی آہنگ خوش
ہمکو ناکام آرزو جسمین وفا کچہہ بہی نہین

نامہ بر کہتا نہین ہے مین خوشی سے مر نہ جاؤن
پوچہتا ہون مین خبر کہتا ہے کیا کچہہ بہی نہین

ہجر دیکہا ہجر کی راقم بلائین دیکہہ لین
اب تو جز اندیشۂ مرگ و فنا کچہہ بہی نہین

جب وہ ملجاتے ہین تنہا سر بازار کہین ۔۔۔ دیکھتے ہین مجھے پاتے نہین تلوار کہین

ایک دن لیے چلکے بس جان دل آزار کہین ۔۔۔ صبر آجائے ہمین مٹ چلکے تکرار کہین

ہمکو احسان مسیحا کا اٹھانا نہ پڑے ۔۔۔ کاش لگ جائے ٹھکانے دل بیمار کہین

آج پھر دیکھہ لیا دل نے خدا خیر کرے ۔۔۔ ایک تارا سا چمکتا پس دیوار کہین

ابتو ویرانہ بسنے لگا روتے روتے ۔۔۔ گھر کو جنگل نکرین دیدہ خونبار کہین

ہمکو دوزخ ملے جنت ملے سب کچھہ منظور ۔۔۔ یہ نہو دل ہے کہین ہم ہین کہین یار کہین

چھوڑ دین طور کا جانا کبھی موسی دیکھین ۔۔۔ جلوہ ہائے نگہہ شاہد بازار کہین

یہ قیامت وہ بپا کرتے ہین آتے جاتے ۔۔۔ دو کہین مر گئے تڑپا کئے دو چار کہین

غم کو خود مول لیا بیٹھے بٹھائے ہمنے ۔۔۔ اوس سے مانوس ہوئے جو ہی گرفتار کہین

گھر کو اتنا کسی غارت گر دل نے لوٹا ۔۔۔ بیٹھنے کو نرہا سایہ دیوار کہین

اوس نئے آنے کو کہا ہے مجھے ڈر ہے راقمؔ
یاد آئے نہ اوسے صحبت اغیار کہین

قتل کی طرز نئی کوئی ستمگر دیکھین ۔۔۔ چاک سینہ نہوا اور دل کو دو پیکر دیکھین

چاند کو دیکھ سکے کیون جو ہو خنجر دیکھین ۔۔۔ عید ہے ابروئے دلدار کے تیور دیکھین

مجھسے یہ ضد ہے اگر سایہ برابر دیکھین ۔۔۔ کبھی شمشیر کو دیکھین کبھی خنجر دیکھین

کینہ و مہر کا اندازہ برابر ہو جائے ۔۔۔ خنجر و دل مین اگر شوق برابر دیکھین

گو نہین کچھہ اثر سوز محبت لیکن ۔۔۔ اب بھی بات تو کہکے کبھی دلبر دیکھین

تم دم قتل نشاط دل مضطر دیکھو ۔۔۔ ہم تماشائے دل آزاری خنجر دیکھین

دلکو پھر ربط بڑھا اوس سے خدا خیر کرے ۔۔۔ جو ہمیشہ مہ نو دیکھ کے خنجر دیکھین

روز کی فتنہ گری کیون نہ محبت سمجہین
تمکو جب بے سبب آزار کا خوگر دیکہین

ہمتو جب تمکو کہرا داد وستد کا جانین
بے طلب بوسہ عنایت ہو مکرر دیکہین

ہم ہین اور ہمنفس چند تماشا ہو جائے
دل لیا کرتے ہین کس طرح ستمگر دیکہین

مین ستمگر تری شمشیر کے جوہر دیکہون
مرے ارمان نکلتے ہوئے اکثر دیکہین

کیون نہ سمجہین کسی ناکام کی تقدیر کہلی
جب کہلی دوش پہ ہم زلف معنبر دیکہین

آج پہر شکوہ کرین یار سے چلکر راقم
حال قسمت کا کہلے اپنا مقدر دیکہین

غضب ہے ادا چشم جادو اثر مین
کہ دل بس گیا بس نظر ہی نظر مین

شب وعدہ سات اونکو لائین گے گہر مین
ہم آنکہین بچہاتے ہوئے رہگذر مین

مرین ہی تو جاکر اوسی سر زمین پر
ملین خاک مین تو اوسی رہگذر مین

مرے قتل کو آئے اس سادگی سے
چہری ہات مین ہے نہ خنجر کمر مین

بہلایا غم دل نے شوق تماشا
کہ اب آنکہ کہلتی ہے دو دو پہر مین

گرانبار سب جلتے ہوئے ہم جفا سے
سبک ہی ہے اُتنے اوسکی نظر مین

کسی کو وہ مارین کسی کو جلائین
خدائی سی کرنے لگے ابتو گہر مین

موئے پر بہی کچہہ چین پایا نہ ہمنے
رہی جان اٹکی اوسی عشوہ گر مین

تہکے ہمتو بس التجا کرتے کرتے
گئی عمر سُن سُن کے شام و سحر مین

نمک بہی چہڑک رکہو پیکان پہ تہوڑا
کہ لذت بڑہے اور زخم جگر مین

ہم ایسے ہوئے دیکہہ کر محو حیرت
خبر ہی نہین کون آیا ہے گہر مین

غم دل نشانی ہے فرقت کی راقم
اسے رکہہ چلو اونکی دیوار و در مین

ستم کے واسطے اچھا ہون کام کا ہون مین
کہ ہات مفت مین آتا ہون کیا بُرا ہون مین

خضر کی زیست نہ دینا یون ہی بہلا ہون مین
خجل فنا سے نہ شرمندۂ بقا ہون مین

بتاؤن کیون کسی صورت پہ مبتلا ہون مین
جتا کے کس لئے لذت کش جفا ہون مین

وفور شوق نے یہ حیرتی کیا مجھکو
کہ نامہ بر کو گلے سے لگا رہا ہون مین

سلام زیست کو ایسی مجھے نہین درکار
بقا کی بدلے فنا روز دیکھتا ہون مین

سنان تیر نے لذت جگر مین وہ دی ہے
کہ اور زخم کا مشتاق ہو رہا ہون مین

غم فراق سے سو بار مر چکا تھا مین
غم زمانہ اُٹھانے کو بچ رہا ہون مین

نوید وصل کی کیون روز دل کو دیتا ہون
یہ آگ کیون نئے سر سے لگا رہا ہون مین

غم فراق نے یان تک گھلا دیا راقم
کہ آئینہ مین فقط عکس بے ضیا ہون مین

فریب وعدہ دلدار کھا رہا ہون مین
شکیب دیدہ و دل کو لٹا رہا ہون مین

جہان مین کوئی بھی مجھسا نہ بدگمان ہوگا
کہ آپ شک سے اپنے کھٹک رہا ہون مین

شب وصال مین اندیشہ سحر گویا
شباب عمر مین پیری کو دیکھتا ہون مین

خدا کرے نہ سنے کوئی گفتگو میری
کہ شکوۂ سنجیٔ اغیار کر رہا ہون مین

تمہارے روز کے وعدے مین میرا یہ احوال
کہ ایک دم کی جدائی سے کانپتا ہون مین

بڑھا دیا مری جرأت کو اوسکی تمکین نے
رہین شرم ہون منت کش حیا ہون مین

اشارے دور سے ہونے دے کچھ نکہہ آ دل
ابھی تو رنگ محبت کو دیکھتا ہون مین

خدا کی شان وہ پوچھین مزاج کیسا ہے
مین اون سے یہ کہون بس آپکی دعا ہون مین

ذرا تو صبر کرو حال دل بھی کہہ دون گا
ابھی تو زخم جگر کو دکھا رہا ہون مین

مزاج پوچھنے آئے سمجھہ لیا جب خوب
ہوا جہان مین کوئی دن کی کہار ہا ہوئین

وہ ایک لذتِ امید بہی گئی راقمؔ
یہ جب سے جان لیا درد لادوا ہون مین

رہ گیا ٹوٹ کے گر تیر کا پیکان دل مین
تا دمِ مرگ رہا یار کا احسان دل مین

ایسے چپ چاپ چلے آئے مری جان دل مین
لذتِ شوق کے یون ہی رہے سامان دل مین

پہر جنون کی مجھے آثار نظر آتے ہین
کہ کھٹکنے لگا ہر خارِ بیابان دل مین

سوزِ دل کاہشِ جان نالہ و اندوہ و غم
جمع سب بہ ہمی دل کے ہین سامان دل مین

سونچتا کیا ہے ستمگر دمِ ناوک فگنی
کون رکہے گا ترے تیر کا پیکان دل مین

کوئی دم جاتا ہے پہر ٹوٹینگے دل کے ٹانکے
کیون رفو کرتی ہے تو سوزنِ مژگان دلمین

لو یہ خنجر بہی ہے تلوار بہی ہے مین بہی ہون
اب نہ رہ جائے تمہارا کوئی ارمان دل مین

بس سمجھہ جاؤ رقیبون سے نہ صحبت رکہو
یہ برے لوگ ہین تم ہوگے پشیمان دل مین

اونکو اغیار سے فرصت نہین آنا کس کا
کیون کئے بیٹھے ہین ہم وصل کا سامان دلمین

ناصحا اب کے اگر ہات مین آجائے دل
کوئی کافر ہی رکہے مہرِ حسینان دلمین

عشق کو کہیل سمجھہ رکہا تہا تمنے راقمؔ
خوب آخر کو پشیمان ہوئے نادان دل مین

مین ہی ایک دستِ ستمگر کے سزاوار نہین
قیس و فرہاد بہی لذت کشِ آزار نہین

آج آتے ہین مرے شکوؤن کا لینے وہ حساب
خیر ہے ہات مین اونکے کوئی تلوار نہین

ایک بوسہ پہ یہ تکرار ہے ہمسے صاحب
غیر کچھہ مانگ لے تمسے تمہین انکار نہین

کوچہ یار ابہی دور ہے دل بیٹہہ گیا
دشت مین دیکہنے کو سایہ دیوار نہین

دلِ ناکام کو گریہ سے ہو تسکین کیونکر
قطرۂ اشک مین بہی جلوۂ دلدار نہین

قیمتِ بوسۂ لب آپ بڑہاتے کیون ہین
مین ملاقات کا سائل ہون خریدار نہین

ایک محرومی سے محرومی ہے اللہ اللہ
قبر کے واسطے بہی کوچۂ دلدار نہین

مجھسے نفرت بہی لذت کش آزار تو ہون
غیر پہر غیر ہے وہ خوگر آزار نہین

ایک بوسہ کی عوض مانگتے دل ہو سمجھو
یہ سبک بات ہے تم شاہد بازار نہین

جوشِ مستی مین چلے آئے کہان تم راقم
یہ تو مسجد ہے چلو خانۂ خمار نہین

وابستہ دامِ یار نہ بندِ قفس مین ہون
دل خانہ زادِ زلف ہی ہین دلکے بس مین ہون

سیر و بہار و جلوۂ گل کی ہوس مین ہون
واحسرتا قفس مین ہون اور کس برس مین ہون

جاتے ہین گہر عدو کے وہ اس شان سے کہ مین
فتراک مین پہنسا ہوا گام فرس مین ہون

تصویرِ یار دل مین ہے اور دل ہے محوِ حسن
دل شاد کام وصل ہے مین کس ہوس مین ہون

مقصود یاد غیر ہے کرتے ہین میرا ذکر
گویا کہ فالِ نیک مین اونکی ہوس مین ہون

بس اے ہجومِ درد مجہے اب تاب نہین
محوِ خیالِ صورتِ فریادرس مین ہون

یارب شبِ وصال مین یہ وہم و اضطراب
اندیشۂ رقیب و صدائے جرس مین ہون

ارمان غیر بن کے رہون دل مین یار کے
اس پیچ و تاب و شوق امیدِ نفس مین ہون

پیتے ہین مے وہ دیکہہ کے ہے سوئے ظن کہ مین
شاید کہ موجِ بادۂ انگور رس مین ہون

اوسکو خیال اور مجہے اوس کی آرزو
اوسکو ہوائے غیر ہے مین کس ہوس مین ہون

حسرت تو نکلے دل کی تماشا ہی کیون نہو
وہ آئین مجکو دیکہنے اور مین قفس مین ہون

اس رشک کا بُرا ہو کہان لیگیا مجہے
دودِ چراغِ بزمِ شبِ بوالہوس مین ہون

مین ہون اسیر زلف مجھے دیکھتے ہین لوگ
وہ خار ہون کہ دیدۂ اہلِ ہوس مین ہون

وہ دل مین آئے بیٹھے ہین یہ طرفہ ماجرا
میرے اسیر وہ ہوئے ہین او انکے بس مین ہون

لاکھون فدائے حسن ہوئے اور مر گئے
مین کس خیالِ خام مین ہون کس ہوس مین ہون

فکر جفائے یار نہ غم دل مین بعدِ مرگ
آسودگی سے خانۂ بے خار و خس مین ہون

راقم وہی کشاکشِ الفت ہے اور مین
دل کوچۂ صنم مین ہے اور مین قفس مین ہون

ایمائے ستم چشم صنم یون ہی ہوئے جائین
کچھ چھیڑ چلی جائے کرم یون ہی ہوئے جائین

ذرہ دیدہ نگاہون سے ستم یون ہی ہوئے جائین
قربان نگہہ ناز کے ہم یون ہی ہوئے جائین

تم طرۂ طرار کو دو داور یون ہی خم
ہم بستۂ زنجیر ستم یون ہی ہوئے جائین

دل ہات مین ہے آپکے اور دل مین ہے امید
تم ہات ملے جاؤ ستم یون ہی ہوئے جائین

تم ذبح کئے جاؤ چھری کند چلی جائے
ہم داد دئے جائین کرم یون ہی ہوئے جائین

دیکھین تو سہی کعبہ و بتخانے مین کیا ہے
کیون معتقد اہلِ حرم یون ہی ہوئے جائین

مستانہ نگاہون سے کئے جاؤ اشارے
لاکھون سرِ عشاق قلم یون ہی ہوئے جائین

وعدے ہی کئے جاؤ اگر آ نہین سکتے
تسکین تو ہو کچھ دردِ الم یون ہی ہوئے جائین

مرنا تو مسلم ہے نہ یہ مرگِ تماشا
انگشت نما غیر کے ہم یون ہی ہوئے جائین

کس کس کے تصور مین فنا جان کو کر دین
کس کس کے تصور مین عدم یون ہی ہوئے جائین

کچھ کام نکل آئیگا یون ہی کبھی اے دل
خونابہ فشان دیدۂ نم یون ہی ہوئے جائین

باقی نرہے کوئی ستم کوئی تغافل
تجکو تری نازش کی قسم یون ہی ہوئے جائین

آفت کا تبسم ہے غضب کا ہے اشارہ
مر جائے کوئی نا وک ستم یون ہی ہوئے جائین

آہنگ سے ہے دلکش نہ زبان شوخ ہے راقم
کیون محو سخن اہل کرم یون ہی ہو جائین

دل بدگمان نہو کہ بکان او رکین نہین | مانا کہ جلوہ گاہ جہان آفرین نہین
غیرون سے وعدے کرتے ہو ہمسے نہین نہین | کہتے ہو پہر کہ تفرقہ مہر و کین نہین
دل ڈہونڈتا ہے پہر وہی تکرار گفتگو | ہم اون سے التجا کرین اور وہ نہین نہین
سچ ہے کہ بندگی کو کوئی سجہا چاہیے | شایان آستان مری لوح جبین نہین
کس کو بلائین جسکو یہان تک ہے احتیاط | وقف خیال خاطر اندوہ گین نہین
جب تم نہین تو وعدہ سے تسکین دل کہان | پہ کچہ انتظار عشرت جان حزین نہین
اللہ رے چشم ناز تری سحر سازیان | عالم کو قتل کر دیا اور شرمگین نہین
اب قدر تیری دیدہ خونبار ہو چکی | ایک بوند بہی لہو کی سر آستین نہین
مانا کہ آپ زہرہ ہین غمزے اٹہائے کون | انسان ہون مین فرشتہ عرش برین نہین
دیکہا ہوا ہے اپنا وہ باغ نعیم و خلد | جز انبساط خاطر ارباب دین نہین
بے مائگی نے اور بہی ہمکو مٹا دیا | وہ آئے گہر مین اور مرے آستین نہین
حسن و جمال شاہد خلد و ارم ضرور | لیکن ادائے شعلہ رخان زمین نہین

راقم یہ کیا ہے گردش لیل و نہار مین
اب بزم عشق مین کوئی سند نشین نہین

دیتے ہین دل بہی ہم تو کوئی پوچہتا نہین | کہتے ہین لوگ غمزدہ ہے کام کا نہین
خنجر سے منہ چہپائین یہ شرط حیا نہین | مرنے سے جی چرائین یہ رسم وفا نہین
کس کا اثر کہان کی دعا کیسا مدعا | وان تو در قبول ہے ابتک کہلا نہین

ہمنے ہی اوس کو اور بہی مغرور کر دیا — کہہ کہہ کے منہہ پہ تجہسا کوئی دوسرا نہین

زاہد نجات کے لئیے طاعت نہین ضرور — کچہہ بندگی ذریعہ عفو خطا نہین

میری شکایتون کا زمانے برا کوئی — آزردہ خاطری مین کسی کا گلا نہین

غیرون نے اوسکی خو کو بگاڑا ہے اور ہی — مین جانتا ہون خوب ستم آشنا نہین

مطلب کی اپنے سنتے ہین اور میرا دعا — یون سنکے ٹال دیتے ہین گویا سنا نہین

پہلو مین دل نہین کہ کسی سے لگائیے — ایک بوند بہی لہو کی سوا اوسکا پتا نہین

دل فتنہ جو ہے آپ کا اور آپ ناز خو — تم باوفا سہی وہ وفا آشنا نہین

میری شب فراق بہی کیا عمر خضر ہے — پی کر مرا لہو وہ بڑہی انتہا نہین

رقم جفائے یار کا کرتے گلا مگر
مجبور ہین کہ خاطر عشرت فزا نہین

کہتے تہے آپ عشق کا خوگر نہین ہون مین — وہ مضطرب ہے آج کہ مضطر نہین ہون مین

شایان مہر گر تری دلبر نہین ہون مین — کیا درخور ستم بہی ستمگر نہین ہون مین

اغماض بوسہ کرتے ہو پروا نہین مجہے — آب بقا کا تشنہ سکندر نہین ہون مین

اس بیخودی نے مجکو تماشا بنا دیا — اندر ہون گہر کے اور پہر اندر نہین ہون مین

تقریب تیری یاد کی ہے چاند دیکہنا — مشتاق جلوۂ مہ و اختر نہین ہون مین

دن رات کیون جلاتی ہے آتش فراق — ہون تفتہ دل ضرور سمندر نہین ہون مین

خنجر کو روک لیتے ہو کیون شوخیون سے تم — کیا آشنائے لذت خنجر نہین ہون مین

ہے عشق رہ نما مجہے آسان ہے سعی دشت — محتاج دستگیری رہبر نہین ہون مین

دشمن کی ضد سے تم نہ مجہے آنکہ سے گراو — دُردِ خراب پیالہ و ساغر نہین ہون مین

وہ رنگ مین نہین کہ مٹا لے مجھے کوئی
نقش وفا ہون حرف مکرر نہین ہون مین

کیا قہر ہے مغان تری خشت شراب مین
ظالم غلام ساقی کوثر نہین ہون مین

رشک عدو نے دیکھئے ڈالین خرابیان
اکثر تمہارے دل مین ہون اکثر نہین ہون مین

یارب بان شکوہ ہے پر کہولتا نہین
شایان شکوہ ہاے مقدر نہین ہون مین

بیٹھا ہون رہ گزر پہ مجھے کیون کوئی اٹھاے
رستہ مین کچھ پڑا ہوا پتھر نہین ہون مین

راقم یہ شوخ شوخ سخن اور کہتے ہوئے
ہوتا ہون مین اسد کا سخنور نہین ہون مین

آجاؤ چلئے پہرنے گلگشت کو چمن مین
پہولے نہین سماتے گل اپنے پیرہن مین

دل مانگتے ہین مجہسے ایک طرز شوخ تن مین
اور دیکھتے نہین ہین گیسوے پرشکن مین

سمجھے نہ تہے فرشتے صورت پرست مجکو
تصویر یار نکلی لپٹی ہوئی کفن مین

دی ہی ستمگرون کو تو نے دراز دستی
دیتا ہمین بہی کوئی ایسی زبان دہن مین

ہم دیکھتے ہین کچھ دن اس ربط کا تماشا
ہوتی ہین آبروئین غیرون کی انجمن مین

اے تیرہ شام فرقت بس چھوڑ میرا دامن
اب ڈہونڈلے کسی کو یاران ہموطن مین

کہا گئے دماغ ظالم منکر نکیر دونون
کام آگئی لحد مین صہبا بسی دہن مین

ہوتا ہے خوش وہ اکثر دیوانہ گفتگو سے
مین بہی کہونگا مطلب کچھ اپنے مستین مین

گفتار سے دکھاؤ تم شوخیان زبان کے
رفتار سے کرو تم پامال بانکپن مین

مر کر بہی ہم نہ چھوٹے اس کشمکش سے غم کے
دل ہے لحد مین مضطر اور آرزو وطن مین

غیرونکو ہنستا دیکھین وہ دل کہان سے لائین
آشفتہ خاطری سے کیا بیٹھین انجمن مین

دل ہاتھ سے نہ دیتا کیا جانتا تہا راقم
جادو بہرا ہوا ہے اوس چشم سحر فن مین

دیتے نہین وہ مجکو پیمانہ انجمن مین
کہلنے نپائے الفت بیگانہ انجمن مین

پہرتا ہے آج ساقی مستانہ انجمن مین
مین ہی ہون گا پہلے دیوانہ انجمن مین

تو درد آشنا ہے مین درد دل کہونگا
اے عندلیب لے آ کاشانہ انجمن مین

ہنگام بے حجابی یہ شمع بہی بجہا دو
رہنے نپائے کوئی بیگانہ انجمن مین

تیر نظر ہین اوسکے دونون چہدے ہین
دیوانہ رہگذر مین فرزانہ انجمن مین

اوس بے وفا کے لیے کی کچہہ قدر میری ہوگی
پروانہ جان دیگا مردانہ انجمن مین

تم کیا گئے یہان سے مرنے پہ حسرتون کے
ہر سو برس رہا تہا ویرانہ انجمن مین

جلتا ہون اس وفا پر کرتا ہے کس خوشی سے
تقلید عشق میری پروانہ انجمن مین

افسوس تم کروگے روئیگی شمع محفل
جب چہڑ گیا ہمارا افسانہ انجمن مین

کچہہ چہوڑ جاؤ راقمؔ انداز خوش بیانی
ہوتا رہے تمہارا افسانہ انجمن مین

تکرار لطف دے گئی دور شراب مین
جی جانتا ہے دیکہا ہے جو جو عتاب مین

کیا مستیان ہین اونکو غرور شباب مین
ڈوبے ہوئے ہین حسن کی گویا شراب مین

دل لیتے ہین نظر سے نظر ہے حجاب مین
کیا بے حجابیان ہین حجاب نقاب مین

بجلی گرا رہے ہین نگاہین نقاب مین
وہ کام کر رہے ہین جو دل التہاب مین

جو شورشین ہین ہجر مین دوزخ مین کہان ہین
لذت ہے التہاب مین رحمت عذاب مین

شوخی تو دیکہئے مرے حسن طلب کا نون
قاصد کو دیدیا ہے کتر کر جواب مین

ہم نے تو کام کر لیا اپنا کسی طرح
اب کچہہ ہی تم کہا کرو جوش عتاب مین

وعدہ وفا ہو خواب مین اسکے یہ بیٹہے ہین
بیتابیون مین شب کٹے دن اضطراب مین

فانوس کی سایہ مین مر کے آگیا ؤ رات کو
آئی آگرہی شرم شب ماہتاب مین

ظالم شب وصال مین اتنا تو کر فلک
تاخیر ہو سحر مین و رنگ آفتاب مین

غیرون کو سات لائے ہو اس انجمن کی جاے
گہر مین مرے نہ دل مین نہ چشم پر آب مین

آزار یار و جور زمانہ بہگت چکے
اب کیا دہرا ہے پرسش روز حساب مین

دوزخ مین بہی یہ آگ نہو گی خدا گواہ
گرمی سے گرمی ہے نفس شعلہ تاب مین

اپنی تو مرگ و زیست فرشتون کے ہات ہے
جو چاہتے ہین لکہتے ہین فرد حساب مین

میری سُنی نہ اپنی کہی اُٹہہ کہڑے ہوئے
آئے تہے مضطرب سے گئے اضطراب مین

سب کچہہ کہا کہا نہ کہا اون سے مدعا
کچہہ ہات پانو بہول گئے اضطراب مین

کس پر گیا ہے دل مرا تو دیکہکر مدام
مُنہ اپنا دیکہتا ہے جو خنجر کی آب مین

اس مہر و کین کے ناز سے کیا وصل کی امید
کینہ نظر مین جس کی تبسم عتاب مین

پرسش ہو جب گنہ کی بُرا کچہہ کیا ہو کام
آنکہین فقط لڑائی مین کچہہ دن شباب مین

کس کو غرض سنے جو تمہاری بُری بہلی
جیسی کہو گے ویسی سنوگے جواب مین

کہہ دینگے یاد کس کو ہے ہنگام بازپرس
کیا کیا کیا ہے پیری مین کیا کیا شباب مین

راقم ستیزہ کاری اصنام دیکہنا
ایک ایک خدا بنا ہے جہان خراب مین

ہمین کیون یہ اہل حرم دیکہتے ہین
خدا جانے کیا چیز ہم دیکہتے ہین

جہان کوئی بیت الصنم دیکہتے ہین
تجہے تیرے سر کی قسم دیکہتے ہین

چلے جاتے ہین روز مشتاق تیرے
تماشا یہی روز ہم دیکہتے ہین

رقیبون سے ملنے کا انجام کیا ہو
ابہی کوئی دن رنگ ہم دیکہتے ہین

یہی زلف آخر گلوگیر ہو گی — جسے آج پر پیچ و خم دیکھتے ہین
کبھی جا نکلتا ہون صورت کدہ مین — مجھے رشک سے سب صنم دیکھتے ہین
بس اب اوسکی خلوت کا جانا ہی چھوٹا — عدو میرے نقش قدم دیکھتے ہین
نمانے گے اے دل تری بات ہرگز — تجھے دوستدار صنم دیکھتے ہین
کئی دن سے بگڑی ہے پہر دل کی حالت — کئی دن سے پہر چشم نم دیکھتے ہین
بلا ہین خدا لے یہ شوق طبیعت — کہ دل کو ہوائے صنم دیکھتے ہین
غضب ضد ہے مجھسے جہان مجکو دیکھا — وہ مڑ مڑ کے تیغ دو دم دیکھتے ہین
قیامت کے فتنے وہ فتنے نہین ہین — کسی کے جو زیر قدم دیکھتے ہین
کبھی سر اوٹہاتے ہین اندوہ غم سے — وہی شام غم شام غم دیکھتے ہین
نہین یاد اب تو گناہون کی گنتی — فراوان فراوان کرم دیکھتے ہین
مزا اب تو دینے لگی نامرادی — الم پر الم غم پہ غم دیکھتے ہین
مزا ہمنے صورت پرستی کا چکھا — کہ اب اپنی صورت کو ہم دیکھتے ہین

وہ آنکھون سے کبہی تمکو دیکھینگے راقم
جو ہر وقت اپنے قدم دیکھتے ہین

مے پئے ایسے وہ مستانہ بنے بیٹھے ہین — اب چھلک جائینگے پیمانہ بنے بیٹھے ہین
شمع سان آج وہ جانانہ بنے بیٹھے ہین — ہم سے جانباز بھی پروانہ بنے بیٹھے ہین
لوٹ کر مجکو متاع دل و ایمان لیکر — کیسے چپ چاپ خموشانہ بنے بیٹھے ہین
آج ان بن ہوئی دشمن سے جو آشفتہ مزاج — سر کھلے صورت دیوانہ بنے بیٹھے ہین
مجھپہ ایسا ہو دلداری دشمن کھل جائے — کیا الگ غیر سے بیگانہ بنے بیٹھے ہین

مفت ملجائے تو کعبہ مین پلین یہ واعظ
یان حریف مے و میخانہ بنے بیٹھے ہین

ہم بہی کہنے کو ہین کچہہ دل کی کہانی اپنی
وہ اگر سننے کو افسانہ بنے بیٹھے ہین

اس تمنا مین کہ دیکہین کبہی صورت انکی
پاسبان در جانانہ بنے بیٹھے ہین

آج بنجائے گی دل پر کہ وہ آرائش سے
مثل تصویر صنم خانہ بنے بیٹھے ہین

اور نہ اب قدر محبت کی کہلے گی وہ بہی
دل دیئے غیر کو دیوانہ بنے بیٹھے ہین

غیر پہر غیر ہین غیرون سے وفا کی امید
آپ کس شمع کے پروانہ بنے بیٹھے ہین

دیکہتے ہی کرم پیر مغان کی وسعت
ہم گدائے در مے خانہ بنے بیٹھے ہین

شامت آجائیگی راقم جو انہین چہیڑ دیا
وہ بہرے بیٹھے ہین مستانہ بنے بیٹھے ہین

مشق جفائے نازش اہل جفا ہون مین
وہ درد ہون کہ درد کی اپنے دوا ہون مین

بیتابی فراق سے گہبرا رہا ہون مین
کتنا وفائے عشق سے نا آشنا ہون مین

صورت سے کوئی دیکہ لے صورت سوال ہے
تصویر آرزو ہون تمنا لقا ہون مین

کچہہ آن تجہہ مین دیکہہ کے کچہہ بات دیکہکر
کشتہ نگاہ ناز کا تیری ہوا ہون مین

غیرون کو بہی نصیب ہو جب بوئے زلف دوست
کیونکر رہین منت باد صبا ہون مین

تم اپنی چشم ناز کو افسون سکہا رکہو
مشتاق شوخی نگہہ سرمہ سا ہون مین

احسان چارہ سازی عیسی اٹہائے کون
ناخن سے اپنے زخم کی کرتا دوا ہون مین

ہان چشم رخنہ ساز اشارات تیز تیز
ہان امتحان ہو آج حریف ادا ہون مین

تقریب وصل یار سے او سیر گلی دراز
کیا سادہ دل ہون غیر کے جا کر رہا ہون مین

راقم عبث ہے شکوہ بے مہری صنم
اپنے کئے کے آپ سزا پا رہا ہون مین

جگر میں جمع تیر فلک کے پیکان ہوتے جاتے ہیں
شہادت کو ستم کی خوب سامان ہوتے جاتے ہیں

خلش تلووں میں ہے گردش کے سامان ہوتے جاتے ہیں
پھپولے دعوت خار مغیلان ہوتے جاتے ہیں

وہ اب انگشت ہے اپنے پشیمان ہوتے جاتے ہیں
صبا کی شوخ دستی سے جو عریان ہوتے جاتے ہیں

جفا سے جور سے اپنے وہ شادان ہوتے جاتے ہیں
اگر کہئے تو کہتے ہیں کہ ہاں ہاں ہوتے جاتے ہیں

دعا بھی مانگنی چھوڑی دعا کا رنگ یہ دیکھا
مرے ارمان دل غیروں کے ارمان ہوتے جاتے ہیں

نشان گور کہن باقی نہ نام قیس صحرا میں
ہماری گرم رفتاری کو میدان ہوتے جاتے ہیں

ہمیں بھائی ہے وہ صورت جسے دلگیر کہتے ہیں
کہ کافر چھوڑ کر ایمان مسلمان ہوتے جاتے ہیں

نہ چھوڑی گل رخوں نے بعد مردن جلوہ آرائی
لباس گل میں آتے ہیں گلستان ہوتے جاتے ہیں

خدا رکھے سلامت جتنے خم گیسو میں پڑتے ہیں
ہماری جان کو زنجیر زندان ہوتے جاتے ہیں

نہیں ملتے وہ غیروں سے تو پھر کیوں ہے یہ طعنہ زن
پریشان دل کو کرتے ہیں پریشان ہوتے جاتے ہیں

کہے دیتے ہیں ہم تم سے تغافل چھوڑ دو ورنہ
تمہارے اگلے پچھلے دور احسان ہوتے جاتے ہیں

محبت تم سے کی ہم نے خطا کی دل کو کھو بیٹھے
وہ دن اب یاد آتے ہیں پشیمان ہوتے جاتے ہیں

ہمیں شیدا تھے اب تک آپکے یاد ش بخیر اب تو
مبارک ہو تمہارے اور خواہان ہوتے جاتے ہیں

خبر ہے امتحان راقم کا لینے شوخ آئے گا
سوئے مقتل ہزاروں جمع انسان ہوتے جاتے ہیں

وہ سن سنکر مرے نالوں کو شادان ہوتے جاتے ہیں
مرے نالے بھی اب مرغ گلستان ہوتے جاتے ہیں

سنا ہے اب وہ ہندو سے مسلمان ہوتے جاتے ہیں
ستم کے اور شاید اونکو ارمان ہوتے جاتے ہیں

وفا ہوتی نہیں اور عہد و پیمان ہوتے جاتے ہیں
خیال غیر میں اقرار نسیان ہوتے جاتے ہیں

ستم کی حد بھی ہوتی ہے بس اب جانے دو بازآؤ
جراحت شکوہ سنج نوک پیکان ہوتے جاتے ہیں

خرامِ ناز کی مستانہ شوخی ایک تماشا ہے — کہ داماں وصبا دست و گریباں ہوتے جاتے ہین

گریبان کو سینے مین کو دیکھین جیب کو ٹانکین — گریبان مین اور دامن گریبان ہوتے جاتے ہین

شکایت میری کرتے ہین گلہ مجھسے ہی سنتے ہین — پریشان مجھکو کرتے ہین پشیمان ہوتے جاتے ہین

خیال آتا ہے جب دل مین تری بے اعتنائی کا — جگر مین خون حسرت دل مین ارمان ہوتے جاتے ہین

مرے نالے تماشا ہین مری تصویر بن بن کر — نگاہو نمین کسی کی چشم حیران ہوتے جاتے ہین

مراحل عشق کے پہلے بہت دشوار ہوتے ہین — مگر دشوار بنتے بنتے آسان ہوتے جاتے ہین

یون ہی فن گرتے جاتے ہین خبر اون تک نہین ہوتی — عبث ہم بندۂ احسان زبان ہوتے جاتے ہین

خرام اوسکا ادا اوسکے کوئی پوچھے مرے دل سے — فدا ناز قدم پر دین و ایمان ہوتے جاتے ہین

جلانا چھوڑ دو اب جوہر بیداد کہلتے ہین — یہ پہلو دل کے جل جل کر چراغان ہوتے جاتے ہین

یہی چرچا سخن کا ہے تو کچھ ہو جاؤ گے راقم — دبستان کہلتے جاتے ہین سخندان ہوتے جاتے ہین

قیامت سی قیامت ہے بلا سی ہے بلا گھر مین — شبِ فرقت مین وہ مجھپر ہے جو ہوتا ہے محشر مین

لہو کی اب وہ حالت ہے دل بیتاب و مضطر مین — کہ گل پر رقص شبنم جلوہ خورشید انور مین

نہین کرتے اثر یا رب مزاج کینہ پرور مین — وہی نالے مین جو تاثیر کر جاتے تھے پتھر مین

اوتارا تن سے سر قاتل نے عادل سے نکلی ہے — سبک جا مین گئے مرقد مین سبک اٹھین گے محشر مین

سنبھل کر قتل کرتے ہین شہادت کو نہ رہ جائے — کوئی دہبا لہو کا گوشہ دامانِ خنجر مین

عبث خنجر اٹھاتے ہو سرے مرنے کو کافی ہے — اجل اس کج نگاہی مین قضا آشفتہ تیور مین

ہمین تدبیر سوجھی تھی کسی کے ذہن مین کہ مین خط — دہان نکلی ہزارون خط دہکر ہر دو ذقن مین

کوئی مہمان رہا ساقی ہوئی ہے مجلس آرائی — نشان صحبت شب ہے تری چشم فسون گر مین

کسی نے پی ہے ساغر مین کسی نے منہ لگایا ہے
خط ساغر ہے یون صہبا مین گویا بال ساغر مین

لہو تھوڑا چھٹا دو غیر کا تم اپنے خنجر کو
مری عشرت تماشا ہو دم تکبیر خنجر مین

یہی کہتا رہا ظالم یہان سوئین وہان سوئین
یون ہی گزری شب عشرت اٹھا نے دھر لیے بستر مین

تمہارا واسطہ ہے جو سر تسلیم رکھتے ہین
وگرنہ سنگ در پتھر ہے کیا رکھا ہے پتھر مین

ہوس پیشہ تماشائے ہزارون لٹتے جاتے ہین
نہین لگتی طبیعت اپنے راقم کوئی دل بر مین

محبت دی تو ایسی کی محبت دی مقدر مین
نہ تو دیکھکر دیکھی جو صورت آب خنجر مین

لہو کہتے ہین جسکو وہ کہان شیدائے مضطر مین
برنگ خون چھلکتا ہے غم دل دیدہ تر مین

لب غیر آج تھا ساغر پہ وہ در آتش تر مین
کہ موج مے گریزان ہے لب ساغر سے ساغر مین

ہوا کرتی ہے نفرت بھی نہ یہ نفرت قیامت کے
کہ سایہ مجھسے رہتا ہے گریزان کوئی دل بر مین

نہین معلوم کس کس کا لہو خنجر نے چاٹا ہے
کہ ہر جوہر برنگ گل ہے موج آب خنجر مین

مسرت وصل کی کیا ہو جو گزرے باتون باتون مین
خیال شام فرقت مین پیام صبح خاور مین

گوارا اسکو ہو ساقی یہ بوئے غیر صہبا کے
کسی نے پی ہے ساغر مین جو بو ہے غیر ساغر مین

گئے پہلو سے تم کیا گھر مین ہنگامہ تھا محشر کا
چراغ صبح گاہی مین جمال شمع انور مین

مسرت دل کی کہتے ہے کہ منہ سے شمع محفل کے
برابر پھول جھڑتے ہین کوئی آنیکو ہی گھر مین

ہمارے وصل کی شب بھی عجب تشویش مین گزری
تلاش وصل مین دل تھا نگاہین صبح خاور مین

نہ تم ضد اپنی چھوڑ دگے نہ ہمسے وضع چھوٹیگی
چلو بس ہو چکا ملنا نہین ملنا مقدر مین

کچھ اوسکے دل مین ذکر وصل ایسا چپکے بیٹھا ہے
وفا مضمر معانی مین معانی وقف مصدر مین

تقاضا سنکے کہتے ہین یہ صورت ہے بلانے کی
کوئی تنہ پہلے بنوائے بلائے پھر ہمین گھر مین

ہوا ہے ذوق آرائش کا پہر اوس حسن آرا کو
کوئی دیدے اوٹہا کر آئینہ دست سکندر مین

اگر ہم تم سلامت ہین کبہی کہل جائیگی قسمت
ابہی ج ور لیالی مین ہین گردش کے چکر مین

جلاتا ہے مجہے یہ ماہ سے مہتاب بن بنکر
گزرتی ہے قیامت مجہپہ یاد روے دلبر مین

ہمین نسبت ہے جنت سے کہ ہم بہی نسل آدم ہین
ہمارا حصہ راقم ہے ارم مین حوض کوثر مین

کیا امید ان سے یہ کیا اہل جفا دیتے ہین
ہم سے دل لیکے ہوا ہمکو بتا دیتے ہین

کہتے ہین دینے کو وہ دیکہیے کیا دیتے ہین
وہ بہی ہان دیتے ہین یار فو جزا دیتے ہین

روز اقرار کیا کرتے ہین جہوٹے سچے
ٹالے بالے یون ہی دن رات بتا دیتے ہین

ایسے اوچہون سے تو بوسہ بہی نہ مانگے کوئی
دن مین سو بار جو احسان جتا دیتے ہین

آج کہولے ہوئے بیٹہے ہین وہ زلف مشکین
مژدہ تجکو نفس باد صبا دیتے ہین

ہمتو ایک چیز کے سائل ہین اگر تم دیدو
کچہہ نئی بات نہین اہل سخا دیتے ہین

شوخ باتین بہی کیا کرتے ہین معشوق مگر
تم سے شاہد نہین جو دل کو دکہا دیتے ہین

جی مین ہے ان سے کہین وصل کسی دن ٹہرے
دیکہیے سنکے جواب اوسکا وہ کیا دیتے ہین

ہمتو ناکام چلے تم کو مبارک عشرت
خالی میدان تمہین اہل جفا دیتے ہین

نامہ بر رات کو جا روزن دیوار سے جہانک
دیکہیو وہ کسے آغوش مین جا دیتے ہین

کچہہ غضب چال چلا کرتے ہین بحشر رفتار
ہر قدم خاک مین عاشق کو ملا دیتے ہین

ان حسینون کی خوشامد نہین اچہی راقم
جانتے ہو کہ یہ کچہہ دم کی سوا دیتے ہین

ہمنشین آئینہ جب اونکو دکہا دیتے ہین
اور بہی صورت تصویر بنا دیتے ہین

جس سے ہم بات کرین اسکو ہنسا دیتے ہین
اون سے جب ملتے ہین وہ ہمکو رلا دیتے ہین

خواب مین اون سے ملین فال مبارک ہمہیں
لوگ تعبیر مگر الٹی بتا دیتے ہین

جان پیاری ہے تو الفت سے کبھی بس بجاے
غیر ہو کوئی ہو ہم عام صلا دیتے ہین

سنتے ہین نالون سے تسکین ہوا کرتی ہے
یان تو کمبخت سوا آگ لگا دیتے ہین

جانے کا ڈھونڈھتے ہین وہ تو بہانہ شب وصل
خوش نوایان سحر شور مچا دیتے ہین

بیوفا ہین نہ وہ بدعہد مگر سفلہ مزاج
دل سے کرتے نہین جو منہ سے سنا دیتے ہین

ہم انہین راہ پہ لاتے ہین مگر محرم راز
شاخ مین شاخ نئی اور لگا دیتے ہین

گرمئ ہجر سے وہ آگ لگی ہے دل مین
کہ بجھانے کو خضر آب بقا دیتے ہین

بے خبر ہو کے شب عیش وہ سو جاتے ہین
کو سنے ہم تجھے پھر باد صبا دیتے ہین

روک لو خامہ گفتار کو دیکھو رقم
سنکے کچھہ داد سخن ہی شعرا دیتے ہین

اس آسمان سے ہمکو وفا کا گمان نہین
بے خانمان ہے جسکا کہین خانمان نہین

وہ خوب جانتا ہے مجھے دل گران نہین
مجھپر فریب عشق کا اوسکو گمان نہین

پروا نہین ہے سینہ اگر ہو گیا فگار
اچھا ہوا حفاظت زخم نہان نہین

ہے کسقدر حباب کو نازش حیات پر
اندیشہ تلاطم موج روان نہین

واحسرتا کہ خاک ہوئی پر یہ مشت خاک
تسلیم باد و غازہ روے جہان نہین

ہے ناز شاہدانہ جفا گر نہین ہے وہ
کرتا ہے مجھپہ جور مرا امتحان نہین

مرنا ہے ایک بار قیامت ہی کیون نہ آئے
شکوے زبان پہ آگئے رکتی زبان نہین

دل کھینچتی ہے آج تو تقریر نامہ بر
یہ اور کا بیان ہے اسکا بیان نہین

منزل کی ہے تلاش پتہ کس سے پوچھئے
رہ رو نہین غبار پسِ کاروان نہین

اب یہ کہلا کہ نام کو دل مین نہین ہوس
انکھون مین دیکھنے کو بہی رنگ ارغوان نہین

راقم نگاہ یار پہری دیکھتے ہین ہم
جو نامہ و پیام کبھی ارمغان نہین

مانا وہ مہربان نہین نامہربان نہین
آخر ہمارا دوست ہے کچھہ آسمان نہین

طرزِ جفاے یار کی شہرت کہان نہین
کس کی زبان پہ زمزمہ الامان نہین

وان کل کا وعدہ وہ کہ وفا کا گمان نہین
یان غم کی رات یہ کہ سحر کا نشان نہین

پیمان کی اوسکی حد ہے نہ وعدونکی انتہا
ہمکو امید زندگی جاودان نہین

بیٹھے ہین کوئے یار مین اب آسمان اوٹھائے
یا ہم نہین زمین پہ یا آسمان نہین

تم ہمکو نا سزا کہو ہم سن کے چپ ہین
کیا آپکے زبان ہے ہمارے زبان نہین

اب کیا رہا کہ دعوتِ زخم جگر کرین
دل مین تو دیکھنے کو لہو کا نشان نہین

وہ خنجر آزما نہین کہلتی وفائے غیر
بس خیر ہے اوسسے لطفِ امتحان نہین

ہے پہانس سی کلیجے مین چبہتی جو بار بار
نوکِ مژہ ہے کوئی یہ نوکِ سنان نہین

ہمتو فنائے لذتِ آزار ہو چکے
اون کی ابہی گئی ہوسِ امتحان نہین

اچھی ہے بیخودی کی ملاقات رات دن
اندیشۂ رقیب و غمِ پاسبان نہین

اولجھی ہوئی ہی بات سوال و جواب مین
میری اگر زبان ہے تو اونکے دہان نہین

وان ذکر میرا کون سُنے وہ بہی ذکر درد
سنتے جہان الم کی کوئی داستان نہین

راقم گلہ دراز ہے اور یار شعلہ خو
افسوس ہم صفیر نہین ہم زبان نہین

جی مین ہے بات یار سے ہم دو بدو کرین
کچھہ ہم کہین کچھہ اوس سے سنین گفتگو کرین

سودا ہے ہمکو تم سے کوئی آرزو کرین
اتنی ہی بات کہوئین تمہین ہم عدو کرین

اس مین بہی کچھہ فریب ہے ورنہ کہان نصیب
وہ اور میری دعوت جام وسبو کرین

فرقت مین ہمتو روئین کسی کو خبر نہو
مجروح کیون فغان سے ہم اپنا گلو کرین

دانستہ جو تغافل بیجا کیا کرے
ایسے کی وصل کی ہوس و آرزو کرین

دل ہی بچا ہے ملنے کو جس کا تو اے ندیم
برباد اوسکے شوق مین کیون آبرو کرین

وہ مُنہ کسی لگاتے ہین جاکر ہزار بار
تقلید اونکی بزم مین میرے عدو کرین

ہم وہ ہین بادہ خوار ارم مین شراب سے
کوثر پہ بیٹہہ کر لب کوثر وضو کرین

ہم جو سوال کرتے ہین وہ مانتے نہین
اب اونپہ امتحان مے مشکبو کرین

ہم نے بہی کام کرہی لیا سو فریب سے
اب وہ بہانے سینکڑون پیش عدو کرین

ہم جسپہ جان دیتے ہین وہ آشنا نہین
کیونکر خیال الفت بیگانہ خو کرین

آیا ہے اوس کو رحم نہ آئیگا عمر بہر
ہم روئین کس امید پہ ضایع لہو کرین

اب بہی کہلی نہ آپ پہ قدر وفاے عشق
تم ہم سے اور ہمسے تغافل عدو کرین

دل دیکے ہمنے آپ ڈبو دی رہی سہی
ورنہ وہ ہم سے غمزہ کی یون گفتگو کرین

راقم گلہ دراز کرین چل کے یار سے
آزردہ آج خاطر بیگانہ خو کرین

ازل مین بہی مگر حرف غلط تقدیر ہوتے ہین
کہ میرے لفظ عشرت بے نقط تحریر ہوتے ہین

ہزارون خواہشین اپنی ہزارون مدعا دل کے
یون ہی برباد اکثر گوہر تقریر ہوتے ہین

وہ شبکو آئیگا تنہا مجھے یہ وہم آتا ہے
تہ گردون ہزارون نالہ شبگیر ہوتے ہین

زبان کو روک لیتا ہون نکل جاتی ہین پھر سینے
گلو تک حرف لب پر جو دم تقریر ہوتے ہین

فقط دل کے بھروسے پر چلے ہین دیکھنے کس کو
جہان ترکش مین ابرو کے ہزارون تیر ہوتے ہین

کوئی لوگون سے یہ پوچھے صنم خانے مین کیا دیکھا
کہ وہ محو جمال جلوۂ تصویر ہوتے ہین

نہین شوق ستم ہمکو کہ اوسکو چھیڑ دین لیکن
یہ کچھ ارمان تشنۂ آب دم شمشیر ہوتے ہین

حسد آگین نظر سے دیکھتا ہون اور نہا ہون
جہان دست و گریبان شاہد تصویر ہوتے ہین

خوشی سے بھول جاتا ہون کبھی وہ جوش مستی مین
لپٹ کر ناز کرتے ہین گریبان گیر ہوتے ہین

کوئی ہوگا کہ جسکے کام بے تدبیر بنتے ہون
ہمین تا بے ہی ملتے ہین تو بے تاثیر ہوتے ہین

نہین اوٹھین اگر جلوہ تو پھر کیون جا بجا واعظ
صنم خانے ہزارون دہر مین تعمیر ہوتے ہین

اودھر گیسو کھلے اوسکے ادھر لاکھون تماشائی
گرفتار بلائے حلقۂ زنجیر ہوتے ہین

چلے ہین آئینہ خانے مین کسکو دیکھنے راقم
جہان ارمان بہائے جلوۂ تصویر ہوتے ہین

مری رفتار سے نقش قدم ہزار ہوتے ہین
تلاش یار مین جب ہمراہ اغیار ہوتے ہین

تمہارا کیا ہے تمکو یاد کب اقرار ہوتے ہین
ہمین دن زندگی کے کاٹنی دشوار ہوتے ہین

شب غم اور ہم گھر کے در و دیوار ہوتے ہین
کسی کی یاد مین پھر ذکر سو سو بار ہوتے ہین

بھروسا کسکو ہے اوسکا یقین کسکو ہے آنیکا
ہزارون جھوٹے سچے رات دن اقرار ہوتے ہین

گئی دل ہم اوٹھالاتے ازل سے گر خبر ہوتی
کہ یان خواہان دلون کے شاہد بازار ہوتے ہین

قیامت ہے زلیخا اور یوسف کی خریداری
غضب ہے حسن کے سودے سر بازار ہوتے ہین

عجب کچھ فائدہ لوگون نے دیکھا سرفروشی مین
کہ سر دیتے ہین اور منت کش آزار ہوتے ہین

نہ کھولو دوش پر گیسو بھاری جان جاتی ہے
دبائے دیتے ہین قد کو کمر پر بار ہوتے ہین

ہمین فرصت کہان غم سے کہ ہم بیفائدہ روئین
یہ اونکی کام ہین فرصت مین جو بیکار ہوتے ہین

زبان ہم بہی تو رکہتے ہین کوئی ہمکو ستائے کیون
گلے ہم بہی کرینگے گو کسی کو خار ہوتے ہین

کوئی وعدہ ہو کچہہ اقرار ہو تمسے کہین راقم
ہمین کو خوب ہے جو شتاق ہم ہر بار ہوتے ہین

نئی آفت ہے رشک غیر سے بیمار ہوتے ہین
یہ کیسا روگ ہے منت کش عطار ہوتے ہین

زبانی مرنے والے سینکڑون اغیار ہوتے ہین
محبت کرنیوالے لاکہہ مین دو چار ہوتے ہین

غضب دلکش کرشمے ہین کہ عالم ہے تماشائی
یہ کس جادو نظر کے جلوہ انوار ہوتے ہین

تمہین تو کہیل ہے رونا تمہارا کیا بگڑتا ہے
عبث بدنام ہمتو دیدہ خونبار ہوتے ہین

نہ فکر درد ہے ہمکو نہ رشک غیر ہے دل مین
کچہہ ایسے شام سے محو خیال یار ہوتے ہین

رہے زیر زمین بہی خودنمائی گلعذارون کی
جمال گل مین کیا کیا زینت گلزار ہوتے ہین

سزا اغیار کو دیجے انہی کو جان پیاری ہے
وہی اچہے ہین اونکو ناز بہی آزار ہوتے ہین

بہت دیکہا حسینون کو توقع اٹہہ گئی دل سے
یہ مطلب آشنا ہین لوگ کسکے یار ہوتے ہین

وہی پہونچینگے ساحل تک جو یکرنگ محبت ہین
انہی کی بحر الفت مین بہی بیڑے پار ہوتے ہین

دعائے وصل وہ مانگی کہ جسکے ہات خالی ہین
میرے ہاتون مین دامان خیال یار ہوتے ہین

ادا مین اوسکے افسون ہے نگاہون مین ہے جادو ہے
کہ کافر بہی مسلمان توڑکر زنار ہوتے ہین

حرم مین کل چلینگے آج دیکہو بتکدہ راقم
سنا کرتے ہین یان بہی حیرتی اسرار ہوتے ہین

ملجائے تمکو خضر اگر کاروان کہین
کہنا کہ رہ گیا ہے کوئی ناتوان کہین

تو لاکہہ دام و دانہ بچہا آسمان کہین
دل سا پہنسا ہے مرغ بلند آشیان کہین

مٹی کا آسمان ہو مٹی کی ہو زمین
ایسے جہان مین چل کے رہین جا و دان کہین

میرا یہ غمگسار ہے تم بھی رکھو عزیز
دل سا نہین ملیگا تمہین بے زبان کہین

کشتی کو یعنی ہی چھوڑ دو اللہ کو سونپ دو
ساحل کا ل ہی جا ئیگا آخر نشان کہین

اچھے جہان مین آئے خوشی کا بنا یا نام
دیکھا نہ شا د مان کوئی پیر و جوان کہین

آتے ہی اوسکے ہو گئی کافور ساز درد
نالہ کہین تھا آہ کہین تھی فغان کہین

آخر کو تھک کے بیٹھ گئے خاک چھانکر
لاکھون ملے ملا نہین اوسکا نشان کہین

تنگ آگئے ہین ہم ستم روزگار سے
آباد اور جا کے کرینگے جہان کہین

دلالہ کام کی تھی اوسے منع کر دیا
تم سا نہو گا اور کوئی بدگمان کہین

مجنون و کوہکن کی کہانی ہے سب غلط
میرا ہے وہ فسانہ سنو گے جہان کہین

بے چین کوئی ہوتا ہے میری بلا سے ہو
رو کے کسی کے رکتا ہے شور فغان کہین

راقم رہو اب ایسی جگہہ چلکے با فراغ
ذکر زمین نہ نام کو ہو آسمان کہین

شکایت ہے اور پھر شکایت نہین
مصیبت وہ ہے جو مصیبت نہین

بلائین اونہے ہم یہ جرات نہین
قیامت ہے انکار آفت نہین

ملاقات کی کوئی صورت نہین
مرا دل ہے اوس کی طبیعت نہین

خموشی کا ایما ہے ہان بات ڈال
سے مجھے پیش دستی کی جرات نہین

کرین التجا اوس کی ہم لاکھ بار
ہماری خوشامد کی عادت نہین

تغافل تو ہو گا مقرر اوسے
ابھی عشق کی میری شہرت نہین

پسندیدہ ہین اونکو یکرنگیان
وہان پرسش دین و ملت نہین

اگر اون سے پوچھین کہ مر جائین ہم — ہمین یہ بہی دیتے اجازت نہین
ہمین موت کو ایک دن چاہیئے — شب غم سہی گر قیامت نہین
بری کیا ہین فرقت مین بیکاریان — کہ بیکار ہین اور فرصت نہین
غضب آنکہہ مین اوسکی ہے پہر کین — مروت ہے اور پہر مروت نہین
تمہین دیکہتے ہین بگڑتے ہو کیون — چلے جائین گے گر اجازت نہین
تمہین حسن والے ہو کیا شہر مین — کوئی دوسرا خوب صورت نہین
شب وعدہ مضطر ہون کچہہ بات ہے — کہ میری بہلتی طبیعت نہین
گلے مل کے کہتے ہین لو خوش ہوئے — مجھے گو یا کچہہ اور حسرت نہین
شکایت کسی کی کرین کیا غرض — ہمین اپنے غم سے ہے فرصت نہین

لکہے کیا کوئی اس زمین مین غزل
کہ راقم معانی مین وسعت نہین

مضطرب وصل مین بہی ہم تو رہا کرتے ہین — ہجر کی شام سے اندیشے ہوا کرتے ہین
چہیڑ کر وہ مجھے آشفتہ کیا کرتے ہین — نارسا نالون کو خود میرے رسا کرتے ہین
منع کرتے ہو مجھے ملنے سے ناصح کیا خوب — آپ تو گوشت سے ناخن کو جدا کرتے ہین
واہ رے شوق ستم شمع جلا کر گہر مین — آپ غش ہوتے ہین پروانے جلا کرتے ہین
نالے بیکار نہین ہین شب تنہائی کے — غم مین آرائش غم خانہ رہا کرتے ہین
پوچھتے مجھسے ہین تم ہجر مین کیا کرتے ہو — کتنے بہولے ہین سمجھتے نہین کیا کرتے ہین
ایک تم جلوہ سے اغماض ہے ایک شاہد گل — تازہ بو سے نفس باد صبا کرتے ہین
شکوہ تیغ ستم اوسکا نہ نکلے منہ سے — ہر لب زخم کو ہم اپنے سیا کرتے ہین

پوچھہ لیتے ہین وہ بیگانہ روش نیکے مزاج
ہم بہی کہدیتے ہین اچھے ہین دعا کرتے ہین

شرم عصیان سے ہمارے نہو حق کو رحمت
منفعل اسلیئے ہم آپ رہا کرتے ہین

پہر وہی کانٹون پہ بستر نہو اور سنگ پہ سر
ہم اوسے زانو پہ سر رکہتے ہین کیا کرتے ہین

ہمکو کچھہ ناز نہین فن سخن مین رقم
ہان مگر خاطر احباب کیا کرتے ہین

لطف آئے شکوہ کا گفتار مین
کچھہ گریبان بہی نہین تکرار مین

مرگئے ہم حسرت دیدار مین
ہائے روزن بہی نہین دیوار مین

پہر بہی وہ کافر نہ آیا راہ پر
باندہ کر ایمان پہرے زنار مین

مجھسے چھپ جاتے ہین مین دیکھون نہین
ضد سے میری دیدہ خونبار مین

غیر ہے اور غیر کی تقدیر ہے
کیا سمایا ہے نگاہ یار مین

غیر دیکھین مین نہ دیکھون ڈال دو
خاک میری دیدہ خونبار مین

وہ بہی دن ہوگا سنون ہین کان سے
رشک اپنا خاطر اغیار مین

جان تک ہمتو کرین تم پر نثار
تم اگر یکے رہو اقرار مین

ہجر مین تسکین ہو رونا تو جائے
آن بیٹھو چشم دریا بار مین

دل مین قربان مجھپہ تم ہوگے ضرور
دیکھکر شوخی میری آزار مین

میری ناکامی اوسے دن سے بڑہ ہے
کوہکن مجھسے ملا کہسار مین

سست ہے رقم غزل ایک اور کہہ
کچھہ تو ہو رنگ سخن گفتار مین

دیتی ہے اونکو مدد آزار مین
یہ جو شوخی ہے مری گفتار مین

خوب نکلے جستجوئے یار مین
خار دامن مین ہے دامن خار مین

کیا کرین گے جاکے ہم گلزار مین
دل لگا ہے اپنا کوئی یار مین

کیا دہرا ہے نرگس بیمار مین
مستیان ہین اور چشم یار مین

لطف اوس سے پوچھیے آزار کا
جس کا دل اٹکا ہو زلف یار مین

وصل مین جب بت بنے بیٹھے رہو
فرق کیا ہے آپ مین دیوار مین

کاش ہوتے شاہد بازار تم
ہم نہ مرتے حسرت دیدار مین

درد ہے یا تیر ہے کچھہ ہے سہی
چھپ رہا ہے زخم دامن دار مین

آزمائین نالہ کو شاید کبھی
کچھہ اثر کر جائے خوئے یار مین

آپ کیسی شوخیان خنجر مین ہون
عشرتین دیکھو میرے آزار مین

حسرتین اتنی ہین مرنے کی مجھے
جتنے جوہر ہین تری تلوار مین

دل کو دل سے یون ہی ہو جاتی ہے راہ
دل فریبی چاہیئے گفتار مین

رات فرقت کی کٹی اچھی طرح
بیخودی کچھہ ہو خیال یار مین

داغ دل تمکو دکہاتے ہم مگر
حسرتین ہین سینہ افگار مین

مست آنکھین اور حیائین واہ واہ
یہ کہان ہشیاریان ہشیار مین

ہمتو اپنی آرزوئین ایک دن
دفن کر آئین گے کوئی یار مین

طول فرقت کچھہ مرا حصہ نتھا
یہ تو ہوتا گیسوئے خمدار مین

ہجر کی وہ لذتین کس کو نصیب
آرزو دل مین ہو دل آزار مین

تھی بہت ہشیار راقمؔ آگئی
تم فریب محرم اسرار مین

نہین بنتی بنا دیکھے یہ شکل نازنین برسون
کہ خود دیکھا کری صورت کو صورت آفرین برسون

رہے ہین ہجر مین ہم اسقدر اندوہگین برسون
نہین سمجھی کہان ہم مین کدہر جان حزین برسون

مٹایا مشغلہ فرقت کا اوسکی سرد مہری نے
نہین آیا خیال نالہ ہائے آتشین برسون

کہان تک تم نہ پوچھوگے ہمین بہی دیکہنا یہ ہے
اسی در پر رہیگا سر اسی در پر جبین برسون

اشارے روز اور رونے سے تبسم روز غیرون سے
پہرے ہمسے رہے لیکن نگاہ مہر و کین برسون

ہزارون خواہشین نکلین نہ نکلی ایک وہ خواہش
کہ جسکے واسطے کہویا کئے ہم نقد دین برسون

تری صورت کے ہم شیدا تری باتون کی دیوانے
قیامت ہے رہین محروم ملنے سے ہمین برسون

ہمین تو ایک شب کو چاہیے ہے تم اگر دیدو
قسم لیلو جو رکہین آپ کا عرش برین برسون

کچہہ ایسی بن گئی تصویر اوسکی دست قدرت سے
رہا حیران بنا کر آپ صورت آفرین برسون

تمہارے وصل کی امید رکہے اور وہ رکہے
قضا سے عہد کر لے اور جئے اندوہگین برسون

کیا وعدہ قیامت کا دہائی ہے دہائی ہے
رہے گا صبر سے کیونکر دل حسرت گزین برسون

قضا تو جان نہ لے میری صبا کی یہ امانت ہے
کہ پہونچاتی رہی ہے بوئے زلف عنبرین برسون

نہ آتے ہو بلانے سے نہ خود آنے کو کہتے ہو
تمنا مین کہو کیونکر رہے جان حزین برسون

ہمین کیا ننگ ناصح خانہ زاد زلف جب ٹہرے
گریبان عمر بہر پہنتا رہے اور آستین برسون

وفا پائی نہین راقم حسینان جفا گر مین
یون ہی ٹالا کئے عدو نہ ظالم یہ جبین برسون

بے بلائے مرے مہمان چلے آتے ہین
جہپ پہ کرتے ہوئے احسان چلے آتے ہین

وہ کہلے بال پریشان چلے آتے ہین
اور کہوئے ہوئے اوسان چلے آتے ہین

جانشین جنکے ہم ہوتے ہین سودا دیکہو
اپنے گہر کو کئے ویران چلے آتے ہین

جب نہین دیکھتے دیوار مین رخنہ کوئی
اولٹے پہر کر مرے ارمان چلے آتے ہین

جان پیاری ہے رقیبون کو تو جاتے کیون ہین
جو پشیمان پشیمان چلے آتے ہین

تم اگر عہد کرو ہمسے ہم آغوشی کا
ہم ہتیلی پہ دہرے جان چلے آتے ہین

مہربان ہوکے جو تم ہمکو بلاؤ پہر ہم
جان کرتے ہوئے قربان چلے آتے ہین

خط کے پرزے لئے آتا نہو پیغام رسان
بے سبب ہم جو ہر آن چلے آتے ہین

گر یہ مسجود نہین دیر و حرم کیون دن رات
شوق مین گبر و مسلمان چلے آتے ہین

ہمکو سمجھائینگے کیا ناصح نادان راقم
روک دو جان نہ پہچان چلے آتے ہین

کچھہ تو ہے وہ لئے قرآن چلے آتے ہین
مجھسے کرنے کوئی پیمان چلے آتے ہین

آج بے پردہ میری جان چلے آتے ہین
خیر ہو یوسف کنعان چلے آتے ہین

کہوتے مین ہم ہی وقار اپنا تمہارا کیا ہے
بے بلائے ہمین نادان چلے آتے ہین

ماجرا کیا ہے الٰہی یہ تماشا کیا ہے
آج کیون خواب پریشان چلے آتے ہین

آج برسائین امیدین میرے گہر پر یارب
یہ جو بادل بہرے باران چلے آتے ہین

آہ و فریاد کی معلوم رسائی ہوئی
نالے ہو ہو کے پریشان چلے آتے ہین

ابتو زنار بنانے پڑے ایمان گیا
نکلے خود تار گریبان چلے آتے ہین

اون کی مستانہ خرامی کو نہ لگ جائے نظر
فتنے بہی سات نگہبان چلے آتے ہین

مجھسے یہ پردہ ہے بالا نقاب اور بہی وہ
منہ پہ ڈالے ہوئے دامان چلے آتے ہین

کچھہ محبت کی تلافی بہی ہے اے مایہ ناز
ہم جو دل مین بہرے ارمان چلے آتے ہین

ہم مین کس گنتی مین آتے ہین مکدر ہوکر
غیر بہی وان سے پشیمان چلے آتے ہین

تجکو معلوم ہے مشتاق تماشا تیرے | چہانتے خاک بیابان چلے آتے ہین

ان کے آنے کا بہروسا نکرو تم راقم
ایسے کافر کہین ہمان چلے آتے ہین

شرم سے سر جہکائے جاتے ہین | اور مجکو ستائے جاتے ہین
ناز ہمسے چہپائے جاتے ہین | آئینہ کو دکہائے جاتے ہین
درد ہمتو چہپائے جاتے ہین | نالے خاکا اڑائے جاتے ہین
وعدہ جہوٹا نہین دل بیتاب | صبر کر اب وہ آئے جاتے ہین
کام بگڑے بنے یہ دیدہ تر | اپنے آنسو بہائے جاتے ہین
رشک کس کس کا ہوا نہ اغیار | آنکہون آنکہون مین کہائے جاتے ہین
شوق میرا سنا سنا اوسکو | غیر دشمن بنائے جاتے ہین
ہونہو عشق سازگار ہمین | خاک ہم بہی اڑائے جاتے ہین
سیکہہ کر ہمسے شاہدی کے ناز | ہمپہ پہر آزمائے جاتے ہین
ہم بلائین تو ہمسے ہو اغماض | ہان کہین بے بلائے جاتے ہین
زخم ہو بخیہ گر رفو کردین | جوڑ دل مین لگائے جاتے ہین
ہمکو ارمان اونکی نظرون مین | اور ہلکا بنائے جاتے ہین
ہیچ والے بہی بد بلا ہین لوگ | دونون جانب لگائے جاتے ہین

مٹ چلا نقش آپ کا راقم
غیر نقشہ جمائے جاتے ہین

پہو بجائے ہمکو دیکہئے عزم سفر کہان | شام وطن کو کرتے ہین رخصت سحر کہان

جی چاہتا ہے سیر جہان کو مگر کہان — عمر عزیز کہتی ہے صبر اسقدر کہان

تہا حسن اتفاق ہمین کچہہ خبر نہین — الفت مین کس کی آگئے ہم بے خبر کہان

آئے تہے جسکے واسطے اوسکا پتہ نہین — ملتا نہین سراغ وہ ہے جلوہ گر کہان

جس جس سے پوچھتے ہین وہ کہتا ہے خیر ہے — جسکی ہمین تلاش ہے وہ یان بشر کہان

ہوگا کسی جہان مین کسی کارگاہ مین — کیا جانے کس لباس مین ہے جلوہ گر کہان

چہپائے ہمتو آکے جدہر کرتے ہین نظر — عالم ہے چل چلاو کا کیجے بسر کہان

کچہہ دن رہین یہی پہر ستم روزگار سے — ہم جان و دل بچا کے رہینگے مگر کہان

پہر بہی نہین امید وہ پوشیدہ رو ملے — وہ بے خبر ہے اوسکو ہماری خبر کہان

ایک عمر چاہیے کہ میسر ہو وصل یار — یان عمر شام کی نہین عمر سحر کہان

اے عمر خوش گزار لے فرصت ملے اگر — پہر تو کہان یہ جلوہ برگ و شجر کہان

جو کام آج بن گیا مشکل ہے کل بنے — جو وقت ہات سے گیا بار دگر کہان

جو کچہہ ہوس ہو دل مین یہان سے نکال لے — جنت مین لطف جلوہ شام و سحر کہان

راقم تمہین تلاش ہے جسکی خبر نہین
بیٹہا ہوا ہے وہ پس دیوار و در کہان

دل کی خبر نہین کہ گیا بے خبر کہان — کس کو دیا ہے کس نے لیا چہین کر کہان

منہ پر ہوائی اڑتی ہے تم تہے مگر کہان — چہرہ کا رنگ فق ہی رہے رات بہر کہان

دل تہا ہمارا ہمنے دیا پہر کسی کو کیا — اللہ کا ڈر نہین ہے تو ناصح کا ڈر کہان

لاکہون ستم ہزار جفا یار کی سہین — رشک رقیب سے لیئے اپنا جگر کہان

جب چہیڑ ہی نہین رہے دل سے نگاہ کے — پہر کہیئے ارتباط رگ و نشتر کہان

رونے کو جو فریب کہے اور فریب عشق — اوسپر فریب گریہ ترا چشم تر کہان
ہمکو جمال یار ہوا ایسا کہان نصیب — اوس کی نظر نظر سے ملے وہ نظر کہان
غارت گری کا کھیل ہو جس چشم شوخ کا — اوس سنے بچائے دل تو چھپائے جگر کہان
سچ ہے ستم گری مین نہین یار کی نظیر — ہے فتنہ گر فلک بھی مگر اسقدر کہان
جلتے ہون پر فرشتون کے جاتے ہوئے جہان — ہم جائین اوسکی بزم مین ایسا جگر کہان
عاشق نواز بن کے اگر آپ آئین گے — جو مجھسے پوچھتے ہو کہ ہے تیرا گھر کہان
غیر اون کی تم نظر مین تمہاری نظر مین غیر — مین کس نظر سے دیکھون نہین وہ نظر کہان

جب ایک درد سر کی بھی راقم دوا نہین
داروئے وصل دلبر نازک کمر کہان

ردیف الواو

مرے دل سے کوئی پوچھے کہ تم ہو اور کیا تم ہو — نصیب دشمنان ہو دشمنون کا مدعا تم ہو
نہان ہمسے ہی رہتے ہو دگرنہ جابجا تم ہو — گلون مین رنگ آرا غنچون مین نکہت فزا تم ہو
بلا ہو قہر ہو آفت ہو جو کچھ ہو — غرض میرے لئے ہو اور میرے دلربا تم ہو
نہین جب واسطہ ہمسے تو پھر اغماض کیسے مین — کرو اغماض بھی اور ہے کہ جنکی آشنا تم ہو
رہا دور جہان قایم کبھی ہو جائیگا ملنا — ہمارے دم مین دم باقی ہے اور نام خدا تم ہو
گرے جاتے ہو نظرون سے مرے جی سے اترتے ہو — ہر ایک چشم تماشا کا تماشا ہو گیا تم ہو
وفا پر ناز کرتے ہو دکھاؤ کچھ وفا کرکے — اسی بیگانہ واری پر کہین ہم باوفا تم ہو
ملوگے ہمسے تم اگر یہ سب کہنے کی باتین ہین — کروگے اوسکا دل ٹھنڈا کہ جسکے مبتلا تم ہو
نہ دیتے دل کبھی تمکو اگر پہلے سمجھ لیتے — کہ ایسے بیوفا ہو اور غرض کے آشنا تم ہو

ہماری آرزو دل کی تمہاری جنبش لب پر
تمنا اب بر آتی ہے اگر کچھ لب کشا تم ہو

نہ نکلے کام جب تم سے تمہاری پھر خوشامد کیون
جہان مین اور بھی شاہد ہین کیا ایک دلربا تم ہو

صنم بھی تم نہین بت بھی نہین جو تم کو ہم پوجین
تمہارے ناز اٹھائین کیا خدائی مین خدا تم ہو

تمہارے گھر سے ہم نکلے خدا کے گھر سے تم نکلے
تمہین ایمان سے کہدو کہ کافر ہم ہین یا تم ہو

جب آنکھین چار ہوتی ہین کدورت جاتی رہتی ہے
نہین ہوتے مگر تم صاف وہ کافر ادا تم ہو

زمانہ کو بدلنے دو خدا وہ دن بھی کریگا
تماشا دیکھ لینا ہم سے کرتے التجا تم ہو

یہ سب اڑ جائیگی نخوت گلے سے میرے ترنے دو
بتا دینگے تمہین ہم بھی کہ کیا ہے کیا سے کیا تم ہو

غزل یہ دور جائیگی لکھو اس رنگ سے راقم
کہ ہر انصاف پرور کی زبان پر مرحبا تم ہو

پوچھتے ہو اس طرح مجھ سے کہ کچھ بیمار ہو
تم مسیحا بن کے آئے کہنے کیا آزار ہو

خوف گریہ اوس کو تیر چشم دریا بار ہو
جس کے گھر مین در ہو باقی اور کوئی دیوار ہو

تم دکھاؤ سوز جلوہ گرمئ بازار ہو
کوئی جل جائے تجلی کی مگر تکرار ہو

شوخیان کم ہون ادا اون مین تو ہم سے مانگ لو
دل سے شوخی نالہ سے گرمی اگر درکار ہو

کفر و دین کا آج مٹ جاتا ہے سارا تفرقہ
ایک دن بھی گر تمہارا جلوہ دیدار ہو

نالہ ہے میرا رسا مین خود رسا کرتا نہین
خوف ہے دل پر کسی کے نالہ غم بار ہو

کیا دوا اوس درد کی جو منقلب بھی درد ہو
کیا علاج اوس زخم کا جو زخم دامن دار ہو

ہو چکا جب نام رونے کا تو رو دل کھول کر
کچھ ہمارا جی بھی ہلکا دیدۂ خونبار ہو

میرے شکوہ کی شکایت ہے سمجھ آتی نہین
وہ کریگا شکوہ دم لینا جسے دشوار ہو

تم سے جب گھبرائے انسان سر نہ پھوڑے کیا کرے
زندگی سے سیر ہو جینے سے بھی بیزار ہو

ہمسے لکھوالو اگر خواہش کرین ہم وصل کے | جو تمہارا روز ہمکو جلوہ دیدار ہو
خامشی ناز رضاے یار ہے یہ وقت ہے | حوصلہ تجکو اگر کچھہ ہمت دشوار ہو
یہ نفاق باہمی قسمت کا ہے ڈالا ہوا | ہین ادہر آزردہ تمسے ہمسے تم بیزار ہو
کیا فریب اوسپر چلے سو یاد ہون جسکو فریب | رحم کی باتون مین جسکے تلخ گفتار ہو

یار سے ملنے چلے راقم ہمین سوجھی نہین
بے بلائے جاتے ہو ایسا نہو تکرار ہو

ترکیب درد کہتی ہے زخم نہان نہو | صورت خلش کی یہ ہے کہ نوک سنان نہو
فرقت کی آج شب ہے رعایت فغان نہو | یا ہم نہون زمین یہ یا آسمان نہو
ڈرتا ہون آزمائش ہین روز روز کی | اس امتحان مین اور کوئی امتحان نہو
وعدے سے تمہارے روز کے مین مانتا نہین | جب تک قسم نہ کہاؤ خدا درمیان نہو
کیا لطف جوشش صاعقہ و ابر و باد کا | پینے کو جس کے پاس مے ارغوان نہو
ہر وقت زیر مشق ہین اوسکی جفا کے ہم | اوسپر ستم یہ ہے کہ ستم کا بیان نہو
مانا دہان نہین ہے تمہارے زبان تو ہے | حیرت ہے خامشون پہ مری لب سے ہان نہو
قدرت وہ چاہیے قدر انداز بات مین | سو زخم تیر دل پہ ہون تن پر نشان نہو
قاصد کی بات کا مجھے آتا نہین یقین | کہتا ہون پہر کسی کی زبان کا بیان نہو
وہ مرغ مین نہین ہون کہ دانہ پہ پہنچون | جب تک قفس قریب سر آشیان نہو
معذور آپ ہین کہ چلے آئے خالی ہات | مجبور مین ہون جب مرے منہ مین زبان نہو
کیا قہر ہے خدا مری کوشش ہو رائگان | مقصود مدعی کا کوئی رائگان نہو
راقم نکر فلک سے شکایت فراق کی | ہے دوست بدگمان اوسے کچھہ بدگمان نہو

محروم وصل یار تو پیر و جوان نہو
دشمن کو بھی نصیب غم جاودان نہو

یارب شب وصال سحر کا گمان نہو
جبتک کہ شاد خاطر ناشادمان نہو

فرقت کا غم وہ غم ہے کہ جسکی دوا نہین
عیسے سے بھی علاج تپ استخوان نہو

مدت مین وصل یار کا موقع ملا ہے آج
مرغ سحر کی منہ مین الٰہی زبان نہو

وہ آئے یا نہ آئے شکایت نہین ہمین
بے مہر مہربان رہے نا مہربان نہو

اقرار دل فریب وہ بدخو ستیزہ کار کا
ڈر ہے کہ یہ فریب سر امتحان نہو

وہ آرزو ہے کیا کہ ہمین ہے تمہین نہین
وہ شوق شوق کیا کہ یہان ہو وہان نہو

ہے ابتداے عشق ابھی سے یہ بیخودی
انجام بیخودی کہین خواب گران نہو

اوجھاؤ پڑتے جاتے ہین جو وصل یار مین
راقم خرابیون مین کہین امتحان نہو

کیون کرتے ہو خراب دل وصل خواہ کو
کیون کرتے ہو تباہ اسیر نگاہ کو

جی چاہتا ہے دیکھئے چشم سیاہ کو
رکتا ہون کیون پہنساؤن دل بے گناہ کو

پایا [illegible] وسیع دامن عفو الٰہ کو
ہمنے بڑہا دیا ہے شمار گناہ کو

امید دادخواہی محشر بھی اب نہین
اوس نے ملا لیا ہے دل دادخواہ کو

منظور امتحان ہے تو اپنے ستم کے ساتھ
کر لو شریک تم فلک کینہ خواہ کو

دل چاہتا ہے ناز کی شوخی حجاب مین
آنکھین ہی جانتی مین ستم کی نگاہ کو

روز جزا کو طول اگر ہو کسی قدر
پہر ہم سنائین قصہ شام سیاہ کو

کہتے نہ اوسکو جان وہ بنتا نہ بیوفا
ہمنے ڈبویا آپ وفا کے شناہ کو

[illegible]شہ مین ایک دامن رحمت کی آئیگا
بدنام کر رکھا ہے ہمارے گناہ کو

یہ اور شام ہجر کے پیچھے بلا لگی
روتے تھے ہمتو پہلے ہی روز سیاہ کو

اے خضر تمکو عمر ملی ہے اسی لیئے
رستا بتاؤ راقم گم گشتہ راہ کو

کہتے نہین ہم اونسے ابھی اپنے چاہ کو
ضد سے مٹا دین وہ نئی رسم و راہ کو

شوق ستم ہے نہین نہین ست نگاہ کو
طرز جفا سکھاتا ہے چشم سیاہ کو

اب چھوڑ دینگے عشق کی ہم رسم راہ کو
دیکھا خدا بنا ہوا ہر کج کلاہ کو

ایک ایک سے پوچھتا ہوں دریا ہے کدھر
دیتا نہین پتہ کوئی گم کردہ راہ کو

جس دل مین بیٹھتے ہو اوسیکو جلاتے ہو
برباد آپ کرتے ہو تم جلوہ گاہ کو

اوسکی نگاہ مہر پہ بھولا ہوا ہے غیر
دیکھا نہین ہے گردش چشم سیاہ کو

ناز و ادا و غمزہ سے روکا نہ جائیگا
جسوقت ہمنے چھوڑ دیا تیر آہ کو

اس وصل کی خوشی ہی تیاری سے کم نہین
جب پوچھتے ہو جانے کو تم صبح گاہ کو

دل سے تمہارے دل کو نیا یا ملا ہوا
سیدھا کبھی نہ دیکھا تمہاری نگاہ کو

کم ہے زمانہ وصل کی شب کا ذرا نسیم
دامن سے روکے رہیو ابھی صبح گاہ کو

تھا پاس غیر آپکے یا میرا رشک تھا
نکلا تمہارے گھر سے کوئی صبح گاہ کو

راقم امید وصل کی اوس پر فریب سے
سمجھے فریب عشق جو حسرت نگاہ کو

کچھ تو شرماؤ کہ اکثر تمکو
غیر کیا کہتے ہین منہ پر تمکو

لطف ہوتا جو ازل مین ملتا
کسی مضطر کا مقدر تمکو

تم تو بت ہی نہین کام آجاتے
پوچھتے عاشق مضطر تمکو

مجکو مجنون نکہو چہیڑین گے ۔ لوگ پہر لیلے بنا کر تمکو
کیا مرا نالہ رسا ہے اتنا ۔ شب کو کرتا ہے مکدر تمکو
کہو دیا ہمنے ہی مطلب اپنا ۔ بہر کے دینا تہا ساغر تمکو
کہتے ہو ربط نہین غیرون سے ۔ اگیا ہوگا یہ باور تمکو
قیس ہوتا تو دکہاتا اوسکو ۔ پاس لیلے کے بٹہا کر تمکو
داد آیئنہ کی اپنی پاتا ۔ دیکہہ لیتا جو سکندر تمکو
وعدہ سچا کروے آتے ہین ۔ اپنی آنکہون پہ بٹہا کر تمکو
تم بہروسہ نرکہو غیرون پہ ۔ دہوکہ دین گے یہ ستمگر تمکو
ہم تو اس کشمکش ہجر مین بہی ۔ یاد کرتے ہین برابر تمکو
کیون مکرتے ہو پسینا پوچہو ۔ آج گزرا کہین دن بہر تمکو
بے بلائے چلے آوگے کبہی ۔ کہینچ لایا جو مقدر تمکو
قید مین تم تو ہو دربانون کے ۔ ہم بلائین بہی تو کیونکر تمکو
ہاتہہ سے ہی جاتا تو بگڑتا کیا تہا ۔ در پہ ایک کہنا تہا پتہر تمکو

یہ غزل دیکہہ کے راقم ہندی
داد کیا دین گے عقو تمکو

کیون دیا دل خوگر بیداد کو ۔ کیون کیا دشمن ستم ایجاد کو
خوب سوجہی خاطر ناشاد کو ۔ وصل کا سامان کر و فرہاد کو
عشرت دل دیکہنا کہتا رہا ۔ مرتے مرتے مرحبا جلاد کو
امتحان کیجے نہ ایسا امتحان ۔ آگ پر رکہو دل ناشاد سکو

قتل کرنا لیکن اس انداز سے
مرگ عشرت ہو دل ناشاد کو

طاقت پرواز کیون آتی چلی
اب برا کہنا پڑا صیاد کو

وہ تصور مین مرے آتا نہین
ہے کچھہ ایسی ضد ستم ایجاد کو

مین تو کہتا ہی ہونگا حال دل
تم گلا سمجھا کرو فریاد کو

بس کرو راقم زمین اچھی نہین
تم غزل دیدو کسی استاد کو

طرز گریہ کی نئی دیدہ تر ہونے دو
آنکھہ مین قطرہ ہو قطرہ کو گہر ہونے دو

ایکدم دیدۂ تر جلوہ نگر ہونے دو
یار بے پردہ ہی تم گرم نظر ہونے دو

رفتہ رفتہ یون ہی بڑھ جائیگا ربط الفت
انکو کچھہ شوق تماشائے نظر ہونے دو

تم ادائے آنکھہ مست مین غفلت نکرو
اپنی عادت سے سوا صرف نظر ہونے دو

ناتوانی کا یہ ایما کہ بس اب مر رہئے
دل کی خواہش کہ تمنا مین بسر ہونے دو

روکے وعدو سے اچھا ہے اگر یہ کہدو
کوئی دن اور یون ہی عمر بسر ہونے دو

ہمکو کیا بحث کہ ہنگامۂ محشر ہوگا
دیکھہ لین گے شب فرقت کی سحر ہونے دو

ایکدن اپنی شب غم مین تماشا ہوگا
نالۂ آرایش ایجاب اثر ہونے دو

تمکو جینے کا مزا آئے اگر حضرت خضر
ایکدن عمر کو فرقت مین بسر ہونے دو

نالہ بیکار نہین کام کریگا راقم
کچھہ سا ہونے دو اعجاز اثر ہونے دو

ضبط ہوتا نہین فریاد جگر ہونے دو
دل کسی کا تو گرانبار اثر ہونے دو

ابہی وہ بال مین گیسو نہین آئے دیکھو
سکتے بنتے ہین ذرا بار کمر ہونے دو

تم ستمگار سہی مین ہون ستم کا خوگر
آؤ مقتل مین چلو جنگ دو سر ہونے دو

دل مین حسرت ہی تکرار مین گذری شب وصل
وہ یہ کہتے رہے سونے دو سحر ہونے دو

مین بلایا کرون اور تم ہی کہے جاؤ کہ ہان
عمر کٹ جائے یون ہی شام و سحر ہونے دو

عمر جاوید نہ مانگون مجھے کیا کرنی ہے
بیخودی مین نفس چند بسر ہونے دو

آپ اچھے اچھونکو دکھا دین گے ہاتھ تیغ ہوے
اون کی شمشیر ستم زیب کمر ہونے دو

ایک مین ہی نہین آزار کسے جتنے کیجے
مستحق غیر ہی ہے لطف ادھر ہونے دو

دیکھ لینا کبھی رفتار کی آفت اے رقم
یار کو گرم رہ راہ گزر ہونے دو

رونے کا مزا دیدۂ خونبار سے پوچھو
مرنے کی حلاوت دل بیمار سے پوچھو

جب درد کی لذت دل بیمار سے پوچھو
کہتا ہے وہان جاو دل آزار سے پوچھو

فرقت مین تماشا دل بیتاب کا دیکھو
دن رات تڑپنا در و دیوار سے پوچھو

ہم کیون کہین اترا ہوا چہرہ ہے کسی کا
خود آئینہ مین دیکھ لو دو چار سے پوچھو

تم کہتے ہو آنے کو چلے آؤ کسی وقت
ہر بات کو کیون محرم اسرار سے پوچھو

مجھسے نہ سنو شوخئ رفتار کی شہرت
بازار مین نکلو کہین دو چار سے پوچھو

دل کا ہے مرض اور مسیحا کی دوا اور
تم چارۂ آزار دل آزار سے پوچھو

پوچھا جو کبھی مینے کہ تم آؤگے کس دن
کہتے ہین کسی شاہد بازار سے پوچھو

دیکھو نہ مرے دیدۂ خونبابہ فشان کو
زخمون کی خلش سینۂ افگار سے پوچھو

دانستہ تڑپتا دل مشتاق کو چھوڑا
بے مہریان اپنی کبھی تلوار سے پوچھو

یہان دم ہی نکل جائے بنو پوچھو کہ ہوا کیا
خاطر شکنی غیر کے سو پیار سے پوچھو

تم مجھ پہ تڑپنے کا نہ الزام لگاؤ
اغماض یہ تلوار کا تلوار سے پوچھو

جاتا تھا بہت دیکھنے نازِ بتِ طناز
اب کوئی حقیقت دل بیمار سے پوچھو

ہر طرز جفا شاہد بازار سے سیکھو
اور میرے لئے چرخ ستمگار سے پوچھو

مجھسے نہ سنو تم شب دوشینہ کا قصہ
شرماؤ گے تم خود لب و رخسار سے پوچھو

جو وصل کی خواہش کرے اوس سے کرو اغماض
شوق طلب جنس خریدار سے پوچھو

پھر چل سکے گرانباریٔ اندوہ کو ادہم
ٹل جائے تو ٹالو نہ دل آزار سے پوچھو

کوئی فرقت میں نہیں درد کے بہلانے کو
غیر سودائے جنون پاس قسم کھانے کو

آئے ہیں حضرت ناصح کسے سمجھانے کو
دل تہیہ کئے بیٹھا ہے نکل جانے کو

گو وہ اظہار تعلق نکریں میں خوش ہون
سنتے رہتے ہیں وہ اکثر مرے افسانے کو

بے بلائے وہ چلے آئیں کچھ ایسا ہو جائے
غیر کا گھر ہے سمجھکر مرے کاشانے کو

روز کے وعدے نہیں وجہ تسلی نہ سہی
شغل آزار تو ہے درد کے بہلانے کو

سخت جانی یہ مجھے دی روز مرون اور جیون
تھا جو انداز وفا دیدیا پروانے کو

چارہ فرمائے جنون لاکھ سہی وحشت میں
کوئی ناخن نہ بڑھا زخم کے سہلانے کو

کیون ہوئی بے سبب آزار ہی کافی ہے
ایک دزدیدہ نگاہی مرے مر جانے کو

دیکھ برہم زن ہنگامۂ عالم ہوگا
ناصحا چھیڑ دیا مجھسے جو دیوانے کو

[illegible] شوق سے سب طے ہوئے جاتے ہیں
وسعت دشت نہیں پانو کے بہلانے کو

رشک نے یہ بھی نہ چاہا کہ وہ آئیں دم نزع
سر بالین ملک الموت کے دکھلانے کو

قطرۂ اشک نہیں ہون کہ رہون مژگان پہ
رشک اغیار ہون آنکھ سے گر جانے کو

ایک قیامت شب رخصت تھی نہ پوچھو ہمسے
ادس شب تار کی آنکھون مین گزر جانے کو

نقش تک بھی نرہا فرش زمین پر راقم
سہل سمجھے ہوئے تھے عشق مین مرجانے کو

کیون دیکھہ لیا ناز مین پوشیدہ بتون کو
کیون چھیڑ دیا فتنۂ خوابیدہ بتون کو

بے صرفہ شکایت ہے ستمگار بے اصنام
ہم خود ہی کیا کرتے ہین رنجیدہ بتون کو

وہ ہات مین رکھتے ہین اگر دل کو ہمارے
ہم دل مین لئے بیٹھے ہین پوشیدہ بتون کو

بس پھونک دیا برق نے کاشانۂ تمکین
جب دیکھہ لیا بزم مین خندیدہ بتون کو

شورش مین ہوا پھر دل دیوانہ ہمارا
دیوانہ نکردے کہین رنجیدہ بتون کو

سیکھی ہے قلم نے مرے رفتار کی شوخی
دیکھا ہے کہین اس نے خرامیدہ بتون کو

ہان ناز ہی سمجھا کئے ہر رنگ ستم کو
وان ایک تماشا ہے پسندیدہ بتون کو

ہے قابل طاعت کوئی پوشیدہ نظر سے
بیوجہ نہین سجدہ تراشیدہ بتون کو

کچھہ جلوہ یکتا سے بہی دیکھین اگر انکین
لے جائین صنمخانہ سے دزدیدہ بتون کو

دو لخت جگر آنکھہ مین الجھی ہین راقم
پھر جاکے دکھائین جگر ودیدہ بتون کو

ادھر دربان مرا دشمن ہوا ئی ہو تو کیونکر ہو
اودھر دشمن برائی مین صفائی ہو تو کیونکر ہو

کدورت اونکے دل مین ہے صفائی ہو تو کیونکر ہو
صفائی ہونہ لے جبتک رسائی ہو تو کیونکر ہو

ہیونکو دے چلے جب آپ قدرت خودنمائی کی
تمہاری رونق حسن خدائی ہو تو کیونکر ہو

ہمین اصرار ملنے کا انہین انکار آنے سے
جہان باہم یہ جھگڑا ہو صفائی ہو تو کیونکر ہو

ہمین شوق ہم آغوشی انہین تمکین قیامت کی
غضب مین جان ہے مشکل کشائی ہو تو کیونکر ہو

نہ دل کاکل کو چھوڑیگا نہ کاکل تمکو چھوڑیگی
نہ یہ پالے نہ وہ سمجھے رہائی ہو تو کیونکر ہو

ہماری کوششین اون کیسے آزاد سب ہی لیکن
ابہی ملنے کی ساعت ہی نہ آئی ہو تو کیونکر ہو

نہ روٹھو تم اگر ہمسے نہ بگڑین ہم کبہی تم سے
کدورت جب نہو دل مین جدائی ہو تو کیونکر ہو

مرے مرنے سے تم خوش ہو نہ مجکو عذر مرنے مین
اجل پر بس نہین چلتا نہ آئی ہو تو کیونکر ہو

نہ ہو تکرار آپس مین مزا الفت مین کیا نکلے
نہو رنجش کی گر صورت لڑائی ہو تو کیونکر ہو

دہرا ہے سر پہ راقم ایک بہاری بوجھ عصیان کا
جہکاین سجدے مین کیونکر جبہہ سائی ہو تو کیونکر ہو

فرقت مین نہو نغمہ سرا نوحہ سرا ہو
گذرے شب غم لطف سے گو بزم عزا ہو

یہ شوق ہے دل کو کسی ایسے پہ فدا ہو
انداز بہی جانانہ ہو مستانہ ادا ہو

آرام سے چہٹ جائین جو دل ہمسے جدا ہو
دل نے ہی پہنسایا ہمین اس دل کا برا ہو

مطلب کے ملے یار نہ ایسا ملا کوئی
عادت ہو ہماری ہی ہماری ہی وفا ہو

ہین اور شب تار ہے اور غم کی حکایت
وہ آج نہ آجائے کہ ہنگامہ بپا ہو

نغمہ کا اوسے شوق ہے مرغوب بہی ہے سب
میری ہے شکستہ دل غمگین کی صدا ہو

کیا خواب کی تعبیر ہے مقصود ہمارا
جو اپنے دعا ہو وہ حریفون کی دوا ہو

ایمان سے کہتے ہین خوشامد نہین کرتے
تم وہ ہو طرحدار کہ انگشت نما ہو

افسوس لگاوٹ نہ گرہ بند قبا مین
اقرار اوسے یاد رہا ہو نہ رہا ہو

قاتل کا بڑہے حوصلہ کچھہ لطف اوسے آئے
خنجر ہو گلے پر مرے اور لب پہ گلا ہو

کیا ہوگا مسیحا سے کسی اور کو لاو
جس نے کہ علاج دل بیمار کیا ہو

آزار دے جاؤ تم اون سے کہو راقم
پرسش تو ہوئی جائے تعلق تو سوا ہو

کیا عشق ہو ایسے کا جہان روز جفا ہو
کچھہ شرم محبت ہو نہ کچھہ پاس وفا ہو

جیتے تو ہین امید پہ کب وعدہ وفا ہو
اللہ کرے عمر کو بھی اتنی بقا ہو

کیا ہات مین ہے آپ کی تقدیر ہماری
جب چاہو مٹا دو کہ خدائی مین خدا ہو

اللہ رے تغافل کہ دم نزع نہ آنا
کہنا کہین مرنے کا بہانہ نہ کیا ہو

تم سے نہ کہین حال تو پھر کس سے کہین ہم
یا اوسکو بتاؤ کوئی تم سے بھی سوا ہو

اوس رات کی خواہش ہے اوسی دن کی تمنا
آغوش بہ آغوش ہون لب لب پہ دھرا ہو

سو بار اوسے ہم تو تقاضے سے بلالین
کچھہ حوصلہ تجکو بھی اگر آہ رسا ہو

جان دیکے لیئے لیتے ہو کیا قہر ہے یارب
کیا تم بھی مگر مجھسے ہے بے مایہ خدا ہو

وہ کام نہین یان کہ بنے چارہ گرون سے
وہ درد نہین یان کہ مسیحا سے دوا ہو

آنکھون مین پھرا کرتا ہے وہ عالم تکرار
بیزار کوئی ہو کوئی آغوش کشا ہو

تم مجھسے ملو یا نہ ملو جان ہو میری
تم میری تمنا ہو مرے دل کی دعا ہو

وہ خوب سمجھتا ہے مزا عشق کا ناصح
دل جس کا کسی کاکل پیچان مین پھنسا ہو

مدت ہوئی حسرت ہے وہ سامان نہین دیکھا
دلبر ہو شب نور ہو صہبا ہو صبا ہو

اپنی تو یہ قسمت کہ بھلائی مین برے ہون
غیرون کی یہ صورت کہ برائی مین بھلا ہو

کیا بات تمہاری ہے جہان مین نہین ملتا
دنیا سے نرالے ہو زمانہ سے جدا ہو

راقم کہین ایسا نہو وہ گھر مین بلا لے
حیران ہون اوسے دیکھہ کے حالت مری کیا ہو

مرے ارمان نکلنے دی ابھی سونپنے دی جانان کو
صبا دامن سے روکے رہ نگاہ صبح ہجران کو

کیا ٹکڑے ہے آخر دست وحشت نے گریبان کو
چھپا رکھا تھا اس پردہ مین ہمنے راز پنہان کو

کچھ ایسے ہو گئے اودل ہی کچھ عشق مین ہمتو | نہین جانا گریبان کو نہ سمجھا ہمنے دامان کو

نہ اوسمین حسن یوسف سا نہ رعنائی زلیخا سی | فسون کچھ یاد ہے ایسا کہ لے لیتا ہے ایمان کو

یہان اغماض تم کرلو وہان دیکھین گے محشر مین | چھڑانا غیر سے دامن کو اور مجھسے گریبان کو

یہین سے حشر اوٹھے گا یہین ہوگی قیامت ہی | سمجھ کر کہا ہے کیون چھوڑین نہین کوئی جانانکو

مجھے تم دیکھتے ہو اور اوس حسرت سے مین تمکو | کہ بلبل رو کے گل کو اور گل بلبل کے ارمان کو

جہان مین خانہ زاد زلف کو کیا چھوڑ دیتے ہین | کہ تمنے چھوڑ رکھا مجھ اسیر زلف پیچان کو

میرے سینہ پہ تم بیٹھو گلا تلوار سے کاٹو | خط تقدیر مین سمجھون خط شمشیر بران کو

اسیری ہمکو اچھی تھی کہ عالم تھا تماشائی | بہت ہم یاد کرتے ہین تکلف ہائے زندان کو

نہ چھوڑو دوش پر گیسو بہم کہلتا ہے گیسو کا | پڑیگا تمکو کم کرنا مری شبہائے ہجران کو

محبت اسکو کہتے ہین کہ تھی صحرا او مجنون مین | نہ صحرا نے اوسے چھوڑا نہ مجنون نے بیابان کو

وصال یار جب ہوگا ملا دیگی کبھی قسمت | طبیعت مین طبیعت کو دل جانان دل جانکو

مٹایا اوسنے کس کس کو برا ہو اس محبت کا | زلیخا کی زلیخائی کو لیلا کی شبستان کو

زبان سے کیون کرین اپنی ستائش آپ ہم راقم
سخندان جانچ لینگے خود نگاہون مین سخندان کو

تغافل حضرت یوسف کا سیکھو میری ایذا کو | ثواب فاتحہ پہونچاو تم روح زلیخا کو

علاج اسکا تو پوچھو یاد ہو شاید مسیحا کو | کہ تسکین کسطرح دین غم مین جان ناشکیبا کو

بھرا ہے سر مین پھر سودا خلش پھر ہے کف پا مین | نوید سنگ طفلان کو مبارک خار صحرا کو

اٹھے اغماض یان اٹھنے سے ہمکو داغ جلنے سے | نہ اپنی وضع ہم چھوڑین نہ وہ اغماض بیجا کو

جلانا نیم جانون کا انہے مشکل نہین لیکن | نہین کرتے گوارا ضد سے تنابد مسیحا کو

نہ بولوں دل نہیں ہنتا اگر بولوں بیاں دشمن
سمجھ جاتا ہے باتوں سے وہ کافر دل کے ایما کو

بلا سی ہلکی باتیں ہیں مگر مجھ سے مخاطب ہے
بھلا ہو جوشِ مستی کا دعا دیتا ہوں صہبا کو

جو ہوتی دل میں کچھ وسعت تمہیں ہم دل میں لو لیتے
کہ ہر گرداب کہہ لیتا ہے موجِ آبِ دریا کو

کنارہ تم کرو ہم سے خدا اپنا ہی ہے آخر
کہ جس نے کر دیا پورا زلیخا کی تمنا کو

کمر کو یار کی ناپا کہ ہم گیسو میں آتی ہے
نیا مضموں ہے ہمنے بال میں باندھا ہے دریا کو

رسائی پائیں ہی زنداں سے پھر قید کی قیدی نے
خدا رکھے سلامت حلقۂ زلفِ چلیپا کو

نہیں جب وصل کی صورت تو پھر کیوں انتظار رویں
گھٹا میں عمر کو اپنے بڑہا میں شوقِ بیجا کو

تمہیں کچھ خیر ہے راقم یہ شاہد کی ہو میں
عبث کچھ کہہ کے حضرت کھوتے ہو اپنی تمنا کو

کس منہ سے کہوں تم دلِ بیتاب میں آؤ
کس دل سے کہوں دیدۂ پر آب میں آؤ

کچھ قدر ہو فرقت کی حقیقت کھلے تم پر
جو میری طرح عشق کی گرداب میں آؤ

سو دل سے پسند آؤ گے جس حال میں نکلو
آشفتگیِ گیسوئے پرتاب میں آؤ

آنے کا بہانہ ہے فقط تیرہ شبی کا
جب دل یہ رکھو تم شبِ مہتاب میں آؤ

ارمان بنو جانبخش دل میں کرو گھر
تم خواب بنو دیدۂ بے خواب میں آؤ

نرگس کی مٹا دو کبھی تم مست نگاہی
مستانہ ادا گلشنِ شاداب میں آؤ

تم تفرقۂ حیرتِ تشخیص کو کھو دو
دو دن کے لئے عالمِ اسباب میں آؤ

تدبیر تو اچھی ہے کہ بے چین نہ ہوں میں
تعبیر ہی الٹی ہے سنوں جب خواب میں آؤ

آئینہ حیرت سے ہے ہر دیدۂ عشاق
یوں جام بکف بزمِ مے ناب میں آؤ

منظور ہو آنا تو یہی صبح یہی شام
چاہو تو اسے گردشِ دولاب میں آؤ

صورت نہ کہا دہ ہمین تم آئینہ دیکہو — یون عکس فگن خانہ جلباب مین آؤ
شرمندگی غیر ہو گر ملنے کے بالغ — خط ہمکو لکہو شوخئے القاب مین آؤ
کیون وصل کے اسباب ہنوین دل کے دشمن — اقرار ملاقات کرو خواب مین آؤ

ارزو سے گئے یار ہنو حجو دے عشق
راقم سے کہو جوش کے اسباب مین آؤ

نہ درپہ خیال ہے مجکو — کچھ تو ہے احتمال ہے مجکو
اشتیاق وصال ہے مجکو — آرزوئے محال ہے مجکو
میرے نالون سے تو ہو بیہم — کس قدر انفعال ہے مجکو
خواب مین تم نہ آؤ میرے پاس — تہمتون کا خیال ہے مجکو
صبح کرنا ہی شام فرقت کا — کاٹنا ایک سال ہے مجکو
سوچ سے کہنے جواب پہلے سے — تم سے کرنا سوال ہے مجکو
ماہ کا جلوہ دیکہنا کو یا — تیرا حسن و جمال ہے مجکو

غیر کے بہیس مین ملو اوس سے
سوجہی راقم یہ چال ہے مجکو

اے ستمگر نہ چہوڑنا مجکو — دیکہہ مضطر نہ چہوڑنا مجکو
آسمان گر پڑے زمین ٹل جائے — یار کا در نہ چہوڑنا مجکو
دل سے بہاتا ہے تیغ قاتل کا — گلے لگ کر نہ چہوڑنا مجکو
ہوا اجل کو بہی کچھ پشیمانی — شوق دلبر نہ چہوڑنا مجکو
اوسکے غصے کا ناز کیا کہنا — مسکرا کر نہ چہوڑنا مجکو

میرا اکثر بگڑ کے اٹھہ جانا ‏ اوسکا اکثر نہ چھوڑنا مجکو
مجکو تڑپا رہی ہے عشرت قتل ‏ کہین ڈر کر نہ چھوڑنا مجکو
لاکہہ دست اجل تجھے کھینچے ‏ جان مضطر نہ چھوڑنا مجکو
خاک ہوون نہ ٹہوکرون مین ملون ‏ باد صرصر نہ چھوڑنا مجکو
مین تڑپ کر گلے نہ لگ جاون ‏ زیر خنجر نہ چھوڑنا مجکو
مین بہی پیچھے ہون ایک دیوانہ ‏ ہمرے رہبر نہ چھوڑنا مجکو

راقم تشنہ اور تم ساقی
لب کوثر نہ چھوڑنا مجکو

ذو قافیتین

پیمان شکن سے شکوہ پیمان زبان سے ہو ‏ دیکہین تو عذر کیا دل نالان دہان سے ہو
سامان اگر نہین تو چراغان فغان سے ہو ‏ کچھہ شادمان تو خاطر مہمان مکان سے ہو
کہتا ہے شوق انجمن یار مین چلو ‏ چھیڑ دو ذکر آج وہ حیران بیان سے ہو
اوس گھر مین کوئی آکے رہے بہی تو کیا رہے ‏ جو گھر کہ سفر جل کے بیابان فغان سے ہو
یہ کیا ہی رنگ زرد ہے اور لب بہی خشک خشک ‏ تم آج تہے کہان اور آئے پریشان کہان سے ہو
ایسے کا کیا علاج کہ اقرار خود کرے ‏ پہر جای کہہ کے کچھہ نہ پشیمان زبان سے ہو
جس دل مین دشمنون کی بہری خونگین حسرتین ‏ اوس دل مین ہمنشین مرا ارمان کہان سے ہو
وحشت یہ چاہتی ہے گریبان ہو تار تار ‏ دامن بہی پارہ ہو جیسے گریبان [illegible]
تم بہی کمان اوٹہاؤ ادہر ہم زبان ہلائین ‏ کچھہ دعوت جراحت خندان سنان سے ہو
بہلاسے پانون خوب ہے دل کہول کر جنون ‏ وسعت مین گر زیادہ بیابان مکان سے ہو

راقم غزل سنا و زبان سے نمک فشان
وہ بھی فراخور لب و دندان زبان سے ہو

ہان چھیڑ چھاڑ نالہ دل آسمان سے ہو
پہلے تو امتحان اسی بے خانمان سے ہو

نالہ سے دلفریبی دلبر کہان سے ہو
انسان سے کام جو نہو کیونکر فغان سے ہو

کیونکر نہ سر بلند وہ کون و مکان سے ہو
جس سر کو افتخار ترے آستان سے ہو

آتا ہے ابر قبلہ غضب جھومتا ہوا
یارب بھرا ہوا یہ مے ارغوان سے ہو

قدغن ہے اوسکا درد مین منہ سے نہ نکلے آہ
ہان شوق یہ کہ شورش نالہ دہان سے ہو

بننا بگڑنا کام کا سب ہے خدا کے ہات
کچھ کر سکے زمین نہ کچھ آسمان سے ہو

ایسی تو مے حلال ہے واعظ اگر ملے
بھیجی ہوئی کسی کی ہو اور ارمغان سے ہو

کیا سنتے ہو حریف سے جھوٹی کہانیان
مجھسے سنو جو شوق تمہین داستان سے ہو

مقصد تمہارے ہات ہے قسمت خدا کے ہات
جو کچھ خدا سے ہو وہ تمہاری زبان سے ہو

نظرون سے مار رکھتے ہو کچھ جانتے نہین
باتون مین دل کو لیتے ہو پھر بے زبان سے ہو

کچھ مجھسے سیکھو تم روش گفتگوی شوخ
پھر دلستان نہو گے ابھی بے زبان سے ہو

بدنام یہ سفال ہو میرا خدا کی شان
اور جام جم کا شہرہ مے ارغوان سے ہو

راقم حکایت غم و اندوہ ہو چکے
اب ذکر تاب طرۂ عنبر فشان سے ہو

کچھ قدر اپنی آپ کو بھی امتحان سے ہو
جو مجھسے ہے ستیز اگر آسمان سے ہو

جو جو جفا ہونی ہے وہ ناگہان سے ہو
مجھپر ہے سب نزول بلا آسمان سے ہو

سوتون کو یہ جگاتے ہین کمبخت رات بھر
نالے وہ کام کرتے ہین جو پاسبان سے ہو

وہ لذتین تو دشنہ و خنجر مین بھی نہین
رگ رگ مین جو خلش نگہہ دلستان سے ہو

اتنا نہ آزما مجھے جو فرط بیم سے
کچھ عذر کر اٹھون گلہ تیر زبان سے ہو

اقرار کا ہے شوق وفا کا نہین خیال
کرتے نہین ہو دل سے جو کہتے زبان سے ہو

آشفتہ میری بات سے تم ہو خدا کی شان
مرغ چمن تو محو مری داستان سے ہو

یہ مہر عارضی ہے ہمین یہ نہین پسند
جو ضد سے آج غیر کے تم مہربان سے ہو

قاصد سے کیا بیان ہو اسے کیا شعور ہے
اپنا بیان درد تو اپنی زبان سے ہو

بزم رقیب گرم ہو مین کان سے سنون
نازل بلا فلک سے نہ برق آسمان سے ہو

ہمکو بھی کچھ تلافی درد جگر سے ملے
اللہ کرے کہ تمکو بھی ضد آسمان سے ہو

گھر مین ہمارے آؤ تو وہ داستان سنو
گذری ہوئی جو ہمپہ کسی دلستان سے ہو

حوران خلد اونکو بھی راقم پسند آئین
باہر ہو اونکے ناز سے واقف زبان سے ہو

خوشامد سے بگاڑا آپ ہمنے اوسکی عادت کو
بنایا اپنا دشمن خود جتا کر منہ سے الفت کو

نہ آئین وہ عیادت کو رہین اپنی مروت کو
مرے کو اور مارین گے سلام ایسی عنایت کو

ستم کی کس لئے زحمت اٹھاتے ہو کفایت ہے
تغافل جان لینے کو نظر میری شہادت کو

بجا جو ہے وہ بدخو ہے یہ میری بدگمانی سے
میرے نالے پریشان کرتے ہین اوسکی طبیعت کو

مسیحا جاؤ رخصت ہو خدا حافظ ہے اب اپنا
اجل کا مژدہ آپہونچا وہ آتے ہین عیادت کو

لرزتی ہے زمین صحرا کی جب مین پاؤن دہرتا ہون
سرک جاتے ہین کانٹے دیکھکر سوز طبیعت کو

بڑہائی مجھسے ضد اوسکی بنایا دوست کو دشمن
بڑا ہو سخت جانی کا کیا رسوا نزاکت کو

سکون دم بھر نہین اب تکو بعد مرگ کیا ہوگا
دل تفتہ کی بیتابی ہلا ڈالیگی تربت کو

بوقت عرض مطلب سے آگے لب نہیں کہلتی
الٰہی کیا ہوا میری لب گویائی حسرت کو

نہوتی ہمکو ناکامی خراب آباد عالم مین
ازل مین تا قسم قسمت دکہا دیتا جو قسمت کو

نہ اتنی گہر مین گنجایش نہ کوئی یار مین وسعت
جنون کو چاہیے صحرا بیابان پائے وحشت کو

کئے جاتے ہین عصیان اس دن ہم اس بہروسے پر
کہ طغیانی پہ سنتے ہین تمہاری بحر رحمت کو

کہین ایسا نہو ظالم نسیم ہجر گل کردے
پر پروانہ روکے رہے چراغ شام عشرت کو

چلا یہ وقت ہاتون سے بنا لے کام کچہہ ظالم
غنیمت جان لے ناداں جہان مین وقت فرصت کو

یار سے پہر چہیڑ شکوہ کی دل دیوانہ ہو
پہر اجل سے دل لگی ہو موت سے یارانہ ہو

ڈہونڈتا ہے دل اسے جسمین ادا استانہ ہو
ہر ادا مین ناز ہو اور ناز معشوقانہ ہو

عمر کہوئی عشق مین لیکن نہ دیکہا روز عیش
جلوۂ دلدار سے رونق فزا کاشانہ ہو

کون کرتا ہے ہمارے بعد دیکہین نام عشق
گل پہ بلبل ہو فدا یا شمع پر پروانہ ہو

عاشقی آسان نہین ہے عشق کا وہ نام لے
قیس سا سودائی ہو فرہاد سا مردانہ ہو

یار سے پہنچا مبر جاکر جواب نامہ لا
کچہہ شکیب جان و تسکین دل دیوانہ ہو

درد آگین داستان میری سنے اور رو دیے
جسکی خلوت مین ہمیشہ غیر کا افسانہ ہو

ہجر کی ہمکو شکایت ہو نہ فرقت کا گلا
دل اگر محو خیال جلوۂ جانانہ ہو

تم نہ چاہو جب کسیکو کون پہر چاہے تمہین
شمع کو روشن نہ دیکہے کیون فدا پروانہ ہو

دل کی بہلانے کو ملجاتے ہین تہوڑی سی مین
دشت ہو گلزار ہو یا کوچۂ جانانہ ہو

آپ سے عاشق فریبی دل فریبون مین کہان
دل لگی ہو خشک جیسے غیر سے یارانہ ہو

یار کی شہرت نہو فریاد سے رکتا ہون مین
دوست کیون بدنام ہو مشہور کیون افسانہ ہو

ابر ہو ٹھنڈی ہوا ہو اور راقم سبزہ زار
یار ہو آغوش مین اور ہات مین پیمانہ ہو

ردیف الہاء ہوز

تمنا محرم اسرار سے پوچھہ
اگر یاور نہو دو چار سے پوچھہ

تغافل پوچھہ اپنا اپنے خو سے
تڑپنے کو مری تلوار سے پوچھہ

شکایت ہجر کی مہجور سے سُن
حلاوت درد کی بیمار سے پوچھہ

میری حسرت نگاہی آنکھہ سے دیکھہ
پھر اپنی چشم افسون کار سے پوچھہ

کبھی تیر مژہ کی پرفشانی
دہان زخم دامن دار سے پوچھہ

مرا فرقت مین بیتابی کا عالم
کبھی آکر در و دیوار سے پوچھہ

شہادت کاتب تقدیر سے لے
محبت پھر مری گفتار سے پوچھہ

حقیقت بزم دشمن کی کہے کون
نشان ہائے لب و رخسار سے پوچھہ

مری ناکامیون کا حال ہمدم
کسیکی خوے بدکردار سے پوچھہ

مجھے بیتاب رکہنا اور نہ آنا
کچھہ اپنی ہمت دشوار سے پوچھہ

مری خواہش کبھی میری زبان سے
بٹھا کر پاس سن تکرار سے پوچھہ

شفاعت کے لئے کچھہ تو بھی راقم
جناب سید ابرار سے پوچھہ

ناتوانی سے اب یہ حال ہے کچھہ
بیٹھنا اٹھنا بھی محال ہے کچھہ

صاف صورت پہ انفعال ہے کچھہ
تم چھپاؤ مگر ملال ہے کچھہ

اُترا اُترا ہی منہ اود اس سے ہو
کیا کسی غیر کا [redacted] خیال ہے کچھہ

دل سے دلبر پسند کرتے ہین ۔ آج سمجھے کہ دل ہی مال ہے کچھ
بے کہے مدعا سمجھتا ہے ۔ گویا صورت مری سوال ہے کچھ
کوئی خواہش ہے تجھہ مرتے ہین ۔ ورنہ یہ جان ہمین وبال ہے کچھ
بندگی مین بھلا ہنو اللہ ۔ رحم کا تیرے گھر مین کال ہے کچھ
یاد کرتا ہے وہ بدی کے سات ۔ بارے دل مین مرا خیال ہے کچھ
دیکھنا تیرا زندگی ہے میری ۔ ورنہ مین اور مجھہ مین حال ہے کچھ

حسرتین کام آئین گی رستم ۔ اوسکو تیرا اگر خیال ہے کچھ

صلائے عید ہے ساقی کہلا رکہہ آج میخانہ ۔ مہینا بھر کے پیاسے ہین پئین بھر بھر کے پیمانہ
شکست توبہ کا فتوا امام شہر دیتا ہے ۔ لگا کر برف مین دیجو مئی گلبو کا پیمانہ
نہین آتے وہ قابو مین تو ہم قابو مین کرلینگے ۔ شراب مرد افگن کا پلا کر اونکو پیمانہ
تکلف برطرف اغماض چھوڑو ہمسے ملجاؤ ۔ بہت کچھہ کر چکے اغماض بیجا نازجانانہ
وفا پروانہ کی کیسی وہ اس غیرت سے جلتا ہے ۔ کہ شعلہ سے کیا کرتی ہے شمع بزم یارانہ
بہت مشکل ہے بزم یار تک اپنی رسائی ہو ۔ مری صورت گدایانہ ہے اوسکی شان شاہانہ
ہمین کیا کم ہے رہنے کو زمین کوچہ جانان ۔ غرض کیا مثل مجنون ہم کرین آباد ویرانہ
نگاہ یار کب چھوڑے گی ہمکو جسنے عالم مین ۔ نہ چھوڑا کوئی دیوانہ نہ چھوڑا کوئی فرزانہ
یہ وصل یار کی شب ہے تکلف چاہیے ساقی ۔ مرے دل کا نمکدان ہو مری آنکھونکا پیمانہ
نہین ہے رنج کچھہ ہمکو اگر ہے بھی تو یہ اوسنے ۔ بٹھا لیتے مین پاس اپنے یگانہ اور بیگانہ
جلا کر شمع کو گھر مین تماشا دیکھنا اوسکو ۔ کہ سر پر شمع کیسے کرتا ہے کیا کیا رقص پروانہ

حدیث درد و غم میری سنے اور وہ غضب راقم
زمانہ کی ستم کا دل سے سنتا ہو جو افسانہ

خوابگاہ سے یار کی یہ روز محشر آئینہ
کیا کریگا عذر مجھسے پیش داور آئینہ

ابتو تم ہو اور آرائش کو دن بھر آئینہ
جان کا نشتر ہے میری دل کا خنجر آئینہ

یہ تمہارا شوق دل کا ناز پرور آئینہ
وصل کا دشمن مرے ہوگا مقرر آئینہ

کیا غضب پیدا ہوا ہے شوق آرائش اوسے
ہات مین شانہ ہے ہر دم آگے دن بھر آئینہ

جب مقابل اونکے بیٹھون مجھسے کرتے ہین حجاب
درمیان رکھ لیتے ہین ضد سے اٹھا کر آئینہ

دیکھنے سے آئینہ کی مست ہو جاتے ہو تم
کیا شراب ہوش زن کا ہے یہ ساغر آئینہ

یہ بھی ایک انداز ہے اونکا جلانیکے لئے
ضد سے میری دیکھنا اون کو برابر آئینہ

تم جو ہر دم دیکھتے ہو آئینہ کو شوق سے
کیا ہلال عید ہے یہ ماہ پیکر آئینہ

یہ غضب اللہ اکبر رشک سے مرتا ہون مین
رات دن لوٹے بہار حسن دلبر آئینہ

چھوڑ دینگے آپ آخر آئینہ کا دیکھنا
عکس سے گیسو کے ہوگا جب مکدر آئینہ

اب تمہارے ملنے کی راقم نہین پروا اونھے
وہ ہین خوگر آئینہ کے اونکا خوگر آئینہ

ردیف الیاء

مژدہ اے میکشو بادل سے جو آتا ہے
آج برسائیگا صہبا کے سبو آتا ہے

لینے شکوون کا حساب آئینہ رو آتا ہے
دل کی اب خیر نہین عربدہ جو آتا ہے

آنکھہ مین اُلجھا ہے شاید کوئی دل کا ٹکڑا
قطرۂ اشک لئے سات لہو آتا ہے

گھر مین پہلے ہے صبا اور صبا سے نکہت
آج شاید میری گھر غالیہ مو آتا ہے

آہ و فریاد سے ہوتا ہے نہ تدبیر سے کچھہ
کام بنجاتا ہے جب وقت نکو آتا ہے

آپ کا سایہ بہی سات رہے آپکے کیون
ہر قدم سات سمجہتا ہون عدو آتا ہے

اِسقدر مجہسے ہے نفرت اُنہین وہ کہتے ہین
آنکہہ مین خون اُترتا ہے جو تو آتا ہے

بخیہ گر کیا دل صدپارہ کو دینگے تارکا
ہمکو اپنے بن ناخن سے رفو آتا ہے

نالہ کیجے تو یہ مشکل ہے جگر جلتا ہے
ضبط مین گہٹ کے نفس تا بگلو آتا ہے

مین تو مایوس ہوا وصل سے اوسکے راقم
خواب مین روز مرے عربدہ جو آتا ہے

یاد ہے کس کا کیا خون تمنا کس نے
خاک مین خون تمنا کو ملایا کس نے

تم ہی جانو کیا بدنام کسی کا کس نے
کون کس سے ملا کسکو کیا رسوا کس نے

ہمتو کہتے نہین کل بزم مین کیا کیا نہوا
کون تہا کس کو کیا آپ اشارا کس نے

غیر کے ناز اُٹہاؤگے تو ہوگی کچھہ قدر
ظلم سہہ سہہ کے کیا ناز گوارا کس نے

بیوفا کون پہرا کون وفا مین کس سے
دل مین گہر غیر کے پیدا کیا اچہا کس نے

دلربا اور زمانہ مین ہین ایک تم ہی ہی
شاہدی کا تمہین انداز سکہایا کس نے

قیس اور عشق کجا بندہ جانان بنکر
کی ہے تقلید مری حوصلہ فرسا کس نے

شہرت عشق سے رسوا کیا مینے اچہا
مجکو دیوانۂ صورت کیا اپنا کس نے

آج ہمسے ہے تغافل ہی خدا کی قدرت
منہ یہ کہہ کہہ کے بنایا تمہین تسا کس نے

مین نے تمکو کہا معشوق یہ مجہپر الزام
میری گردن پہ رکہا عشق کا آرا کس نے

ہم وفا مین ہی رہے دوست کے دشمن راقم
دل مین گہر یار کے آسان کیا پیدا کس نے

کچھہ کام نکلتا ہے تدبیر تو کی ہوتی
دلالہ سے مل جل کر تقریر تو کی ہوتی

کچھہ دیر وہ تہم جاتے کچھہ اور ٹہر جاتے
الوار سحر تونے تاخیر تو کی ہوتی

تہا دوست اگر دشمن بیگانہ نتہے ہم بہی
تم پاس بٹہا لیتے توقیر تو کی ہوتی

وہ مجھسے ہے آزردہ تجھسے تو نتہے قاصد
کیا تہا جو بگڑ جاتی تقریر تو کی ہوتی

لڑنے کا مزا آتا کچھہ پاس ہی تم رکہتے
ایک زیب کمر تمنے شمشیر تو کی ہوتی

تہا ذبح مجھے کرنا پہر ذبح سے کچھہ پہلے
مرنے کی مرے نادان تکبیر تو کی ہوتی

تعذیر سے مجھے دیتے مین شکر ادا کرتا
کچھہ تمنے مری ثابت تقصیر تو کی ہوتی

ملنے کا کوئی رستا اللہ نکل آتا
شاہد سے ہم آغوشی تقدیر تو کی ہوتی

احوال سنانا تھا کچھہ رحم انہین آتا
بیتابی دل رقم تحریر تو کی ہوتی

کیا علاج دل بیمار مسیحا کرتے
درد ظاہر کوئی ہوتا دسے اچھا کرتے

ہمسے تم پوچھتے ہو وصل کسون کیا کرتے
ہم تمنا کو بہ آغوش تمنا کرتے

ایسے او چھے نتہے ہم قتل کا دعوا کرتے
خونبہا مانگتے اپنا نہ تقاضا کرتے

وہ یہان آنے کا وعدہ کبہی سچا کرتے
ہم رہ دوست مین آنکھون کا بچھونا کرتے

ناتوانی نے نرکھا ہمین قابل اتنا
کوچہ یار مین جا کر کبہی غوغا کرتے

غمکدہ مین کبہی آتے تو تماشا ہوتا
دیکھتے آپ کہ ہم شوق مین کیا کیا کرتے

آئینہ بہی نہوئے ہم کہ مقابل رہتے
روئے معشوق کا دن رات تماشا کرتے

پاس ہوتی نہ تماشے کو اگر چشم خیال
دیکھنے کے لئے ہم یار کے ترسا کرتے

ہائے وہ دن نہوا کوئی کہ ہم تم ملکر
لذت کام و زبان تلخی صہبا کرتے

وہ ہمین ہین کہ تمہین دل دیا دیکر بہولے
تم اگر دیتے تو سو بار تقاضا کرتے

شکوہ غیر سے وہ خوش تہی ہم اچہے رہتے
اونکی ہر بات پہ راقم گلا بیجا کرتے

آرزو وصل کی اوس دن دل مضطر نکلے
سینۂ یار سے گر کینہ کافر نکلے

ہم ازل سے ہی برائے کے مقدر سے نکلے
ہات دولت پہ جہان ڈالا ہے پتہر نکلے

بوند بہی حوض مین باقی رہے کہنا کمظرف
ہم اگر تشنہ صہبا سوئے کوثر نکلے

کہتے ہو غیر سے کچہہ ربط نہین ہے ہم سے
خیر سچ ہو یہی پر شک مرا کیونکر نکلے

آج سمجہے نہین تقدیر مین وصل معشوق
حرف تقدیر سے کم حرف مقدر نکلے

دیکہہ لینا کسی تقدیر سے تقدیر ملے
غیر جب انجمن یار سے باہر نکلے

جسکے ہم کشتۂ انداز تہے باری وہ بہی
ابروئے غیر کی خو کشتہ خنجر نکلے

ہمدلیون سے سنے لطف اسیری جنکے
حسرت جلوۂ گل بند قفس پر نکلے

آرزو نکلے تمنا بہی برائے اپنی
کچہہ رسا عشق بنے یار مقدر سے نکلے

حوصلہ عشق کا جبتک نہین نکلے گا جنون
چاک دامن کا گریبان کی برابر نکلے

دوست دشمن کی ہی تفریق نہ کی کاتب نے
عشق کی مد مین لکہی دونون برابر نکلے

آؤ ملو اپنی تمہین دوست سے چلکر راقم
دل کو تم تہام لو ایسا نہو مضطر نکلے

الفت دل کی نشانی اور ہے
وہ نگاہ مہربانی اور ہے

خضر عمر جاودانی اور ہے
انبساط زندگانی اور ہے

رابطہ دل اپنے نہانی اور ہے
پر طبیعت آنی جانی اور ہے

بار ہا ہم ہو چکے ہین ناتوان
اب کے رنگ ناتوانی اور ہے

ناامیدی صبر کر گہبرا نہین
اون سے تقریر زبانی اور ہے

منتین ہم کر چکے سب نذر دوست
ایک نالہ امتحانی اور ہے

جست جوے یار کر لین گے ابہی
ایک بلائے مرگ آنی اور ہے

مہربان نامہربانی چہوڑ دو
چارون کی زندگانی اور ہے

مدعا کہدے گا قاصد ہی مگر
اپنے منہ کی گل فشانی اور ہے

زخم سینہ ہو تو سی دین بخیہ دوز
دل کا ناسور نہانی اور ہے

غم کا قصہ سن لیا یہ ہی سنو
آرزو کی ایک کہانی اور ہے

یار کی آشفتگی ہے ایک ادا
صورت نامہربانی اور ہے

وعدہ سے تسکین ہوتی ہے مگر
وصل کی کچہہ شادمانی اور ہے

ہجر کی آلام سے راقم جدا
موت کوئی ناگہانی اور ہے

آج کس کے سات کہیلے بزم آرائے ہوئے
شکل مرجہائے ہوئی ہے آنکہہ شرمائے ہوئے

سعی بے حاصل مین اپنے دشت پیمائی ہوئی
جسکے طالب ہم ہوئے دنیا تمنائی ہوئی

آپ وقت نزع آجاتے اجل آئی ہوئی
لٹنے پہر جاتی مری بالین سے پچہتائی ہوئی

درد بے پوچہے چلے کیا چارہ فرمائی ہوئی
جان اوٹہی لے چلے یہ کچہہ مسیحائی ہوئی

بزم مین جس دن وہ آنکلے تو اے یاران بزم
دیکہنا کس کس کو پہر تاب شکیبائی ہوئی

بار غم کا اور بہی سر پر مری یارب کہا
منہ پہ جب رونق مری آئی توانائی ہوئی

رشک سے مر گیا مین جب وہ میری گہر مین آئے
ہر نگاہ بوالہوس اونکی تماشائی ہوئی

کوئی تازہ عہد ہو پیمان ہو وعدہ ہو کرو
بات وہ کہتے ہو اگلی پچھلی فرمائی ہوئی

ہمسے فرقت مین نچھوٹی عمر بھر کی خوی عیش
سب بسر پینے مے صہبا سے تنہائی ہوئی

کل کا وعدہ آج پھر کرتے ہو تم کہا کر قسم
اس قسم کا کیا یقین اکثر ہی یہ کہانی ہوئی

قصہ طولانی تھا پھر اسنتے سنتے وہ تھکے
نامہ بر کی کہتے کہتے بند گویائی ہوئی

انجا کا وقت آیا وہ ہوئے آتش مزاج
جب زبان اپنی کھلی وان شوخ گویائی ہوئی

ایک دن تمنے نہ دیکھا ہم جبین رگڑا کئے
رائیگان سب عمر بھر کی ناصیہ سائی ہوئی

جستجو کرتے ہین کسکے وصل کی بیکار ہم
خود طبیعت جسکی مرغوب خود آرائی ہوئی

گھر مین ہنگامہ ہے ہونے لگا فریاد کا
مجمع محشر مری فرقت کی تنہائی ہوئی

ہمکو ملنے کی نہین خواہش نظر کے سامنے
اوسکی تصویر خیالی صاف پیدائی ہوئی

خوب وقت نزع تم آئے کہ صورت دیکھکر
باقی ساقی جان بھی نذر مسیحائی ہوئی

با وفا کیونکر کہے تمکو وہ راقمؔ بیوفا
جب وفا پروانہ کی مشہور ہرجائی ہوئی

آج خوش خوش جو نسیم سحری آتی ہے
نکہت پیرہن دوست مگر لاتی ہے

صحبت خلوت معشوق جو یاد آتی ہے
آنکھ کے سامنے تصویر سے پھر جاتی ہے

ہائے کوتاہی تقدیر کہ وقت تقریر
منہ سے بے ساختہ بس آہ نکل جاتی ہے

خاک ہم ہوکے رہے کوئی صنم مین پھر کیا
جھولیان بھر کے صبا روز لئے جاتی ہے

کوئی دکھ درد نہین پھر یہ تماشا کیا ہے
چین سے رات گزرتی ہے نہ نیند آتی ہے

ہجر کا روز تو کٹ جاتا ہے مرتے جیتے
رات محشر کے تماشے مجھے دکھلاتی ہے

تم کرو ملنے سے اغماض خدا ہے اپنا
زندگی اپنے بسر یون بھی ہوئی جاتی ہے

درد مند اپنا نہ نکلا کوئی لیکن بلبل
داستان کہتے ہو دلکو مرے بہلاتی ہے

غم سے وہ بگڑی ہے صورت کہ الٰہی توبہ
اپنے صورت پہ مجھے آپ ہنسی آتی ہے

گل کہلا کوئی نیا انجمن یار مین پھر
جو طبیعت کئے دلنے مری گہبراتی ہے

گہر مین ناصح میرا دشمن ہے چمن مین قمریٔ
بلبل تفتہ جگر مغز مرا کہاتی ہے

دی تہی ازل مین الفت اہل جفا مجہے
دینا تہا دل ہی کوئی ستم آشنا مجہے

پہرلے چلا وہین دل حسرت فزا مجہے
سو بار جس کی بزم سے اٹھوا چکا مجہے

ممنون ہون صبا کا کہ غم مین صبا مجہے
دیتے ہی روز نکہت زلف دوتا مجہے

جوہر تو مجکو سب ملکوتی دیئے خدا
انسان بناکے کس لئے رسوا کیا مجہے

تو اور میری جان قضا تجہہ سے واسطہ
جان عزیز کرنی ہے نذر صبا مجہے

کرینگے شکوہ دوست کا فرصت ملے اگر
فرقت کی کشمکش سے بچا دے خدا مجہے

تقریر سینہ سوز کو رکہا اور وقت پر
تدبیر وصل کی کوئی ناصح بتا مجہے

کیونکر نبہے گی یار سے یہ رسم و راہ عشق
اوسکو جفا پسند ہے خوئے وفا مجہے

انکار وصل غیر تمہارا بجا سہی
دہوکہ مین ڈالتا ہے یہ رنگ حنا مجہے

تقریر دلفریب یہ کس کی زبان کی ہے
دل کہینچتی ہے نامہ رسان بیچ بتا مجہے

تعذیر عشق یہ ہے سزا یہہ وفا کی ہے
دربان کی روز کرنی پڑی التجا مجہے

خواہش نے وصل یار کی دیوانہ کردیا
رہتا نہیں ہے شوق مین پاس حیا مجہے

واللہ مین ستم کو تمہارے کرم کہون
دیتے رہو ستم کا اگر خون بہا مجہے

الفت کا لطف یہ ہے کہ دونون دلون مین ہو
کچہہ شوق وصل تمکو ہو تمسے سوا مجہے

فیاض الدین

راقم سخن بہ اہل سخن بھیجے ارمغان
قدر سخن سے کہیں نہ ملے مرحبا مجھے

سنا فریاد دل کی نالہ شبگیر تھوڑی سی
کسی دل مین میری حسرت کی ہو توقیر تھوڑی سی

مگر فریاد بیجا عاشق دلگیر تھوڑی سی
کہ اس فریاد بے حاصل کی ہے تاثیر تھوڑی سی

فغان پر کیا بھروسہ ہو اثر جسمین نہین اتنا
کہ نکلے دل سے اور دلمین کرے تاثیر تھوڑی سی

فسون کچھہ کام کر جاتا فریب عشق چل جاتا
اگر سنتا زبانی وہ مری تقریر تھوڑی سی

ملا یا لب سے لب مین نے خطا تھی جوش مستی کی
سزا دو مجکو لیکن دیکھکر تقصیر تھوڑی سی

نہ بیجو طول باتون مین مطالب مختصر کہیو
کہ وہ سنتا ہے قاصد درد کی تقریر تھوڑی سی

تمنا دل کی بر آئے مرادین دل کی پوری ہون
ہم آغوش مقدر ہو اگر تدبیر تھوڑی سی

ادھر یہ سخت جانی ہے ادھر وہ نازک اندامی
غضب ہوگا جو چل کر گئی شمشیر تھوڑی سی

سنا ہے ملتی ہے خدمت سے عظمت بات اچھی ہے
اگر سچ ہے چلو راقم کرین تدبیر تھوڑی سی

ہے اگر فرقت بھی اور ہجر کا آزار بھی
جان سے ہم بھی گئے ہمسے دل بیمار بھی

یار سے رنجش پڑی ہونے لگی تکرار بھی
لطف آپسمین کچھہ تلخی گفتار بھی

یون نہ جائینگے تمہاری روز کے وعدے غلط
ہمسے ہو جائے نہ جبتک وصل کا اقرار بھی

نام بھی ہمتو نہین لین کوچہ سفاک کا
دل لئے جاتا ہے وان اور حسرت دیدار بھی

یار کو مرغوب ہو جائے کوئی شاید ادا
ہاتھہ مین تسبیح رکھین دوش پر زنار بھی

اور بھی ضایع کرین عمر گرانمایہ کو ہم
اون سے ملنے کی نظر آئین اگر آثار بھی

جسقدر رویا گیا رو لے تمہاری یاد مین
مدتے روتے تھک گئے یہ دیدہ خونبار بھی

یا الٰہی کیا قیامت ہے کہ کوئی یار مین
مجھسے رہتا ہے گریزان سایۂ دیوار بھی

اضطراب دل پہ میرے برق بھی ہے بیقرار
حال پر روتا ہے میرے ابر دریا بار بھی

اس کشاکش سے تو بہتر ہے کہ آجائے اجل
ہوگیا دشوار اب تو انتظار یار بھی

ایک مجکو ہی نہین ہے حسرت دیدار یار
روتی ہے دیدار گل کو عندلیب زار بھی

میری ناکامی نے کھویا اشتیاق اقرار کا
میری محرومی نے رکھا انتظار یار بھی

ہو چکا ہونا تھا جو کچھہ جا چکی امید وصل
یا الٰہی دل سے جائے حسرت دیدار بھی

تفرقہ سنتے ہین راقم صحبت اغیار مین
وہ خفا غیرون سے ہین اون سے خفا اغیار بھی

عشق کا داغ نشان غم جان ہوتا ہے
شمع کی سوز کا سرمایہ دہوان ہوتا ہے

بوسہ کیا چیز ہے دینے مین بھی اغماض نہین
بس یہی ذائقہ کام و زبان ہوتا ہے

ضبط ہوتا نہین آجاتا ہے لب پر شکوہ
نالہ جب سوز لب و کام و زبان ہوتا ہے

اون کے جانے سے یہ ہو جاتی ہے میری صورت
جیسے گل محو تماشائے خزان ہوتا ہے

تھک گئے ہجر مین فریاد ہی کرتے کرتے
اب تو نالہ بھی طبیعت پہ گران ہوتا ہے

رو ئین آنسو کی دل خون شدہ آیا شاید
گریہ ہر بار جو خونابہ فشان ہوتا ہے

مثل فرہاد بر آئے گی تمنا اپنی
اون کے اقرار غلط سے یہ گمان ہوتا ہے

درد کا میرے بیان اور بیان بھی رنگین
کب زبان سے کسی قاصد کی بیان ہوتا ہے

خواب مین جب وہ دکھا جاتے ہین صورت اپنی
خواب راحت بھی مجھے خواب گران ہوتا ہے

بارے اتنا تو ہے دشمن کی جلانے کیلئے
جب بیان ہوتا ہے میرا ہی بیان ہوتا ہے

تم کہو یا نہ کہو رات کو جاگے ہو کہین
زردی چہرہ سے ظاہر یہ نشان ہوتا ہے

مجھکو دعوائے سخن کچھ نہین لیکن راقم
نظم مین میری مگر رنگ زبان ہوتا ہے

گران ہین اونکی خاطر پہ زبانکی شوخیان میری
الٰہی بند ہو جائے شکایت کی زبان میری

رہی تقریر مین اُلجھی تمنائی بیان میری
نہ مین سمجھا نگہبان کی نہ سمجھا پاسبان میری

تغافل نے بڑہادی اونکی آہنگ فغان میری
نہ تاب ضبط ہے مجھکو نہ تھمتے ہے زبان میری

نہ وہ کچھ میری سنتے ہین نہ اونکا پاسبان میری
کشاکش مین تمنا ہے تردد مین ہے جان میری

بیان درد آگین ہے کہے گا جاکے کیا قاصد
حدیث آرزو میری پریشان داستان میری

بلا مین شوخیان اونمین ہم آغوشی مین کیا ہوگی
تبسم پر پسی جاتی ہے جان ناتوان میری

صدائے حلقہ زنجیر در دل مین کھٹکتی ہے
کوئی آتا ہے یا آئی ہے مرگ ناگہان میری

یہان تک اب تو شہرت ہے میری بیتابی دلکی
نوا سنج چمن کہتے ہین غم کی داستان میری

بھرا ہے مدعا دل مین کہون دل کھولکر اوس سے
اگر دم بھر بھی رک جائے یہ چشم خون فشان میری

خبر ہی تجکو یارب اوسکی طول عہد پیمان کی
خضر کی سی بڑہا دینی تھی عمر جاودان میری

گیا فرقت کا رونا سات امید و تمنا کے
وہ بیتابی ہے اگلی سی نہ چشم خونچکان میری

گلہ کا اب گلہ کیسا شکایت کی شکایت کیا
اودہر بدلا تمہارا دل ادہر بدلی زبان میری

یہ رنجش دور ہو جاتی کبھی تم بیٹھکر سنتے
مرے غم کا بیان مجھسے زبانی داستان میری

عبث کرتے ہو تم راقم مری تدبیر ملنے کی
ہم آغوشی مقدر اونسے یان میری نہ وان میری

رقیبون سے ہنسنا ہنسانا برا ہے
مری جان سمجھو زمانا برا ہے

تم اچھے تمہارا تغافل بھی اچھا
یہ منہ پھیر کر مسکرانا برا ہے

کبھی مہربان ہو کے ہمسے نبولے
کبھی تم نہ سمجھے ستانا بُرا ہے

یہ کافر ادائین یہ بے مہرباتین
زمانے کو کہنا زمانا بُرا ہے

تماشائے صورت مین ہے لطف لیکن
نظر سے نظر کا ملانا بُرا ہے

تمہین قدر کیا ہو کسی دل جلے کی
جلے ہو تو جانو جلانا بُرا ہے

شب غیر مین شمع روشن نہ کیجے
نہ ہنسئے جلا کر جلانا بُرا ہے

گلستان مین جا کر تماشا دکہانا
یہان بے حجابانہ آنا بُرا ہے

مرا غم کا قصہ نہ کہیو نہ کہیو
کہ دل اوسکا قاصد دکہانا بُرا ہے

ستاؤ نہ دل کو تمہارا ہی دل ہے
ستائے ہوئے کا ستانا بُرا ہے

سنانا غم دل شکایت ہے اوسکی
تقاضا نہ سمجھے سنانا بُرا ہے

لگائی ہو دل کو حسینون سے راقم
سنبہل کر چلو تم زمانا بُرا ہے

نالہ بیکار مرا حاصل تاثیر مین ہے
لفظ تاثیر لکھا ہی نہین تقدیر مین ہے

وہ نہ آیا نہ سہی غیر کی توقیر مین ہے
موت کس کام مین ہے کون سی تدبیر مین ہے

دامن اوسکا ہوا چھٹ جائے یہ چھوٹے کیونکر
جان اٹکی ہوئی ایک زلف گرہ گیر مین ہے

فرق نقطہ کا ہے ناکام کو باکام لکھے
اتنی قدرت قلم کاتب تقدیر مین ہے

شکل غارت گر ایمان وہ ہوگی کیسی
عالم حسن جو یہ عالم تصویر مین ہے

تم سے بیگانہ مزاجون سے بنے گی کیونکر
جو مرے دل مین نہین آپکی تقریر مین ہے

ہم دعا مانگ کے کہوتے ہین دعا کی توقیر
شکل تاثیر چھپی غیر کی تقدیر مین ہے

دیکھتے چشم فسون گر کو ہوتے مجروح
کسکو معلوم تہا یہ زہر بہرا تیر مین ہے

کچھہ تو ہے شیشہ و ساغر جو ہے سر مین آگے
اور اغماض نظر بھی کسی تدبیر مین ہے

قتل کرنے مجھے تم آتے ہو نازک ہو کر
پہلے یہ دیکھہ لو دم سینۂ شمشیر مین ہے

ناز کرتے ہو اسی طرز سخن پر راقم
اتنی شوخی نہین جو زمزمۂ میر مین ہے

کہتے ہین آنے کو وہ آئین نہ آئین دیکھیے
شوق مین کب تک ہمین رستا دکھائین دیکھیے

جانے وہ مجھ پر جفاؤن پر جفائین دیکھیے
مجھسے بھی ہونے لگین گی اب خطائین دیکھیے

ابتداے عشق مین کیا کچھہ ہوئے مجھپر ستم
آگے آگے کیا پڑین سر پر بلائین دیکھیے

آج اونسے گفتگوے وصل پھر کرنے کو ہون
آرزوئین رائیگان ہون یا بر آئین دیکھیے

وصل مین اغماض کرنا آپ ہی کر لین خیال
پھر مری خواہش پہ بیگانہ ادائین دیکھیے

ہم نفس ہین مین ہون قسمت آزما امیدوار
کس کو تنہا پاس اپنے وہ بلائین دیکھیے

امتحان نظرون مین کرلو پھر وفا کھل جائیگی
پھر مری الفت دیکھیے اپنی جفائین دیکھیے

دل پھرا ہے اونکی خو سے اسقدر اپنا ندیم
وہ بلائین ہمکو ہم جائین نہ جائین دیکھیے

رو کہے دیکھے بولتے ہو یہ کوئی انداز ہے
رنگ الفت کو مٹا دین گی ادائین دیکھیے

اوسنے کرنے جاتے ہین راقم تقاضا وصل کا
شاد ہو کر آئین یا ناشاد آئین دیکھیے ؛

آج کیون خاطر ہے برہم بیقراری دل مین ہے
رشک کیون رہ رہ کے جاتا یار کی محفل مین ہے

کوئی حاصل ہو نہوا تو قدم منزل مین ہے
کچھہ تو بے حاصل توقع سعی بے حاصل مین ہے

ہاے محرومی کہ عرض حال بھی مشکل مین ہے
لب پہ رہ جاتا ہے مطلب جو ہمارے دل مین ہے

وان وفا کی آزمایش مین نو آموز وفا
یا الٰہی خیر ہو خنجر کف قاتل مین ہے

جانتا ہون خواہشون کا جو ملے والے سے جواب
اونکے جو کچھ جی مین ہے وہ سب ہمارے دل مین ہے

مہر و کین کا ہے تماشا قاتل و مقتول مین
جان بکف مین ہون کھڑا خنجر کف قاتل مین ہے

کوئی باعث ہے کہ دل ہے شادمان فریاد سے
لذت فریاد جو فریاد سے حاصل مین ہے

وصل مین اغماض کیا شرم تنہائی مین کیون
کیا سمایا آپ کے اندیشہ باطل مین ہے

سات ہین ناکامیان اور بحر الفت بے کنار
یہ سفینہ ڈوبنے والا لب ساحل مین ہے

وصل سے انکار اونکو یان تمنائے وصال
وان وفا مشکل مین ہے یان آرزو مشکل مین ہے

کیون کرین اظہار مقصد کیون سبک نظرون مین ہون
اونکی عادت کینہ جو ہے کینہ آب و گل مین ہے

درد فرقت رشک دشمن رنج ناکامی سوا
رحم کر یارب دل بیتاب کس مشکل مین ہے

عرض حال دل عبث ہے سمجھ جاؤ تمہین
کیا تمہارے جی مین ہے اور کیا ہمارے دل مین ہے

لذت مردن ہی راقم اپنی قسمت مین نہین
جان خنجر مین ہے اونکی اور دل قاتل مین ہے

کام تدبیر نہ تاثیر دعا کرتی ہے
وہی ہوتا ہے جو تقدیر خدا کرتی ہے

تم سے زلف اچھی ہے کچھ پاس وفا کرتی ہے
تازہ بو سی نفس باد صبا کرتی ہے

ناز بے کار تمہارے نہ اٹھائے جاتے
ہان وفا مجکو گرانبار جفا کرتی ہے

اوسکی عادت نہین اغماض کی اغماض کرے
میری خواہش مجھے ناکام رکھا کرتی ہے

نکہت پیرہن یار سنگھا کر مجھکو
ہجر مین اور پریشان صبا کرتی ہے

رات رو پیٹ کے کٹ جاتی ہے فرقت کی مگر
صبح فریاد کا پھر کام لیا کرتی ہے

کوئی شب طول مین ہوگی نہ شب غم سے دراز
خون پی پی کے جو عاشق کا بڑھا کرتی ہے

تم ہو عالم مین اگر اپنے ہی قایم امید
مل ہی جاینگے اگر عمر وفا کرتی ہے

کیا کہین خستگیٔ دل کی حقیقت اپنی
راتدن آگ سی سینہ مین جلا کرتی ہے

اپنا دل کہول کے ارمان شب تا نکال
موت بہی سوتی ہے آرام قضا کرتی ہے

اونکو فریاد نے بے چین کیا ہے میری
اب وہ سمجہے کہ اثر آہ رسا کرتی ہے

صبح امید بہی ہو جائگی راقم کی ضرور
جان بے صبر جدا ہوتی ہے کیا کرتی ہے

آہ کو سمجہے تہے تسکین کی دوا کرتی ہے
کیسی تسکین میری حالت کو سوا کرتی ہے

جہوٹ ہے چشم فسون کار حیا کرتی ہے
شرم ہی شرم مین عالم کو فنا کرتی ہے

کیون نہ ممنون صبا ہون شب غم مین اکثر
خاطر سوختہ کو شاد کیا کرتی ہے

موت آتی نہین اچہا نہ سہی نیند تو نہین
نیند کس شغل مین اُلجہی ہے وہ کیا کرتی ہے

اب تمنا کی یہ صورت ہے شب وعدہ مین
مثل پروانہ سر شمع جلا کرتی ہے

شوق کی ہان تو یہ حالت کہ ہمین چین نہین
وان تساہل مین طبیعت ہی رہا کرتی ہے

آزمائین تو سہی آہ غلط کار کو ہم
یہ کسی دل مین بہی تاثیر سے جا کرتی ہے

محتسب خیر ہے اس ابر و ہوا مین تنبیہ
ایسے موسم مین کہین توبہ رہا کرتی ہے

مین تو سو ضبط کرون درد سے فرقت کی مگر
یاد بے مہر مجہے گرم نوا کرتی ہے

ہو چکا دل کا جو ہونا تہا خدا پر چہوڑو
اب دعا کرتی ہے چارہ نہ دوا کرتی ہے

بس خدا ہی نظر آجاتا ہے سچ تو یہ ہے
جب جدا رخ سے نقاب اوسکی صبا کرتی ہے

اب مسیحا کی مسیحائی سے ہوتا کیا ہے
چوٹ اچہی کسی دل کی بہی ہوا کرتی ہے

عشق کا ہمنے تو انجام یہ دیکہا راقم
آرزو خاک مین عاشق کی ملا کرتی ہے

رات بہر تکرار اون سے دو بدو ہوتی رہی
آرزو کی میری کیا کیا آبرو ہوتی رہی

خواہشون سے میری برہم اونکی خو ہوتی رہی
آرزو مٹتی گئی حسرت لہو ہوتی رہی

وصل کا اصرار مجکو اونہی انکار وصل
منتون مین صرف اپنی آرزو ہوتی رہی

یہ گریبان کب بچے گا جیب جنون کی ہات سے
جیب سو سو بار تا دامن رفو ہوتی رہی

مین فریبون مین نہ آیا یار کی بسیار ہا
زلف لیکن پر شکن طوق گلو ہوتی رہی

آسمان ظالم نہ ٹوٹا صحبت بیگانہ پر
دشمنون کی دعوت جام و سبو ہوتی رہی

کام نکلا یا نہ نکلا نام باقی رہ گیا
داستان عشق میری چار سو ہوتی رہی

دو دسے وہ رنگ لایا وصل فرقت بن گیا
عیش کی دشمن شراب مشکبو ہوتی رہی

مدعا کہتا رہا مین اور وہ ہنستے رہے
دل لگی مین الجھی الجھی گفتگو ہوتی رہی

اشتیاق وصل دل مین جتنا یان بڑہتا گیا
اونکی جی سے کچھہ سوا آزردہ خو ہوتی رہی

ہو چکا ہونا تہا جو کچھہ ذکر چہڑ و وصل کا
عمر آخر ہو گئی طے گفت گو ہوتی رہی

تم وفا کرتے رہے راقم مگر وان عمر بہر
جان لینے کی تمہاری جستجو ہوتی رہی

عیش کی رات مقدر سے اگر ہوتی ہے
بات کرنی نہین پاتے کہ سحر ہوتی ہے

نیند آتی ہے نہ فرقت مین سحر ہوتی ہے
زندگی موت کی صورت سے بسر ہوتی ہے

غم کی شب ایسے تکلف سے بسر ہوتی ہے
در و دیوار سے باتون مین سحر ہوتی ہے

کوئی دکھہ درد اگر ہو تو کہین اسکا کیا
ایک بے چینی سی کچھہ شام و سحر ہوتی ہے

تم نہوتے تو زمانہ مین اندھیرا رہتا
رونمائی کو تمہاری یہ سحر ہوتی ہے

حشر سا مجھپہ دم عیش گزر جاتا ہے
رات جس وقت ہم آغوش سحر ہوتی ہے

وعدہ پر آئے ہو ناخواستہ دل ایسے تم
کہ سوئے رہگزر غیر نظر ہوتی ہے

رات فرقت کی گزرتی ہے قیامت کیطرح
عید ہوتی ہے جو قسمت سے سحر ہوتی ہے

ہمکو اندوہ غم یار مین یہ ہوش نہین
شام کب ہوتی ہے کس وقت سحر ہوتی ہے

جو اندھیرے مین ہمیشہ رہے وہ کیا جانے
روز کہتے ہین کسے کیسے سحر ہوتی ہے

شام غیرون کی سحر غیرون کی راتین انکی
نامرادون کی کوئی شب نہ سحر ہوتی ہے

اب اٹھانا پڑا احسان مسیحا ہم کو
کل سے پھر کچھ خلش زخم جگر ہوتی ہے

ایسے آنے سے تمہارے تو نہ آنا اچھا
دل کہین دھیان کہین غیر پہ نظر ہوتی ہے

مجھکو دھوکا یہی ہوتا ہے کہ قاصد آیا
جسکی صورت پہ پڑی گرد سفر ہوتی ہے

ہونے دو داد اس نگہہ مست مین جانانہ ادا
ہم دکھادینگے خدائی کو کدھر ہوتی ہے

کہتے ہین وصل کو کل پر رکھو سونے دو ہمین
رات تھوڑی رہی دم بھر مین سحر ہوتی ہے

راقم اس نالہ و فریاد سے حاصل کیا ہے
کون سنتا ہے وہان کسکو خبر ہوتی ہے

ایمان سے کہو تمہین کس کا خیال ہے
عشرت کے وقت منہ پہ برستا ملال ہے

اسد جانتا ہے ترا اب تو حال ہے
کہدو زبان سے کونسا روز وصال ہے

دل مفت مانگتے ہو تلافی مین کچھ نہین
کیا مال ہے حرام کا چوری کا مال ہے

اونکا خیال کچھ ہے ہمارا خیال کچھ
الجھا یہ دل لگی مین جواب و سوال ہے

فرقت مین عمر کٹتی ہے امید و یاس مین
مرنے سے بچ بھی جائین تو جینا محال ہے

گردن جھکا کے دیکھئے میری وفائے عشق
پہلو مین دل سا آئینہ بے مثال ہے

خواہش کو میری پوچھتے ہو دیکھتے نہین
منہ پر غرض برستی ہے صورت سوال ہے

سنتا ہون آج آئیگا وہ وہم ہے مجھے
رستہ مین سو بلائین ہین وہ خوش جمال ہے

ملنے کی جی مین ہو تو ملو سو بہانہ سے
بیکار حجتین ہین عبث قیل و قال ہے

تہا شب کو مین ہی صحبت اغیار کا شریک
میری جبین پہ یہ عرق انفعال ہے

مجکو دکہا کے چلتے ہو تم آسمان کی چال
کچہ تم کو نازکی کا ہی اپنے خیال ہے

راقم جہان مین مہر نہ اب مہربان کوئی
سچ ہے کہ اس زمانہ مین الفت کا کال ہے

وان ذوق جلوہ زائی حسن و جمال ہے
اپنا ہزار رشک سے آشفتہ حال ہے

دشوار اونکا وصل ہے ملنا محال ہے
چہوڑو یہی فکر وصل کہان اونکا وبال ہے

ناصور دل مین ڈال دئے ہجر یار نے
اب ہم سے پردہ دار ئے الفت محال ہے

دیکھے سے اوسکے چین نہ بے دیکھے اوسکے چین
کس کشمکش مین دل ہے کشاکش مین جان ہے

پائے جنون دراز ہے پہیلائے کہان
گہر مین زمین کا قحط ہے صحرا مین کال ہے

تو اور بوئے زلف صبا تیرا یہ دماغ
کیا زلف یار نافہ مشک غزال ہے

مرتے ہین خواہ جیتے ہین اچہا کسیکو کیا
اس حال مین بہی ہمکو کسی کا خیال ہے

دل کے کہے سنے پہ ڈبو دی رہی سہی
روتے ہین اب کہ بند جواب و سوال ہے

آغوش مین رقیب کے ہو تم سایہ جبین
اسیر غرور حسن ہے نازِ جمال سے ہے

واعظ سے تم سنو نہین راقم حدیث مے
کہتے دوا اوسکو وہ پیر دانیال ہے

اتنا تو تنگ ہو صحن بیابان ہم سے
کتنے آینگے ابہی بے سر و سامان ہم سے

رام ہوگا نہوا کافر ایان ہم سے
مثل سایہ ہے رہا دور گریزان ہم سے

ٹوٹے ہین آبلہ پائے سے سر خار اتنے
کہ سرکنے لگے اب خار مغیلان ہم سے

تیرے پیمان شکنی سے نرہی ضبط کی تاب
اب چہپایا نہین جاتا غم پنہان ہم سے

ایک دن وصل ہوا تہا یہ قیامت آئی
آجتک لیتی ہے بدلے شب ہجران ہم سے

ڈہونڈتا ہے دل مشتاق وہ سامان وصال
کوئی ہوتا تہا کبہی دست و گریبان ہم سے

آپ آتے نہین کہتے ہو تقاضا کیلئے
یان یہ رکتا ہی نہین گریہ کا طوفان ہمسے

چال ہمسے ہی رہی پوچہتے کہتا کیا ہے
کچہہ تو کہتا تہا اشارون مین نگہبان ہمسے

ہمتو کچہہ یاد دلاتے ہین تقاضا کیسا
ہمنے اصرار کیا آپ نے پیمان ہم سے

غیر دن رات وہان رہتے ہین اب لطف گیا
کل چہٹا آج چہٹا کوچہ جانان ہم سے

یہ بہی ایک ناز فروشی ہے ادائین کیسی
سینہ دانستہ چہپایا تہ دامان ہم سے

بے بلائے کبہی آجاؤ تو احسان ہوگا
اپنے احسان کا پہر پوچہا احسان ہمسے

برق نے بہی دل مضطر کی اڑائے انداز
ابر سیکہا روش دیدہ گریان ہم سے

جانتے ہین کہ وہی راہ فنا ہے راقم
چہوٹ سکتا نہین پہر کوچہ جانان ہم سے

وہ بہی ہین کشمکش عشق مین حیران ہمسے
غیر اولٹے ہین پشیمان وہ پشیمان ہمسے

دیکہی جاتی نہین وحشت کے یہ سامان ہمسے
ہم گریبان سے ہین تنگ گریبان ہمسے

اسقدر قطع تعلق نہو نادان ہمسے
ہم ہی ارمان سے مایوس ہین ارمان ہمسے

دشت گردی نے کیا آبلہ پا آخر کار
ہم بیابان سے ہین بیزار بیابان ہمسے

رات اور رات ہی تاریک کسی کا پہر ذکر
ہم شب ہجر سے کرتی ہے ہجران ہمسے

دل کو سو ربط کسی سے ہمین دل سے سو ربط
دل سے بیزار ہین ہم اور دل نادان ہمسے

کیون لئے جاتا ہے زندان مین ہمین جوش جنون — ہم نہ زندان سے ہین مانوس نہ زندان ہمسے
ہمنشین یار غضب ناز سے آتا ہے سنبہال — جان سے ہم گئے اور جان پریشان ہمسے
غیر اور سیر چمن زار مبارک ہو تمہین — سیر گل سے گئے ہم سیر گلستان ہمسے
اوسپہ دل آیا ہے راقم کہ جسے دین سے ضد — ایسا کافر کبہی ہوگا نہ مسلمان ہمسے

جم گئی یار کے سینہ پہ کدورت میری — خاک ہوکر تو رہی یار سے محبت میری
شاد دل غیر ہو کہل گئی قسمت میری — دیکہہ رکہے وہ بلائے شب فرقت میری
کرتے رہتے ہین شکایت پہ شکایت میری — یار سے کچہہ دل مین ہے گنجایش الفت میری
عشق سے ہو گئے مانوس طبیعت میری — مجکو کہا کر یہ رہیگی کبہی فرقت میری
تجہسے ہے کاتب تقدیر شکایت مجکو — صورت غیر کی آئینہ ہو حسرت میری
بات بگڑی ہوئی خالق ہی بنائے تو بنے — یار کی صاف طبیعت نہ طبیعت میری
کسپہ دل آیا ہے اور آیا ہے کیسا کافر — دل کی جو قدر نہ جانے نہ حقیقت میری
ناز اور ناز جفا اوسکا اٹہانا میرا — واہ رے مشق گرانباری ہمت میری
مجکو آزردگئ یار کا ہوتا ہے خیال — ورنہ کیا کیا ہی نہین چاہتی جرأت میری
اور بڑہ جا شب تاریک بہلا ہو تیرا — کچہہ بہلتی رہی تجہسے ہی طبیعت میری
روز قسمت کا گلا کرتے تہے اب حال کہلا — وقف آزردگئ غیر ہے قسمت میری
زلف ہوتی کسی رخ پر کہین کاکل بنتے — زینت غمکدہ کیون ہے شب فرقت میری
شرم سے اونکی عجب حال تہا میرا دم وصل — صورت یار کی آئینہ تہی حسرت میری
دوست کے پاس لئے جاتے ہو مجکو راقم — سات اپنے نہ ڈبونا کہین حرمت میری

جلتے جلتے یہ ہوی عشق مین شہرت میری
شمع کرنے لگی تقلید محبت میری

مژدہ ای دل کہ تمنا ہوئی رخصت میری
اب کوئی دن کے یہ مہمان ہے فرقت میری

ایک دن رسم و رہ غیر مین جائیگی ضرور
آبرو عشق کی شرم آپ کی غیرت میری

سایہ قامت کا سہی سات تمہاری کیون ہے
شرکت غیر سے آزردہ ہے غیرت میری

اوسکا وعدہ نہین پیمان نہین اقرار نہین
منتظر رہنے کی کچھ ہے مگر عادت میری

ایسی ہوگی کوئی صورت جو بگڑ کر بنجائے
یان تو بن بن کے بگڑ جاتی ہے صورت میری

اختیار قلم قاسم قسمت مین نہین
آپ کہولین تو ابہی کہلتی ہے قسمت میری

جو خدا کا نہین اپنا نہین کسکا ہوگا
آئی اور آئی ہے ایسے یہ طبیعت میری

آپ کی روز جزا کون گواہی دے گا
ہان مگر منہ پہ برستی ہوی حسرت میری

یادگار وطن اسد کے ہے یہ بندہ راقم
کیا ہوا بزم سخن مین نہین شہرت میری

کیا سبک ہو کے ہم اہل جہان جائینگے
دوش احباب پہ رکہی ہوئی جان جائینگے

لطف اوس بزم مین کیا غیر جہان جائینگے
ہمتو رخ ہی نہ کرینگے نہ وہان جائینگے

تم نہ مانوگے تمنا مین یہ روتے روتے
ایک دن دیدہ خونناب فشان جائینگے

مجھسے جب عشق کے انداز چھٹین گے ناصح
جان کے سات مرے تاب و توان جائینگے

ہمتو جائین شب و روز مگر اے ہمدم
کان تک یار کے غوغا و فغان جائینگے

تیری تقریر پسند آئے ہے اونکو ہم بہی
تیری خاطر سے کسی سوز زبان جائینگے

یار کی کیون نہ پریشانی خاطر ہوگی
ہم سے جب سامنے آشفتہ بیان جائینگے

زردی رنگ نہین جسکو مسیحا کہو وین
کس طرح سینہ کے یہ داغ نہان جائینگے

ہمکو ڈہونڈا ہی کریگی شب غم دنیا مین
غیر کیا جاینگے وان جان پیاری ہے انہے

ایسے بیان سے کبہی بے نام و نشان جاینگے
بزم مین اوسکے ہمین دشمن جان جاینگے

ہوگئے ہمتو رہ دوست مین فانی راقمؔ
چہوڑکر کوچہ جانان کو کہان جاینگے

خطا کی اے دل ناداں خطا کی
خدا کی شان یہ قسمت حنا کی
بتا کر شوخیان اوسکو ادا کی
بیان سنکر مرا جلتے ہین شاہد
فراق یار سے گہٹنے لگا دم
مرا وعدہ رقیبون سے وفا ہو
کئی دن سے وہ گہبرائے ہوئے ہین
نہ کہتے مدعا نخوت نہ ہوتی
ہوئے ہم خاک بہی اوس رہگذر مین
وقار التجا بہی ہم نے کہو یا
امیدین اپنی سب قایم رہینگے

تمنا کی تو کس نا آشنا کی
بنی مشاطہ اوسکے دست و پا کی
ڈبوئی ہمنے قسمت مدعا کی
زبان مین میری گرمی ہے بلا کی
دُہائی ہے دُہائی ہے خدا کی
ہوئی تاثیر کیا اُلٹی دعا کی
رسائی کچہہ ہوئی آہ رسا کی
یہ خوبی ہے ہماری التجا کی
رہی حسرت ہی وصل نقش پا کی
عبث جا جا کے اوسنے التجا کی
اگر وہ ہین خدائی مین خدا کی

یہان تو ہوچکی راقمؔ ملاقات
توقع باقی ہے روز جزا کی

دیکہین تو قدم اب بڑہین اغیار کے آگے
اظہار کرین درد کا جب یار کے آگے

پہچواے ہین کانٹے دردلدار کے آگے
کہتا ہے کہ جاؤ کسی عطار کے آگے

رنج اتنے نہ دینا مجھے آزار کے آگے
توقیر ستم جائیگی اغیار کے آگے

جاتے تو ہین برق نگہہ یار کے آگے
موسی نہ ہنین جلوہ دیدار کے آگے

کس لطف سے کٹتی ہے شب غم کی درازی
افسانہ سنا کر در و دیوار کے آگے

یہ ذوق شہادت نہین آزار کا ہے شوق
سر آپ کہئے دیتے ہین تلوار کے آگے

مستانہ خرامی کا اونہے شوق ہے اتنا
محشر کو سمجھتے نہین رفتار کے آگے

ہم جان کے بیمار بنے آئین وہ شاید
آتے نہین وہ وہم سے بیمار کے آگے

کچھہ آئے مزا قتل کا اوس عربدہ جو کو
ہم بہی کرین کچھہ شوخیان تلوار کے آگے

جاتے ہین گلا کرنے گلا کر نہین سکتے
ہلتے نہین لب شوخ کی گفتار کے آگے

تاثیر تو ہے میری نگاہون مین بہی لیکن
چلتی نہین اوس چشم فسون کار کے آگے

کہتے ہو کہ اغیار سے ملتے نہین اچہا
کہہ دوگے ستم کہا کے تم اغیار کے آگے

جب اوس سے تقاضائے ملاقات کرین ہم
کہتا ہے کہو شاہد بازار کے آگے

گبہرائے شب ہجر سے تم تو اہی راقم
انداز تو دیکہوگے شب تار کے آگے

وصل مین چشم تر نہو جائے
مدعا کا ضرر نہو جائے

روک دامن سے شمع وصل نسیم
شام عشرت سحر نہو جائے

ہر بلا کا نزول ہے گہر پر
کہین جنگل یہ گہر نہو جائے

چہوڑ دو اپنا شوق خودبینی
تمکو اپنی نظر نہو جائے

کوی جانان مین جاتے ڈرتا ہون
دشمنون کو خبر نہو جائے

مدتون مین ہوا ہے وصل نصیب
یا الہی سحر نہ ہو جائے

ناتوانی توان بچائے رکھے
نذر جادو نظر نہو جائے

وصل کی ہم دعا تو کرتے ہین
کہین الٹا اثر نہو جائے

آنکھ اوسکی پھری دکھا دینگے
پھر قیامت اگر نہو جائے

یہ تو ممکن نہین محبت مین
دل کی دل کو خبر نہو جائے

نالہ کرتے ہوئے بھی ڈرتا ہون
یار کو دردسر نہو جائے

بات دلالہ سے نکر اے تسلیم
بدگمان کو خبر نہو جائے

حسینون سے نکر الفت دل ناشاد کہتے تھے
بہو ڑ لوٹینگے کافر ستم ایجاد کہتے تھے

نکرنا تہا تہ گردون ہمین آباد کہتے تھے
ستائیگا کبھی یہ چرخ بے بنیاد کہتے تھے

ستم سمجھے وفائے یار کو ہم کتنے نادان ہین
محبت کی ادا تھی جسکو ہم بیداد کہتے تھے

وہ دن اب یاد آتے ہین کہ ہم تم بزم آرا تھے
غزلخوان مطرب ساقی مبارکباد کہتے تھے

وہ لطف شکوہ سنجی بھی مٹایا ناتوانی نے
کبھی کے یاد ہین جو کچھ دم فریاد کہتے تھے

کوئی ہوگا وفا پیشہ کسی کا ذکر سنتے ہین
کسیکو غیر عہدون مین ستم ایجاد کہتے تھے

کبھی زندان مین رہتے تھے تو ایسے شاد رہتے تھے
اسیری مین بھی ہمکو ہمنفس آزاد کہتے تھے

ازل مین کھنچ چکی تصویر الفت آپکی میری
وہ ہین مجھسے یہ دونون مانی و بہزاد کہتے تھے

جنون تہا عشق کیسا تیشہ زن نے بیستون کہودا
تماشائی اوسے خون گرئے فرہاد کہتے تھے

جفا چہوڑو ہوئی شہرت تمہارے عشق بازون مین
ستم کش مجکو تمکو ملنے بیداد کہتے تھے

نہین سمجھا نہین سمجھا تپ سوز نہانی ہے
رگ جان پر نرکھ نشتر مجھے فصاد کہتے تھے

برا ہو آسمان تیرا اجاڑا عین عشرت مین
جہان آباد جسکو ہم ارم آباد کہتے تھے

نہ ملنا سست پیمان سے ہدایت عقل کرتے تھے
مگر ارمان دل کے ہر جہ باد اباد کہتے تھے

نہ چہوڑو اسکو تم راقم خراب آباد اچھا ہے
کہان ہوگی یہ آزادی کروگے یاد کہتے تھے

آنیکو میرے پاس ہوش سو بار آئین گے
جب آئین گے ستائینگے بیکار آئینگے

منہ سے دکہانے اپنا وہ رخسار آئینگے
تجکو جلانے شمع شب تار آئین گے

سنتے ہین آج وہ لئے تلوار آئین گے
شکوون کی اب مزے دل بیمار آئین گے

بزم عدو سے اوسکو رلا کر اٹھائینگے
جب زور پر یہ دیدہ خونبار آئینگے

اللہ کی زمین ہے کوئی منع کیون کرے
سو بار یان سے جائینگے سو بار آئین گے

دیکھینگے ہم ضرور تمہین تم چھپا کرو
سایہ کی طرح ہم پس دیوار آئینگے

تکو ہے کہیل جلوہ گری کا مجہے ہے رشک
موسے کی طرح طالب دیدار آئین گے

کیونکر بلاون اوسکو وہ آئیگا بے نقاب
پروانے دہوکہ کہائینگے دو چار آئینگے

گھڑی ہی گی اور بہی مری اونکی رہی سہی
جب شکوے درمیان دم گفتار آئینگے

کیا جائین بزم یار مین جی چاہتا نہین
ہشیار گہر سے جائین گے بیمار آئین گے

سو بار ہمتو جائین وہان جاکے کیا کرین
کہاکر فریب محرم اسرار آئین گے

آنے نہ دہگے تم ہمین ہم دل مین آپکے
مثل خیال عشرت اغیار آئین گے

مین رکہہ اہی سے رحمت حق شادمانیان
مہمان تیرے گہر مین گنہگار آئین گے

رونے کا تار روز یہی ہے تو ایک دن
پہونچین گے پایہ دیدہ خونبار آئین گے

کس کا جواب نامہ مگر پار ہائے خط
اڑتے ہوا یہ دیکہنا دو چار آئین گے

ہر بات پہ سکوت ہے وان حوصلے ترے
کس روز کام ہمت دشوار آئین گے

راقم تمہارے سات کسی دن چلینگے ہم
طے کرکے اون سے روز کی تکرار آئینگے

دل تشنہ بیداد دل آرام بہت ہے
اسکو ہوس وصل گل اندام بہت ہے

قاصد ہی کہتا ہے وہ آئے گا مقرر
کیونکر یہ یقین آئے وہ خود کام بہت ہے

دل لینے کی تقریب ہے یہ ناز فروشی
الفت نہ محبت طمع خام بہت ہے

آغاز مین دیوانہ سری نے ہمین گھیرا
وان دور ابہی عشق کا انجام بہت ہے

الفت نہین یہ ظاہری عشاق نوازی
کچہہ بہید ہے اسمین بہی جو وہ رام بہت ہے

ہم کوہکن و قیس کی سنتے ہین کہانی
دنیا مین ہوس پیشوں کا بہی نام بہت ہے

بس ذکر نکر یار کی بے مہری کا قاصد
خاطر پہ گرانبار ئے الام بہت ہے

سامان نرہے عشق کے اب کیا کوی لیگا
ایک دل ہے ہوس ناک وہ ناکام بہت ہے

کیا اسکا وفا نام ہے جو تمنے وفا کے
انعام تو کچہہ بہی نہین الزام بہت ہے

جی چاہتا ہے ملنے کو ہم کیا کرین ملکر
کم پاس سخن ہے اوسے ابرام بہت ہے

جاتا نہین اُس کوچے مین دل سہم گیا ہے
ڈرتا ہے کہ رستہ مین بچہا دام بہت ہے

مجکو نہین ہے شوق ملاقات کا اتنا
دل کو ہوس بوسہ بہ پیغام بہت ہے

کی ہمنے وفا بہی مگر انجام یہ دیکہا
بے مہر کو قدر دل ناکام بہت ہے

اظہار تمنا سنا سنکر بہ تبسم
کہتے ہین ابہی گردش ایام بہت ہے

ملنے کی کوی راہ نئے اب تو نکالو
تم سے ابہی بدظن دل ناکام بہت ہے

معشوق تو اچہے ہو مگر خو نہین اچہی
ہر صبح ستم کم ہے جفا شام بہت ہے

تعریف جو تم کرتے ہو معشوق کی راقم
کیا تمکو ملا دوست سے آرام بہت ہے

جدہر یار کی کچھہ نظر ہوگئی
خدا کی خدائی اودہر ہوگئی

چھپایا بہت ہمنے سینہ مین راز
مگر چشم تر پردہ در ہوگئی

قیامت کی شب ہی شب انتظار
تڑپتے تڑپتے سحر ہوگئی

نظر اوسکی صورت پہ جمتی نہین
مقرر کسی کی نظر ہوگئی

وہ اَے اب آئے ہمین شام سے
یہی کہتے کہتے سحر ہوگئی

فغان کو اثر مند سنتے تہے ہم
ہمین وہ بہی ایک دردسر ہوگئی

میری زندگی خوگر عشق تہی
یون ہی مرتے جیتے بسر ہوگئی

نظر اپنی کرنے لگی قاصدی
تری قدر کم نامہ بر ہوگئی

طبیعت کا کچھہ طور بے طور ہے
کسی کی پسند نظر ہوگئی

مزا آئے گا صحبت غیر کا
اگر آسمان کو خبر ہوگئی

تلافی یہی ہے غم کی راقم ضرور
اسی آرزو مین بسر ہوگئی

فصل گل اور سرگرانی ہے
بس یہی موت کی نشانی ہے

آج پہر بزم مین وہ آئے گا
دیکھئے کس کی شامت آنی ہے

کوئی مرکر نہین جیا لیکن
اپنے مرنے مین زندگانی ہے

کس کا اقرار کون آتا ہے
نامہ بر کی فقط زبانی ہے

ناز دلدار بہی نہین اُٹھتا
ناتوانی سے ناتوانی ہے

جانتا ہون نگاہ مہر افزا
یہ بہی انداز دلستانی ہے

روز مرتے ہین اور جیتے ہین
سخت جانی سے سخت جانی ہے

دل بگڑتا ہے نامہ بر کا بیان
یہ کسی اور کی زبانی ہے

آج جاتے ہین نامہ بر کے سات
آج تقدیر آزمانی ہے

بہیجکر نامہ بر کو کہتا ہون
کسقدر دل مین بدگمانی ہے

اثر گریہ رنگ لائے گا
مژہ کو شوق خون چکانی ہے

آج ہم بچ گئے تو پہر کل کیا
موت آنی ہے اور آنی ہے

غیر کو چہوڑ وہ نہ آئین گے
یان عبث دل کو شادمانی ہے

کام کر جائے گا کبہی نہ کبہی
اثر نالہ امتحانی ہے

زخم ظاہر دکہاوے کہتے ہین
داغ دل بہی کوئی نشانی ہے

دل کو تم سے عزیز ہم رکہین
وہ بہی جو پہیر آنی جانی ہے

جان اونپر نثار کرتے ہین
وہ سمجہتے ہین سب کہانی ہے

ہم دل آزاریون سے واقف ہین
اون کا یہ ناز مہربانی ہے

راقم اچہا نہین برا نہ کہو
اسد اللہ کی نشانی ہے

دیکہکر ناز شوخ طینت کے
فتنے چہپ چہپ گئے قیامت کے

غمزۂ چشم بے مروت کے
دل مین چہبتے ہین کس قیامت کے

غیر کو پہلو مین بٹہاتے ہو
مستحق ہم نہین ہین خلوت کے

عشوہ و غمزہ و حیا و شرم
سب ہین انداز اسکے آفت کے

تم ہمین پاس سے اٹہاتے ہو
ہم بہی کیا فتنے ہین قیامت کے

آج کیون اڑ گئی ہماری نیند
ہم تو عادی ہتی خواب عشرت کے

دشنہ ہے دشمن گلو پھر کیا — ہاتھ قاتل کے ہین قیامت کے
کچھ مجھے کچھ عدو کو دینا تھا — حصے کرنے تھے رنج و راحت کے
طعنہ غیر بے مزہ کیون ہون — وہ نمک پاش ہین جراحت کے
داغ حسرت رہے نہئے جو باقی — ہو گئے سب چراغ تربت کے
ہر طرح تم پسند ہو ہم کو — بگڑو جب بھی بناو صورت کے
وصل کی شب بھی بے مزہ گزرے — سارے دفتر کھلے شکایت کے

وہ ہین اور آئینہ ہے اب راقم
آپ عاشق ہین اپنی صورت کے

شکایت درد و غم کی دل ستان سے — امیدین مہر کی نامہربان سے
نکلنے کو ہے اب صیاد بلبل — کوئی دو چار دن مین گلستان سے
تغافل کاریان چھوڑو چلے آؤ — گھٹا جاتا ہے دم ضبط فغان سے
کیا کیون دفن مجکو رہگذر مین — ہوئی بدنام کیون میرے نشان سے
نہ نکلا حرف شوق وصل اکدن — ہماری لب سے اور اونکی زبان سے
یہ لذت پے گئے آب بقا خضر — مگر بچ جائے عمر جاودان سے
خدا جانے لکھا کیا بیخودی مین — وہ قاصد سے ہوئے جو بدگمان سے
محبت بڑھ گئی دونون طرف کی — ستم ٹپکا ہے سبھو آسمان سے
ہمین جینا نہ چھوڑیگی شب غم — نکل کر ہم کہان جائین مکان سے
ٹپکتا ہے در و دیوار سے غم — برستی ہین بلائین آسمان سے
کچھ ایسے گرمی شوق جفا تھے — کہ مجکو کھینچ لائے لامکان سے

اگر ہے شوق تمکو دلبری کا
ستم دو چار سیکھو آسمان سے

اگر تم مہربان ہو جاو مجھپر
جفا میرے لئے آئی کہان سے

قدم بہر ہے در میخانہ راقمؔ
چلو ل آو تم پیر مغان سے

دل سے سن لی وہ گفتگو میری
آنکھ مین گر رہی لہو میری

جوشش گریہ نے شور نالہ نے
اور بہی کہوی آبرو میری

کیون کہے کوئی ناسزا مجھکو
کیون سنے کوئی گفتگو میری

زلف ہے خم مین دونہ پیچ و خم
ہوگئی سر حلقۂ گلو میری

تم ہی جب خنجر آزما نجاؤ
بات کاٹی نہ کیون عدو میری

میرے گریہ لئے مدعا کہویا
چشم تر بن گئی عدو میری

دیکہنا جذبہ محبت کو
وہ سنے اور گفتگو میری

تم بہی سے ہی میرا ذکر کرو
کچہ ہوئی جانے گفتگو میری

دیکہنے یار کو چلو راقمؔ
کہہ رہی ہے یہ آرزو میری

دی تہی گر الفت ستم ایجاد کی
جان بہی دیتے مجھے فولاد کی

طاقت پرواز پہر آتی چلی
منتین کرنی پڑین صیاد کی

خضر نے جاوید جینے کے لئے
سب نشاط زندگی برباد کی

کچہ ہوس شیوہ نہ تہا رسم عشق
جان شیرین تک گئی فرہاد کی

تیغ قاتل سے مجھے لگ جائے کاش
آرزو نکلی دل ناشاد کی

کہل گئی قسمت وہ میرے گہر جو آئے
سعی بے حاصل نہتی فرہاد کی

ہتی تغافل کار شیرین اسلئے
جانتے تہے آبرو فرہاد کی

آہی جاتا وعدہ پر وہ تند خو
کچہہ کمی دل مین رہی فریاد کی

یار آئے موت آئے کچہہ تو ہے
رگ پہڑکتی ہے دل ناشاد کی

شاد ہوگئے سنکے کیا کیا بوالبشر
داستان عاشقی اولاد کی

جان آجاتی ہے قالب مین مگر
اوسکی شوخی دیکہکر بیداد کی

گو نہین راقم اسد کا ہم سخن
ہے زبان لیکن جہان آباد کی

جب تک کہ میکدہ کا جہان مین نشان رہے
سر زیر بار منت پیر مغان رہے

ہمکو دیا تہا عشق نہ دیتا اُنہے حسن دا
وہ نازکی کہ دوش پہ کاکل گران رہے

ہم مست گئے ملا سے مگر خوش ہین اے ندیم
کچہہ سنگ آستان پہ جبین کے نشان رہے

وان پہ خیال تیر نہو ہمکنار دل
یان دل کو شوق یہ کہ زمین سنان رہے

تسکین کو کیا برا ہے وہ وعدے کیا کرین
دل محو انتظار وفا جاودان رہے

تجکو دکہاؤن کجروی بخت واژگون
دو دن بہی میرے سات اگر آسمان رہے

غیرون سے اختلاط سہی ہان رہے یہ یاد
ہم بہی تمہارے نازکش پاسبان رہے

اغیار سے اشارہ لطف و کرم کرو
مجہپر نگاہ گرم ہے اے مہربان رہے

مانا کہ وہ برا کہین مجکو کسی طرح
دشمن ہر ایک بات مین کیون ہمزبان رہے

کام و زبان پہ شکوہ ہو تشبیہ یار کا
اس شوخی ادا مین نہ زبان سے بیان رہے

راقم سناؤ اور غزل اک رباعی بزم
برسین گہر زبان سے زبان گلفشان رہے

ہان کلک کوئی زمزمہ دل ستان رہے
انداز دل فریبئ اہل زبان رہے

بزم سخن ہے پائے سخن درمیان رہے
نقد سخن بہ اہل سخن ارمغان رہے

جلوہ مین حسن حسن مین جلوہ نہان رہے
برق وبلا بہ کشمکش امتحان رہے

کرتے ہین بات اسطرح چہپر کہلے نہ حال
شوخی مین ناز ناز مین شوخی نہان رہے

اتنی بڑہاؤ شوخیان ناز خرام مین
دل پسیتے جائین آپ کا دل شادمان رہے

رفتار مین ادا ہو ادا مین ہو دلبری
فتنے سرکتے جائین قیامت عیان رہے

آفت مین جان جان کو ہو آرزوے وصل
فرقت مین دل ہو دل مین غم جاودان رہے

رنجش نہی جنہے دیکہی ہے لیکن نہ اسقدر
خاطر یہ بار بار سے خاطر گران رہے

ہمسے نہ پوچہیے شب فرقت مین کیا ہوا
خونابہ چشم چشم سے آنسو روان رہے

فرقت ہو وہ نصیب کہ عشرت کہین جسے
دل کو ہوا انتظار کشاکش مین جان رہے

مجکو ہے رشک قتل کو آنا یہ اس طرح
خنجر رہے کمر مین کمر بے نشان رہے

راقم وصال یار کی ہو تو لگی ہوی ؎
دل محو انتظار سوئے مہمان رہے

آسمان تہا جو آشنا پہلے
اب وہی مدعی بنا پہلے

مین ہوا در پہ جبہہ سا پہلے
نقش میرا ہی مٹ گیا پہلے

اونکی پیچہے نگاہ بدلی تہی
آسمان مجہسے پہر گیا پہلے

کیا خبر تہی کمر مین خنجر ہے
ہمنے سر کو جہکا دیا پہلے

واعظو ابتو توبہ ٹوٹے گی
میکدہ عید سے کہلا پہلے

شامت آئی مرے نگہبان سے
کہدیا مین نے مدعا پہلے

مے مین بہی خوے یار ملتی ہے
تلخ ہے ذایقہ سوا پہلے

مجکو کہنا پڑا بہلا سب پیچہے
میرا تم سسن لو مدعا پہلے

چہوڑ کر مجکو یہ دل ناداں
ہو گیا اوسکا مبتلا پہلے

اب ستم آفرین بنے ہین بت
تہا جہان آفرین خدا پہلے

غیر نے خو بگاڑ دی راقم
وہ نہ تہا خوگر جفا پہلے

تیز کر رکہا ہے خنجر آزمانے کے لئے
دیکہئے کسکو کہین گردن جہکانے کے لئے

آسمان پہرتا ہے جفا کو ہی دکہانے کے لئے
تا ہے پیچہے پیچہے میرے پہرتا ہے ستانے کے لئے

باغبان سے کہہ صبا اب فصل گل ہے موج زن
چن رکہے پہول گل ہمارے آشیانے کے لئے

پہلے سیکہو آسمان سے کچہہ ادا اے دل ستان
پہر کسیکو تاک لینا آزمانے کے لئے

گریہ طوفان خیز حسرت چارہ جو دل نا امید
میرے دشمن ہین یہ سامان دل کہانے کے لئے

واہ رے شانہ کی قسمت رشک سے مرتا ہون مین
شانہ زلفون کے لئے ہے زلف شانے کے لئے

یار نے چٹکی مین اپنے پہر لگا رکہا ہے تیر
تاک لے یارب ہمارا دل نشانے کے لئے

تمکو ہو گا ایک دن واعظ قیامت کا نصیب
یان شب غم روز ہے محشر اٹہانے کے لئے

عشق پابند وفا کہتا ہے مجہسے ضبط کو
ضبط آمادہ ہے ہر دم غل مچانے کے لئے

تمکو ارمان غیر سے ملنے کا ہے اچہا ملو
ہمکو بتخانے مین بت ہے دل لگانے کے لئے

مین نہ ہوتا عاشق صورت مگر اوسکی ادا
جان کو بس آگئی میری پہنسانے کے لئے

شوق کچہہ کہتا ہے میرا شرم اونکی اور کچہہ
وصل مین یہ کشمکش ہے رات جانے کے لئے

دوستی واعظ سے راقم اور یہ رندانہ مزاج
آستین مین سانپ کہنا کاٹ کہانے کے لئے

وہ مری عرض تمنا کو کچھ ایسا سمجھے
جس طرح جوہری گوہر کو نکما سمجھے

مین نہ سمجھا جسے پھر کوئی اوسے کیا سمجھے
عقل ادراک اگر ہو تو معما سمجھے

جب کوئی ذکر وفا کو گلہ بیجا سمجھے
کیا کہے اوس سے جو سچ کو بھی جھوٹا سمجھے

میرا انداز سخن ایک تماشا ٹھہرا
بات نکلی نہین منہ سے کہ وہ ایما سمجھے

واہ واحضرت ناصح مجھے سمجھاتے ہین
یہ تو پوچھے کوئی حضرت سے کہ تم کیا سمجھے

مین نے پوچھا کہین تم جاوگے پھر سنے چلنے
بات اتنی تھی مگر وہ اسے الٹا سمجھے

سنتے ہین میری حقیقت کو مگر اوسکا جواب
دیتے ہین ایسے تجاہل سے کہ گویا سمجھے

کر دیا بند غضب ہو کے گزرگاہ خیال
روزن در کو مرا دیدہ بینا سمجھے

درد دل اوس سے کہین جسکو مسیحا جانین
زخم دکھلائین اوسے کوئی مداوا سمجھے

سوے ظن ہے مجھے یہ ہی کہون الٹی ہو جائے
عرض احوال مرا وہ نہ تمنا سمجھے

پوچھتے کیا ہو مری غم کی حکایت مجھسے
مرگ کو زیست گنا زیست کو مرنا سمجھے

بے پلائے مرے گھر آگئے تھے ناز مین غرق
محو رفتار رہے خانہ اعدا سمجھے

جب غزل مین نہین افزایش مضمون اقدم
کیا سنے اوسکو کوئی کیا اوسے اچھا سمجھے

تھم ہجوم ناامیدی اب جواب آنیکو ہے
مژدہ تسکین ایکی قاصد کامیاب آنیکو ہے

گفتگو کے مہر سے اونکی مجھے کھٹکا ہوا
رحم کی عادت نہین کوئی عتاب آنیکو ہے

وصل کا دن دل کی عشرت آرزو کی انبساط
یہ وہ سامان ہین کہ پیری مین شباب آنیکو ہے

آج پھر شاید گیا ہے اوسکی خلوت مین رقیب
اضطرار رشک سے ایک اضطراب آنیکو ہے

آج کپڑے رنگ دینگے ہم مے گل فام سے
محتسب سنتے ہین یان خانہ خراب آنیکو ہے

کام بگڑے یا بنے ہم کھیل جائیں جان پر
ڈالدین گردن مین ہات آخر عتاب آپکو ہے

ایسے ملنے کو تمہارے کیا کرین بیٹھے ہین چپ
آنکھہ شرمائی ہوئی ہے اور حجاب آپکو ہے

دیکھنے حالت مری کیا ہوگی صورت دیکھکر
جو کبھی آیا تھا وہ بے نقاب آپکو ہے

جوش مستی مین پڑا ہے اسلیئے شوق وصال
موج مے مین جلوہ مست شراب آپکو ہے

ہم بھی دیکھینگے تماشائے شکیب اہل دین
بزم مین برہمن کفر و ثواب آپکو ہے

نیند آنکھون مین نہین کہین مین سوئے وہ لگی
کیا کسی کا نقش صورت بے نقاب آپکو ہے

رخ پہ گیسو چھوڑ کر گلگشت کو نکلین گے وہ
غل ہے راقمؔ صاعقہ زیر سحاب آپکا ہے

اسطرح گردن پہ خنجر کو لگاتے جائیے
خون سے آلودہ نہو دامن بچاتے جائیے

حسن زیبا لاکھہ نظرون سے بچاتے جائیے
اور کھلتا جائیگا جتنا چھپاتے جائیے

بات اچھی آپنے سیکھی ہے خوش ہوگا رقیب
وعدہ کرتے جائیے سوگند کھاتے جائیے

کوچہ جانان مین اداب وفا بھی چاہیئے
گردن تسلیم خم ہو سر جھکاتے جائیے

شاہدان باغ کی نازش مٹا دو حسن کے
کچھہ تماشا سے قد و گیسو دکھاتے جائیے

آپ کا ارشاد ناصح ہمکو ہے دل سے پسند
درد دل کی بھی دوا لیکن بتاتے جائیے

غیر کے سو نازتم پر اور مجھپر آپ کے
آپ دیتے جائیے مجکو دباتے جائیے

کعبہ و بتخانہ واعظ مین نشان دین وریب
دیکھین ہمت آپکی انکو مٹاتے جائیے

غیر کی گھر مین بھی راقمؔ آج تم ہوتے چلو
ایک چھچھوندر چھوڑ کر کچھہ گل کھلاتے جائیے

عشق کرنا تھا جو قسمت مین مقدر پہلے
دینا تھا غم دل مضطر کے برابر پہلے

لاکہہ وہ مجھسے تغافل کرین لیکن خوش ہون
پوچھہ لیتے ہین مری حالت مضطر پہلے

یا خدا کیا ہے یہ ہنگامہ آفت برپا
اونکے آنے سے اجل آگئی سر پر پہلے

کوئی ارمان ہے نکلا نہ کوئی کام بنا
کہل گیا وصل کی شب شکوونکا دفتر پہلے

ایک وہ ہین کہ رہے عشق مین سرگرم وصال
ایک ہم ہین ہوئے لذت کش خنجر پہلے

قتل مین اور یہی ہوجائے سوا عشرت دل
گر ملے لذت دشنام ستمگر پہلے

اس نزاکت نے مجھے اور بہی مارا اونکی
بات پیچھے کرین اور بات ہو دل پر پہلے

شوق ہر رنگ مرا احسن طلب ہے راقمؔ
مدعا صاف برس جاتا ہے منہ پر پہلے

کسکی تصویر نگاہون مین پڑی پہرتی ہے
جسکے دامن سے مری جان لگی پہرتی ہے

وہ تو بیگانہ بنے مجھسے الگ ہٹتے ہین
کیون طبیعت مری دیوانی بنی پہرتی ہے

جسکا ہو وصل میسر کوئی اوس سے پوچھے
صورت یاس تری دل مین کبہی پہرتی ہے

گہر مین ہنگامہ ہے کیا آئیگا مہمان کوئی
یہ جو افسردہ شب ہجر پڑی پہرتی ہے

کوئی پیغام ہے یا وصل کا مژدہ ہے ضرور
آج خوش خوش جو نسیم سحری پہرتی ہے

غیر سے جب وہ بگڑتے ہین تو آتی ہے مراد
ایک دن سال مین تقدیر مری پہرتی ہے

دل کی بیتابیان کچھہ اور بہی بڑہ جاتی ہین
اوسکی جب پیش نظر عشوہ گری پہرتی ہے

ایک دم بیٹہیے بس تم تو چلے جاتے ہو
رات بہر تیز کئے موت چھری پہرتی ہے

دل ناشاد کی محرومئ قسمت دیکہو
الٹی ہوجاتی ہے تقدیر کبہی پہرتی ہے

کوئی صورت نہین اوس سے ہو ملاقات نصیب
ناامیدی پے آزار لگی پہرتی ہے

تم رہو غیر کی آغوش مین اور عیش کرو
یان تمنا مری آوارہ پڑی پہرتی ہے

ڈھونڈتی پھرتی ہے کیا قیس کو لیلا راقم
تیرے پیچھے جو شب ہجر لگی پھرتی ہے

عدو کو لا محبت کا امتحان ہو جائے
بلا سے کوئی جئے کوئی بے نشان ہو جائے

جہان مین کوئی بھی مستانہ دل ستان ہو جائے
فلک سے بولتے دیکھے تو بدگمان ہو جائے

بلا سے اوسکی کسی جان کا زیان ہو جائے
درازدستی قاتل کا امتحان ہو جائے

دفائے وعدہ دلبر اگر یقین کرین
تو عمر خضر بھی کہنے کو جاودان ہو جائے

نہین ملاپ کی صورت نہو امید تو ہے
سوال شوق کا شاید جواب ہان ہو جائے

لگاؤ تیر نگہ اس طرح کہ دل بن رہے
نثار نوک سنان جان ناتوان ہو جائے

تمہین بلاؤنگے پچتاکے ایک دن ہم کو
ہمارے عشق کی گھر گھر مین داستان ہو جائے

نہ آؤ شب کے لیے دو گھڑی کو آجاؤ
ہماری خاطر مشتاق شادمان ہو جائے

ہوا ہے وصل کا وعدہ ندیم ٹھہرا لے
اگر کرا بہ پہ دو دن کو آسمان ہو جائے

ہزار وعدہ کرو تم گر نہ وہ وعدہ
کہ عمر خضر سے مل جائے جاودان ہو جائے

بلا سے ہم سے نہین غیر سے کرو الفت
کسی کا دل تو کبھی تم سے شادمان ہو جائے

گلا بھی شوخئ گفتار سے کرو راقم
کہ شکوہ سنکے ہی شاید وہ مہربان ہو جائے

آج پھر آنکھ ہے خونبار قیامت آئی
کھہ رہے ہین در و دیوار قیامت آئی

دل بگڑنے لگا ہر بار قیامت آئی
موت کے پھر ہوئے آثار قیامت آئی

گھر سے نکلا ہے ستمگار قیامت آئی
شاد ہو جائین گنہگار قیامت آئی

اونسے آنیکو نہ پوچھو مجھے اندیشہ ہے
کرینگے وہ اگر انکار قیامت آئی

اونکے کندھے پہ ہے تلوار خدا خیر کرے
آج ہمدوش ستم گار قیامت آئی

درد کم کم رہے بس خیر ہے جبتک دل کے
کچھہ بڑہی گرے آزار قیامت آئی

حشر میرے لئے ہونا تہا نہ دنیا کے لئے
مرگ انبوہ تو بیکار قیامت آئی

پیچھے ملنے کو وہ آتے ہین کہلے تیر نصیب
مژدہ ہواے دل بیمار قیامت آئی

پیشتر مستی ہوئی ہمسے ہی کہ چہیڑا اوسکو
نیند مین کردیا ہشیار قیامت آئی

دیکہکر شوخ کی مستانہ ادا وقت خرام
پیچھے رفتار سے خونخوار قیامت آئی

جان کی خیر نہین پہنے کہ اوسکے ہمراہ
ایک دمساز طرحدار قیامت آئی

مین نہ جیتا تو ہوتا کبھی ہنگامہ حشر
خاص میرے لئے ناچار قیامت آئی

آج وہ آئے تو اس شوخ ادا سے آئے
پیچھے پیچھے دم رفتار قیامت آئی

ہجر کی رات تو کٹ جائے یہ کٹنی مشکل
آج ہم شکل شب تار قیامت آئی

مرتے دیکھا مجھے جب آئے مسیحا بنکر
گویا میرے لئے تیار قیامت آئی

آج اوس ناز سے آتے ہوئے دیکھا اوسکو
عدستے ہوتے دم رفتار قیامت آئی

یار آنے کو تہا کچھہ حشر ہی ہمکر ہوتا
میری خاطر یہ گران بار قیامت آئی

ہمتو پہلے ہی بہرے بیٹھے ہین غم سے راقم
تم نے کیون چہیڑ دیا یار قیامت آئی

ہٹے وہ چلکی سے تیر قاتل تڑپ کے بیٹھے تڑپ کے نکلے
مثال وحشی خیال بلبل تڑپ کے بیٹھے تڑپ کے نکلے

قلم سے نکلے صریر دلکش سخن سے پیدا ہو طرز معنی
رہے زبان پر تو وہ قاتل تڑپ کے بیٹھے تڑپ کے نکلے

محیط الفت مین تیج شناور تو کہا کہاکے غوطے پہونچے
خدا خدا کر کے سب ساحل تڑپ کے بیٹھے تڑپ کے نکلے

ملی جو لذت کبہی جو ہمکو کہ دل سے اوپر جگر کے اندر
ادا ادا سے نگاہ قاتل تڑپ کے بیٹھے تڑپ کے نکلے

اداے رعنا کسی کی دیکھی نپوچھو ہم سے وہ کیا ادا تھی
اترتے چڑہتے درون محمل تڑپ کے بیٹھے تڑپ کے نکلے

تماشا اچھا ہے لوگ دیکھین جو سر پہ چمکے جگر مین اُترے
رُکے کسی جا نہ تیغ قاتل تڑپ کے بیٹھے تڑپ کے نکلے

چلے تھے پہلے ہی گہر سے مضطر گرے ہی رستہ مین کھا کے ٹھوکر
کٹی ہے کس کس طرح سے منزل تڑپ کے بیٹھے تڑپ کے نکلے

کہون جو منہ سے مین درد دل کا سناؤن تمکو فسانہ غم کا
تمہارے دل کا غبار باطل تڑپ کے بیٹھے تڑپ کے نکلے

ہمین تمنا ہے ہم بہی دیکھین تمہاری محفل مین یہ تماشا
عدو پہ ایسا ہو قہر نازل تڑپ کے بیٹھے تڑپ کے نکلے

ہمیشہ فرقت مین سخ پائے تماشا دیکھا کبھی نہ ایسا
سنان قاتل اجل کے شامل تڑپ کے بیٹھے تڑپ کے نکلے

ہزار عاشق ہوئے تمہارے کسی کو ایسا ہی تمنے پایا
کہ جیسے ظالم کی ہو مقابل تڑپ کے بیٹھے تڑپ کے نکلے

اداے دلبر کی دلربائی نگاہ قاتل کی جان ستانی
نہو یہ بجلی کسی پہ نازل تڑپ کے بیٹھے تڑپ کے نکلے

ہوا نہ دعدہ وفا تمہارا انتہین سمجھ لو رہی ہے ہم پہ
تمہاری فرقت مین کیسی مشکل تڑپ کے بیٹھے تڑپ کے نکلے

کبھی وہ آئے تو ایسے آئے کہ منہ سے بولے نہ سر سے کھیلے

ہے بغل مین تو ایسے بیدل تڑپ کے بیٹھے تڑپ کے نکلے

بہت سی مرتے زبانی دیکھی خوشی سے پایا نہ مرنے والا
ہمین ہین ایسے کہ پیش قاتل تڑپ کے بیٹھے تڑپ کے نکلے

کبھی وہ آئے مین پاس میرے تو یون دکہاتے ہین اپنا جلوہ
کہ جیسے راتون کو ماہ کامل تڑپ کے بیٹھے تڑپ کے نکلے

ستم ہے عادت غضب ہے شوخی نہین ہے دم بہر قرار اوسکو
نظر مین ٹہرے نہ دل کے شامل تڑپ کے بیٹھے تڑپ کے نکلے

نئی زمین ہے غزل کی راقم سنبھل سنبھل کر زبان ہلانا
ردیف ٹہیرے قوافی مشکل تڑپ کے بیٹھے تڑپ کے نکلے

مجھسے دل دل سے توان خصمت فانی مانگے
ہوس شوق فزا ساز جوانی مانگے

ہر قدم ساتھ ہین فتنے دم رفتار اونکی
کف پاسے نہ کہین جادہ نشانی مانگے

ضبط کب ہو سکے جب درد زبان پر آجائے
راز کب چھپ سکے جب گریہ روانی مانگے

مین یہ چاہون لب اسرار حقیقت نہ کھلی
دل زمانے وہی آشفتہ بیانی مانگے

اونکو منظور لب شکوہ سرا ہی نہ ہلی
نالہ خاموش ہو شور فغانی مانگے

پرسش دل نہین یہ حسن طلب ہے یعنے
اسی پیرایہ سے دل دشمن جانی مانگے

کون نظارہ گی جلوہ دیدار رہے
کون موسی بنے اور لن ترانی مانگے

دل مشتاق ہم آغوشی جانان ڈہونڈے
درد فرصت ہی نہ دے ریشہ دوانی مانگے

اونکو اغماض کہ پیکان کو نہ ضائع کیجے
یان جگر تشنہ بیداد نشانی مانگے

وہ برے فتنہ گر ہی راز کو اٹھنے ہی نہ دے
خط کے پڑہے کریسے پیغام زبانی مانگے

کون دیکھے اوسے جو جان نظر سے کھینچے
ناز سے بات کرے دل کو زبانی مانگے

بوسۂ لب کی تمنا کوئی تم سے رکھے
تشنۂ آب بقا خضر سے پانی مانگے

بیخودی سے مرے چلکے ہین وگرنہ راقم
ہر چراغ شب غم شعلہ فشانی مانگے

گر اشارے نگہہ ناز اثر کے ہوتے
حوصلے مجکو بہی کچہہ ذوق نظر کے ہوتے

جب وہ قائل مری نالہ مین اثر کی ہوتے
در و دیوار بہی ٹوٹے ہوئے گہر کے ہوتے

کاش پیکان مژہ ٹوٹ کے دلمین رہتے
کچہہ تو سامان خلش ریش جگر کے ہوتے

تم تو ناصح کسی دلبر کے معلم بنتے
آپ آموز کسی مرغ سحر کے ہوتے

دیر ہو کعبہ ہو عشرت کدہ ہو کوئی ہو
ہم تو مشتاق نہونگے ترے گہر کے ہوتے

ہم بہی سنتے ہی رہے آپ ہی کہتے ہی رہے
روز رو عید ہی رہے شام و سحر کے ہوتے

رکہہ لیا اونکی نزاکت کا بہرم گیسو نے
کہلے رہتے تو گرانبار کمر کے ہوتے

کہنے سننے سے مگر حضرت ناصح بہی ہے
آپ ہی ناصیہ فرسا کسی در کے ہوتے

خیر گزری کہ اپنے جذبۂ دل سے رو کا
ورنہ وہ تو ابہی آغوش میں بسر کے ہوتے

تشنہ کام ہمین نہو گا کوئی ہم سا ناکام
بوند پانی کی نہین دیدۂ تر کے ہوتے

سرمۂ منت نظری کبہی ہوتے افسوس
کاش ہم خاک کسی راہگزر کے ہوتے

خوب اوس عشوہ گر ناز سے بنتے ہی
یاد انداز اگر فتنہ و شر کے ہوتے

ہائے راقم نہ رہے حضرت غالب سر پر
قدر فرزند کی ہوتی ہے پدر کے ہوتے

عشق کی غایت محبت کی نہایت دیکہہ لی
اوس نے اپنی خو نچہوڑی ہمنے خصلت دیکہہ لی

دل مین خوش تھے آج ہمنے شام عشرت دیکھہ لی
یہ نہ سمجھے شام کیسی صبح فرقت دیکھہ لی

اے اسیران محبت تمکو کیا آیا مزا
عمر کہوئی خاک چہانی راہ الفت دیکھہ لی

عیش میرا صفحۂ قسمت پہ لکہا غیر کے
کاتب تقدیر بس تیری عنایت دیکھہ لی

مرچکا تہا مین تو اوسکو دیکھکر دم آگیا
مرتے مرتے زندگی کی گویا صورت دیکھہ لی

مین بنا غم کے لئے میرے لئے اندوہ و غم
اب کہلی اپنی حقیقت جب حقیقت دیکھہ لی

حوصلہ دل کا ہمین بہی کچھہ بڑہا دینا پڑا
شوخیون کی اوسکی جب ہمنے نہایت دیکھہ لی

شوق کی بیتابیان دیکہیں تو نکلا جی پہ بار
کوئی اوسکے دل سے پوچہے جسنے فرقت دیکھہ لی

کس توقع پر کہین وہ ہمسے ملنے آئین گے
شام غم گزری تو سمجہین صبح عشرت دیکھہ لی

رنگ لائیگی کبہی صورت پرستی بہی ضرور
جب کہین چشم سیہ گرم اشارت دیکھہ لی

عمر بہر مانگا کئے راقمؔ خدا سے کیا ملا
صبر سے اب بیٹھہ جاؤ قدر قسمت دیکھہ لی

برابر ہوگئے ہم تم شکایت مین برائی کی
ہمین شکوہ کی عادت ہے تمہین خو بیوفائی کی

یہانتک اب ہوئی شہرت تمہاری کج ادائی کی
زبان پر آگئی آخر شکایت بیوفائی کی

کئے یہانتک گنہ ہمنے سراسر بن گئے عاصی
کہلے جبدن سے ہم پر شان اوسکی کبریائی کی

یہ اپنی قسمت ہے ازل مین مل گئی جیسے
کسیکو خاکساری کی کسیکو خودنمائی کی

اگر ہم دل نہ دیتے کون کہتا دلستان ہمکو
ہمین سے دیکہے دل شہرت ہوئی دلربائی کی

نہ ہم شکوہ کرین تمسے نہ تم رنجش رکہو دلمین
بس اب باتین ہی جانے دو برائی او بہلائی کی

تغافل چہوڑ دو ملجاؤ اب طاقت نہین باقی
گہٹا جاتا ہے دم سینہ مین نوبت ہے رہائی کی

گئے آغوش سے تم کیا کہ گہر کی اڑ گئی رونق
چراغ غمکدہ ایک ایک ہے صورت جدائی کی

دل آزاری مین تمکو آسمان کو ایک سا پایا — اوسی ڈہب فتنہ زائی کا تمہین خو ہی لڑائی کی
بنایا گہر کو فرقت نے ہمارے آئینہ خانہ — کہ ہر نقش در و دیوار ہے صورت جدائی کی

نہ بندے کو کوئی پوچھے نہ کوئی بندگی راقمؔ
جبین پر دیکھہ لیتے ہین علامت پارسائی کی

ڈرین کیون نہ چشم فسون کار سے — کہ بچتا ہے بیمار بیمار سے
نہو محو آئینہ تم رات دن — کہ صیقل کو ہے ربط زنگار سے
شب غم ہے مین ہون زبان شکوہ زا — کبہی آسمان سے کبہی یار سے
ہوئے خاک بہی ہم تو کس کام کے — ہوئے اور پامال رفتار سے
نہین ہے اگر غیر سے واسطہ — اشارے ہین کیسے یہ بیکار سے
کیا ضعف نے اب وہ حال زبون — کہ ابتر یہ ہین نقش دیوار سے
سنائین ابہی غم کی ہم داستان — نہ الجہی اگر نطق گفتار سے

نہین ملتے تم سے وہ راقمؔ اگر
تو حاصل ہے کیا سعی بیکار سے

اڑتی سی پہر سنی ہے خبر وصل یار کی — کیونکر کٹے گی دیکھیے شب انتظار کی
تقدیر کا گلا نہ شکایت ہے یار کی — ہے آنکہہ ہی پہرتی ہوئی پروردگار کی
مطلب کی اون سے کوئی کہے منہ کو پہیر لین — باتین سناکرین ستم روزگار کی
برسون گزر گئے یہی سنتے کہ آوگے — وعدونکی انتہا ہے نہ حد انتظار کی
ہوتا نہ عکس یار کبہی آئینہ سے وصل — حسرت یہی کہ بعد مرگ ہمکو بہی بیقراری کی
اچہا ہوا کہ سرمہ بنے چشم ناز کے — جو خاک رہ گئی تہی ہمارے غبار کی

اتنا لپٹ نہ حلقۂ زنجیر پانو سے
عادت بگڑ رہی ہے خم گیسوئے یار کی

کسکو ہوا ہے وصل میسر مجھے ہے رشک
کیا عمر خوش گزرتی ہے لیل و نہار کی

مین اور اونکی بزم خدا ساز کام ہے
وہ مجھسے گفتگو کرین بوس و کنار کی

برسون ہی ہم کہا کیے اور وہ سنا کیے
پوری ہوئی امید نہ امیدوار کی

عمر دراز خضر سے کر لو مقابلہ
بڑہتی ہے ہر گہڑی مری شبہای تار کی

دامن جہٹک کے چلتے ہین وہ احتیاط سے
آنچل کو گرد بہی نہ لگے رہگزار کی

جتنی گرہ مین رکہتے تہے اپنی خوشامدین
کچہہ صرف پاسبان ہوئین کچہہ نذر یار کی

مہندی لگاؤ سیر کرو غیر کو دکہاؤ
یان حسرتون کا خون کرو بیقرار کی

راقم "سمند کلک کو جولانیون سے کام
بزم سخن ہو خواہ زمین مرغزار کی

وہ تو آئے نہین ہے دل تجہے ظن کسکا ہے
بے سبب شوق ہم آغوشی تن کسکا ہے

یاد کسکی ہے تجہے کون یہان آتا ہے
نغمہ شوق فزا مرغ چمن کس کا ہے

ایک دن کے لیے دیدنی ہین باغ جنت
اہل فردوس سے پوچہو یہ چمن کسکا ہے

ایک دو دن کا تماشا ہے گلستان جہان
کون رہتا ہے یہان اور وطن کسکا ہے

ڈوب مرنے سے ہمین کام ہے مرنے سے غرض
اسے کچہہ بحث نہین چاہ ذقن کسکا ہے

درد کا ضبط نکرنا تو ہے میری تقصیر
خامشی شیوہ یہ ہنگام سخن کرنا ہے

تم ہی سمجہو لو وفا خو ہے طبیعت کسکی
تم ہی جانو کہ دل عہد شکن کسکا ہے

بعد مرنے کے دکہادینگے محبت کا نشان
کسکے جامہ سے ملا رنگ کفن کسکا ہے

بات نکیجے تو غضب بات لگانا کیسا
بوسہ ایسے کا کوئی لے وہ دہن کسکا ہے

حشر مین بھی یہی اغماض و تغافل رکھنا — پوچھنا ہم سے کہ یہ داغ کہن کسکا ہے

جب تمہارا نہین وہ غیر کا کیون ہو راقم
بدگمان تم نہو وہ عربدہ فن کسکا ہے

دل مین اپنے اُمنگ کیا نرہی — لب پہ آہنگ مدعا نرہی
خواہشون کی جب انتہا نرہی — رونق روے التجا نرہی
اپنی ناکامیون کی یہ صورت — منہ سے نکلی دعا دعا نرہی
خودنمائی نے کھوئی حسن کی قدر — شوخیون کی وہ اب ہوا نرہی
مانگتے مانگتے دعا حسرت — غازۂ روے مدعا نرہی
اپنی شاہد پرستیان نگئین — گو طبیعت ہوس فزا نرہی
دل تھا نا آشنا رہا نرہا — جان کیون تن سے آشنا نرہی
ہجر مین غم غلط تو کرتے تھے — وہ دل افزائی صبا نرہی
دل سے کوسون گئی امید وصل — جان جب صبر آزما نرہی
تیری یارب نوازشین بیحد — مجکو ہے تاب التجا نرہی
غم نے ابتو گھلا دیا اتنا — طاقت عرض مدعا نرہی
ذایقہ سنتون کا آجاتا — رات کم بخت بیوفا نرہی

کوئی جانان مین جل بسے ہو راقم
اب یہ دنیا حرم سرا نرہی

چونک اُٹھتا ہون کہ یکتائی یکتا کیا ہے — حسن بے جلوہ نہین پھر یہ تماشا کیا ہے
سنتے ہین ہم بھی کہ اغیار سے پھر ربط ہوا — دیکھتے ہین ابھی کچھ رنگ کہ ہوتا کیا ہے

نامہ بر کا یہ بیان ہے کہ وہ آئیگا ضرور
مین یہ کہتا ہون نہین اوسکا بہروسا کیا ہے

سن چکا ہے شب اقرار ہے وہ آئیگا
بیقراری یہ دل حوصلہ فرسا کیا ہے

روز چلائین گے دروازہ پہ جا کر ہم ہی
آپ پوچہین گے نکل کر کہ یہ غوغا کیا ہے

منع کرنے سے نگہبان کی آتا ہی نہتا
پوچہتا تہا کہ اشارون مین وہ کہتا کیا ہے

جانتا ہون کہ اوسے دیکہہ کے دم جاتا ہے
پہر اوسے دیکہنے جاتا ہون یہ سودا کیا ہے

مہربان پاکے اوسے یاد دلاتا ہون کبہی
ہنس کے کہتا ہے کہ سن لینگے تقاضا کیا ہے

جسکو الفت ہی نہو جی ہی بچا ہے جس کا
اوس سے کیا شکوہ کرین شکوہ سے ہوتا کیا ہے

تیر سینہ مین نہین پہانس کلیجے مین نہین
پہر خلش کیسی ہے ہر بار کہٹکتا کیا ہے

دم نکلتا ہی نہین جان کشاکش سے چہٹے
مین نہین جانتا اس سانس مین الجہا کیا ہے

جب نہین واسطہ ہمسے تو جلاتے کیون ہو
چہیڑکر پہر یہ تجاہل سے ستانا کیا ہے

تم رہو غیر رہے تمکو مبارک عشرت
ہم چلے جائین گے محفل سے ہمارا کیا ہے

آج ہنگامہ خریدارون کا وان ہے راقم
دیکہنے چلتے ہو کیا جنس ہے بکتا کیا ہے

غرض کیا اوس کو ایسے دردسر سے
کہ مجہسے ملنے کو وہ آئے گہر سے

چہری باندہو نہ تم خنجر کمر سے
یون ہی حاضر ہے دل لے لو نظر سے

قیامت آئے گی مرنے سے پہلے
نظر جسدن ملے اوسکی نظر سے

کوئی مجہسے سنے تمکو کہ کیا ہو
کوئی دیکہے تہین میری نظر سے

امید کامیابی ہم کو معلوم
نظر آتے ہین نالے بے اثر سے

مرے دل کی تمنا دل سے پوچہو
مری حسرت کو دیکہو چشم تر سے

اوسے خود ہین بنایا آئینہ نے | خدا ہی سمجھے اس آئینہ گر سے
دعا کو آتے جاتے ہو گئی دیر | وہان وہ سو گئے پہلے اثر سے
ہم آغوشی مین یہی کھٹکا لگا تہا | لگی آنکھین رہین زنجیر در سے

بہت مشکل ہے راقم منزل عشق
بندہی ہین حسرتین لاکھو کمر سے

تعلق کیا دعا کا اب اثر سے | کہ دل ہے چارہ جو بیداد گر سے
نہ گزری چین سے اپنی شب وصل | رہا آشفتہ دل بیم سحر سے
نہ دیکھو غیر کو میری امید مین | گرے جاتے ہین دامان نظر سے
ہمیشہ وصل مین میری شب عیش | لپٹ جاتی ہے آغوش سحر سے
بہت رو یا کئے مطلب نہ نکلا | بہت پہوڑا کئے قسمت کو سر سے
ہمین یہ مار رکہے گا کسی دن | تمہارا دیکھنا نیچی نظر سے
رلانا چہیڑ کر شب ہائے غم مین | لگاوٹ ہے یہ دل کی چشم تر سے
ہنین مین یار کا پامال رفتار | بہت زیر زمین ہین بیشتر سے
پتہ سید ہا ہے قاصد اوسکے گھر کا | جہان اٹھتے ہین فتنے رہگذر سے
ہوئے سامان مدارات جنون کے | لہو بہنے لگا زخم جگر سے
گرے ہم آنکھ سے دشمن نہ خوش ہو | ہم اوسکے دل مین ہین گر کر نظر سے

خدا سمجھے دل نادان سے راقم
بٹھایا اوسنے اچھے فتنہ گر سے

آنکھ پھر پھڑکی میری تقدیر پچھہ کہتی تو ہے | اس مبارک فال کی تعبیر کچھ کہتی تو ہے

تجھسے قاتل حسرت نخچیر کچھہ کہتی تو ہے
اپنے ارمان یا تری تقصیر کچھہ کہتی تو ہے

یار ہے یا موت ہے اے بیخودی کوئی تو ہے
یہ صداے حلقۂ زنجیر کچھہ کہتی تو ہے

وہ اگر پوچھین زبانی تو یہ کہیو نامہ بر
خط کو کہو لو دیکھہ لو تحریر کچھہ کہتی تو ہے

وصل ہو یا اور سامان کچھہ نہ کچھہ ہوگا ضرور
آرزوے عاشق دلگیر کچھہ کہتی تو ہے

دل تو اوس سے سہمگین ہے مدعا کہتا نہین
ہان زبان لیکن بدم تقریر کچھہ کہتی تو ہے

کاغذی پیکر پہ غش ہون واہ دیوانہ پری
محو ہون اس خط مین تصویر کچھہ کہتی تو ہے

چٹکیان لیتے رہو تم امتحان ہوتا ہے
دل مین سمجھے جائین ہم تعذیر کچھہ کہتی تو ہے

پوچھتے ہین داستان عشق کچھہ مشہور ہے
اور سے مین کیونکر کہون تشہیر کچھہ کہتی تو ہے

جان بسمل کی شکایت پوچھیے تلوار سے
گو زبان رکھتے نہین شمشیر کچھہ کہتی تو ہے

پوچھتا ہون تم خفا ہو کہتے ہین سنتے تو ہین
کوئی صورت دیکھہ لی تغئیر کچھہ کہتی تو ہے

عمر بھر سنتے رہے تقدیر کچھہ بولی نہین
یہ ہماری سعی بے تدبیر کچھہ کہتی تو ہے

مین نہین کہتا کہ الفت گفتگو سے کھلتی ہے
بات دل کی شوخئ تقریر کچھہ کہتی تو ہے

اوسکے آنے کی کہین اسنے بھی پائی ہے خبر
آرزو سے آہ بے تاثیر کچھہ کہتی تو ہے

مین نہین کہتا رکے کیون کسنے روکا راہ مین
ہان تمہاری بے سبب تاخیر کچھہ کہتی تو ہے

لذت نوک سنان کو دل سے پوچھو کیا کہون
مین بھی سنتا ہون زبان تیر کچھہ کہتی تو ہے

کیا بنا یا کام راقمؔ گردش ایام مین
تم بھی کہتے تھے بہت تقدیر کچھہ کہتی تو ہے

دکھا بیداد اپنی بانئ بیداد کیسی ہے
زبان میری جفا کی تجکو دیتے داد کیسی ہے

شکایت ہے اگر کہئیے کسی کی یاد کیسی ہے
کہ غم مین یاد دیتی لذت بیداد کیسی ہے

پریشان آج بیٹھے ہو طبیعت شاد کیسی ہے
یہ رونق دشمنون کے چہرہ پر غم زاد کیسی ہے

محبت جو جتاتے تھے ہوکے اب وہ پیاسے ہین
بنا ڈالی تھی ہمنے کیا پڑی افتاد کیسی ہے

تمہاری یاد مجھکو غیر کی تمکو تمہین سمجھو
کسی کی بھول کیسی ہے کسی کی یاد کیسی ہے

یہ رسم و راہ الفت کی بری ہے خواہ اچھی ہے
ہمین ناصح نہ سمجھا ہر چہ بادا باد کیسی ہے

بنا کر بھیس مجنون کا چلین کافر کو پہسلانے
ہمین تدبیر سوجھی کیون دل ناشاد کیسی ہے

تجھے جلنا تھا عشق شعلہ رو یون ہین دل مفت
لگا لی آگ سینہ مین مرے ہمزاد کیسی ہے

وفادارون مین تم ملتے ہو منہ ڈالو گریبان مین
کہ ہوتی بیوفائی سے وفا برباد کیسی ہے

مرا نالہ کہانی ہے کہ شاہد سن کے سوتے ہین
مگر تم کہتے ہو ضد سے چلی فریاد کیسی ہے

ستمکش مرتے جاتے ہین وہ خوش ہو ہو کے کہتے ہین
شہیدان محبت سے گلی آباد کیسی ہے

چھری کیون لیکے آئے ہو ہماری جان لینے کو
نگاہ ناز کیسی ہے ادا جلاد کیسی ہے

تمہین ہم دے چکے دل بھی تمہارے ہو چکے ہم بھی
تمہاری ضد ہوی پوری یہ پھر بیداد کیسی ہے

ہزارون حسرتین مٹ کر شب امید ہوتی ہے
الٰہی ایسی شب کی یہ سحر ناشاد کیسی ہے

غزل ہمنے یہ لکھی ہے سناتے ہین تمہین اقمر
یہ طرز داغ برتی ہے کہو استاد کیسی ہے

کہتے ہو تم کہ تیری نظر حسن پر لگی
میرے دل خراب کو کس کی نظر لگی

دل کو ہوائے کوچہ جانان اگر لگی
پیچھے بلائے گریہ تری چشم تر لگی

تم آئے اور نہ موت یہان انتظار مین
آنکھین تمام رات ہی مین سوئے در لگی

معلوم ہوگا حضرت ناصح تمہین کبھی
میری سی چوٹ دل پہ تمہاری اگر لگی

آسان ہوئے ہین عشق کی دشواریان تمام
ایک آگ رہ گئی ہے درون جگر لگی

وعدہ تمہین جتایا تہا تم کیون بگڑ گئے | گالی نہ تہی جو تمکو بُری اس قدر لگی
پہلا سا تم مین ناز نہ وہ عشوہ زائیان | تعریف کرنے والون کی شاید نظر لگی
یہ کیا ہوا تمہین بہی ہوئین بیقراریان | کیسی بنی یہ کس کی دعا پر اثر لگی
تمکو نشاط دل تہی مجہے وہ نشاط مرگ | جدن گلے تمہارے نسیم سحر لگی
مرتے تہے خواہ جیتے تہے ہم فکر وصل مین | الفت کی امتحان کی ایک اور کر لگی
کہتے تہے وصل وصل سو وہ یون گزر گیا | باتون مین رات کٹ گئی ہونے سحر لگی

راقمؔ تمہاری آہ نے بارے اثر کیا
دل پر کسی کے چوٹ لگی بے خبر لگی

یہ وعدہ جو تمنے کیا چلتے چلتے | وفا بہی یون ہی ہوگا کیا چلتے چلتے
کہا اون سے یون مدعا چلتے چلتے | کہ اقرار کروا لیا چلتے چلتے
نہین تیز خنجر تمہین وہم کیا ہے | گلے پر یہ ہو جائے گا چلتے چلتے
وفادار منصور تہا مرتے مرتے | انا الحق ہی کہتا رہا چلتے چلتے
جہان مین رہے کچہہ نہ دیکہا یہ دیکہا | جو پیش نظر آگیا چلتے چلتے
بلا کی ہے جب بیٹہتے اٹہتے شوخی | قیامت کی ہوگی ادا چلتے چلتے
رہون مین گرانبار عاشق نوازی | جنازے کو کندہا دیا چلتے چلتے
دم واپسین آپ پرسش کو آئے | بڑا مجہپہ احسان کیا چلتے چلتے
قسم ہے تمہین ناز و شوخی سے کرنا | ستم ہنستے ہنستے جفا چلتے چلتے
یہ وعدہ تمہارا وفا ہوتے ہوتے | مرا دم ہی ہوگا ہوا چلتے چلتے
نکل جائے دم مصطفےٰ کہتے کہتے | یہ رہ جائے نام وفا چلتے چلتے

وہ پایا کسی کو نہ پائے گا راقمؔ
یون ہی ہونگے لاکھون فنا چلتے چلتے

مین سمجھتا ہون کہ وہ دل مین نہان رہتا ہے
رشک کہتا ہے نہین غیر کے ہان رہتا ہے

سنتے ہین ملک عدم مین کہ سرا ہے نہ مکان
آدمی جا کے خدا جانے کہان رہتا ہے

پوچھتے ہو مرے مرقد کو تمہین خیر ہے کچھ
بے نشانون کا کہین نام و نشان رہتا ہے

اشک آنکھون مین نہ خون دل مین قسم کھانیکو
ہمکو فرقت مین ہی گویا رمضان رہتا ہے

بھول جاتے ہین مرے گھر کو وہ اقرار کے دن
یاد رہتا ہے تو دشمن کا مکان رہتا ہے

خوش ہون آجائے گا الفت کا مزا غیرون کو
یار کے دل مین مرا کینہ نہان رہتا ہے

میری یہ بندی ہے کوچے مین نہ آنے پائے
ایک دربان ہمیشہ نگران رہتا ہے

خون کہتے ہین جسے وہ تو کہان عاشق مین
یہ غم دل ہے جو آنکھون سے روان رہتا ہے

یادگار اثر عشق و وفا ہے راقمؔ
خاک ہو ہو کے ہی عاشق کا نشان رہتا ہے

قیامت ہے خرام یار کی تکرار دامن سے
تماشا ہوتا آتا ہے دم رفتار دامن سے

کہا شک نے بخود الفت رہین بسیار دامن سے
لپٹ جاتے ہین اڑ اڑ کر ہزارون خار دامن سے

یہی ہوگی اگر رفتار کی تکرار دامن سے
بہت وابستہ دل ہونگے سر بازار دامن سے

برا ہو تیرا اناکامی رکھا اتنا نہین دامن
کبھی کچھ کام لیتے دیدہ خونبار دامن سے

ادا کی یہ ہی شوخی ہے مرا دل جیسے پہ لیتا ہے
اوسی شے کو چھپا لینا الہی ہر بار دامن سے

کیا وحشت نے قصہ پاک دامان کی درازی کا
نہ دامن خار مین اٹکے نہ الجھے خار دامن سے

نہین ہوگا علاج اسکا کسی سے ہمنشین جبتک
وہی آکر نہ پونچھے زخم دامن دار دامن سے

سمجھتا ہون یہ سینہ پر رقیبون کے پلانے کو
چھپا رکھے ہین وہ جام مے گلنار دامن سے

غضب کرتے ہو کیا کرتے ہو دامن کو جھٹکتے ہو
ہماری حشر مین گر جاینگے دو چار دامن سے

پریشان کرتے کرتے زلف کو لتنے ہوئی جرأت
صبا اب شوخیان کرنے لگی مردار دامن سے

ہمارا وہ ہی دامن جو رہی دست زلیخا مین
نہین مجنون کا یہ دامن جو الجھے خار دامن سے

صبا یہ شوخیان تیری مجھے دیوانہ کرتے ہین
نکر اٹکھیلیان تو اونکے سو سو بار دامن سے

ادا دمنین ادامہ ہی جو صرف ہمکناری ہو
یہ کس شوخی مین شوخی ہے جو ہو بیکار دامن سے

صبا اس تاک مین ہر دم اٹھا دے پردہ داری کو
نگاہین پردہ داری مین حیا ہشیار دامن ہے

مزا آجائے دست یار ہو میرا گریبان ہو
گریبان کی تلافی ہین کرون ناچار دامن سے

مسیحا سے طبیبون سے دوا کیون پوچھتے پھرتے
لگاتے ہم نہ عشق شاہد بازار دامن سے

ابھی آغاز مین تقلید راقم بخت موزون کے
بہت دشوار ہے جانا سر کہسار دامن سے

حسن کا سودا ہے کافر زلف دلالون مین ہے
ہو چکا سودا وہ خود آفت کے پرکالون مین ہے

کیا غضب کا فرادا سرمہ کی ڈنبالون مین ہے
نوک سوزن بخیہ کرتے دل کے تبخالون مین ہے

محتسب آتا ہے آئے شوق سے ڈرتے نہین
جانتے ہین شرع دین کے ایک نقالون مین ہے

بے سبب آشفتگی بیجا پریشانی نہین
دل پھنسا شاید کسی الجھے ہوئے بالون مین ہے

یان تمنا وصل کی اونکو نہین یہ بھی خیال
کوئی مسنکا ہماری چاہنے والون مین ہے

گفتگو مین دل کو ڈالا یہ نہین سمجھے کہ دل
ایک غماض تمنا اپنے گھر والون مین ہے

آج وہ نالہ نہ بیتابی سبب کھلتا نہین
یہ تغیر آج کیسا دل کے احوالون مین ہے

ناصحا مین ہی نہین کچھ کشتہ انداز یار
اک جہان زیر زمین بھی اوسکے پامالون مین ہے

خوب ہین اسباب تسکین عاشق بیتاب کے
سوز دل فریاد مین سوز جگر نالون مین ہے

خار صحرا یاد کرتے ہین جو دو دن سے یہان
کچھ خلش سی رہ رہ کی ہوتی پانو کی چھالون مین ہے

نامہ بر سے پہلے ہی دل نے نوید وصل دی
آج دل کی قدر جانی یہ بہی کہ مآلون مین ہے

کسکی الفت عشق کیسا خیر ہے ناصح تجھے
شیوۂ صورت پرستی اپنے اعمالون مین ہے

دل ہوائی وصل مین ہی مین گرفتار وفا
آرزو مشکل مین ہے امید جنجالون مین ہے

ذوق اظہار تمنا سب سہی پہر افریب
شوخئے عاشق فریبی کسکی افعالون مین ہے

مجھپہ کیون ہنستے ہو غصے مین تماشائی نہین
چشم صورت بین مری ہان دیکھنے والون مین ہے

شام غم کو تو راقم جانتے تھے اور کچھ
آج سمجھی یہ اجل کی کو جیک بدالون مین ہے

فرقت کے صدمے جان پہ وہ آجکل پڑے
بیتاب ہوکے سینہ سے ارمان نکل پڑے

طرز خرام یار نے آفت وہ کی بپا
فتنے ہی دیکھنے کو زمین سے نکل پڑے

سلجھائے ہمنے عقدہ دشوار جس قدر
اولجھاؤ اتنے اور پڑے بل پہ بل پڑے

اچھے نہین ہین نالہ شبگیر شورشین
ایسا نہو کہ سات ترے دل نکل پڑے

تیری زبان پہ حصر ہے قاصد بیان شوق
کہیو کچھ اسطرح کہ وہ سنکر اوچھل پڑے

مضبوط ہوکے آئے تھے تم دیکھنے جمال
صورت ہی اوسکی دیکھکے راقم پھسل پڑے

ایکدن سر پہ ہمارے سائبان بنجائیگے
یہ زمین آخر زمین سے آسمان بنجائیگے

قیس و لیلے کا فسانہ خاک مین مل جائیگا
جب تمہاری میری الفت داستان بنجائیگی

خوب گزریگی جو دو شوریدہ سر مل جائینگے
عشق مین بلبل مری گر ہمزبان بنجائیگی

وصل مین شرم وحیا کی اونکو اتنی احتیاط
شمع کہتے ہین اٹہا دو راز دان بنجائگی

بس نسیم صبح گاہے روح افزائی نہ کر
تو ہی کل فرقت مین سوز استخوان بنجائگی

ہم اسے منہ کب لگاتے جانتے یہ تیرہ شب
مہمان ہوکر رفیق جاودان بنجائگی

حسرت فصل بہاری عندلیبون کی بجا
چار دن مین پہر بہار گل خزان بنجائگی

آج تم آئے تمہارے سات سات آئی نسیم
مہربان سے کل یہی نامہربان بنجائگی

کہاتے کہاتے پچتاب آخر تمہاری خوی تند
خانہ زاد کا کل عنبر فشان بنجائگی

جلوہ اوسکا دیکھنا مشکل نہین ہم دیکھلین
جان پر لیکن ہماری ناگہان بنجائگی

چشم غماض تمنا اوسکی ہے دیکھو نہین
آرزوئے دل سی راقم راز دان بنجائگی

کل ملوگے یہ انتظار کسے
صبر اتنا کہان قرار کسے

جانتا ہون کہ دشمن جان ہے
چہیڑ دیتا ہون بار بار کسے

نامہ بر کا بیان ہہی سچا
سست پیمان کا اعتبار کسے

ہمکو اپنی خبر نہین غم مین
فرصت انتظار یار کسے

اسے تجلائے یار مجکو چہوڑ
جا لیا سوئے کہسار کسے

لطف روز فراق کے آگے
یاد شبہائے انتظار کسے

دل ہمارا انظر تمہاری ہے
دیکہین کس پر ہے اختیار کسے

مین بلاتا تہا ابن مریم کو
ہائے لے آئے راز دار کسے

یہ ستم کبہی ملوگے تم
چہینے دیکہا یہ روزگار کسے

رات سے مضطرب ہے دل راقم
دیکہہ آیا یہ بیقرار کسے

اوسکے وعدہ کا اعتبار کسے — روز کا شوق انتظار کسے
غیر اور سیر باغ تم ہی کہو — اب کہین لوگ ہرزہ کار کسے
ہمنشین شمع سوگوار ہے خود — رکہنے آیا سر مزار کسے
کیا تماشا ہے ہم دعا مانگین — اور تاثیر سازگار کسے
عشق ہے اور عشق پروانہ — غم مین چہوڑا ہے سوگوار کسے
لاگ ہے عشق وعقل مین دیکہین — ہو مبارک یہ کارزار کسے
آپ سچے اور آپ کا اقرار — نیت دل کا اعتبار کسے
جلوہ صبح وشام کیا کم ہے — حسرت حسن وزلف یار کسے
عشق کو وہ فریب کہتے ہین — ہم دکہائین جگر فگار کسے
عشق کی ابتدا مین اے ناصح — سوجہتا ہے مآل کار کسے
دیکہئے خاک مین ملاتا ہے — غمزہ چشم شرمسار کسے

آو راقمؔ کسی پہ مرجائین
موت آئے گی بار بار کسے

سو ستم سو جفا کرے کوئی — میرا کہنا کیا کرے کوئی
وعدے کی بہول کا خدا حافظ — حافظہ کی دوا کرے کوئی
جب کہا اوسنے دلکی بیتابی — ہنس کے کہتے ہین کیا کرے کوئی
وصل کے نام سے جو چڑتا ہو — اوس سے کیا التجا کرے کوئی
پاس میرے نہ آئے وقت مرگ — بہول کر بہی خدا کرے کوئی
آج کرتے ہین ہم بہی نالہ رسا — اب نہ دل کا گلا کرے کوئی

درد اچھا نکر سکے پھر کیا
گھر مین عیسے بنا کرے کوئی

جسکا دل ہات مین ہو غیرون کے
اوسکی کیا دلمین جا کرے کوئی

دل کے دینے مین عذر ہے کسکو
قرض دل کا ادا کرے کوئی

ڈھونڈتے پھرتے ہین مسیحا کو
درد کس کا دوا کرے کوئی

جو وفا کو فریب کہتا ہے
اوس سے پھر کیا وفا کرے کوئی

خط مین ایک لفظ آرزو ہے لکھا
دیکھیے وہ خدا کرے کوئی

رہنما چاہیئے کسی کو اگر
خضر کو رہنما کرے کوئی

راقم ایسے طبیب کی ہے تلاش
جو علاج قضا کرے کوئی

آراستگی حسن وہ کیا کیا نہین کرتے
مجکو ہی مگر ضد سے دکھایا نہین کرتے

کہتا ہون کہ اچھا کرو اچھا نہین کرتے
منکر ہون تو مرنا ہی گوارا نہین کرتے

دل دیتے ہین لینے کا تقاضا نہین کرتے
ہم پیروی عشق زلیخا نہین کرتے

ہے پاس کسی بات کا خاموش ہین ورنہ
سو بار ہی دروازہ پہ غوغا نہین کرتے

دل لینے کو لیتے ہین حسینان جہان ہی
پر تیری طرح دل پہ اجارا نہین کرتے

کہتے تو ہین آنے کو مگر آ نہین سکتے
شاید میری الفت کا بھروسا نہین کرتے

تکلیف مساوات نہو تفتہ دلون کو
آنا ہی مری جان ستایا نہین کرتے

کہنے کو کہین وصل کو کیا کہہ نہین سکتے
اندیشہ فرقت ہے تقاضا نہین کرتے

وہ حسن پہ مغرور یہان وضع کی پابند
رستہ کی ملاقات گوارا نہین کرتے

اغماض مرے ملنے سے وہ کرتے ہین ورنہ
تسکین دل غمزدہ کیا کیا نہین کرتے

اچھا ہے کہ آتا ہے مزا درد کا دل کو — ہم آپ علاج دل شیدا نہین کرتے
ہر وقت تصور مین ہین مصروف تمہارے — سو درد مین بھی آپ کو بھولا نہین کرتے

ہم اون سے ملا لاتے ہین تمکو ابھی راقم
وہ سات چلے آئین یہ دعوا نہین کرتے

ملنی تھی جسکو مل گئی تقدیر ہو چکی — ہم پیچھے پہونچے پہلے ہی تحریر ہو چکی
جبتک فلک ہے ہمکو دعا سے نہین امید — کیون مانگ کر سبک ہین تاثیر ہو چکی
دل مین رہی تھی ایک تمنائے وصل یار — اب وہ بھی صرف نالہ شبگیر ہو چکی
ارمان بڑھا رہا ہے مرے دل کا حوصلہ — محرومیان یہ کہتے ہین تدبیر ہو چکی
جب درد دل کی کوئی میسر دوا نہین — فریاد و آہ و نالہ کی تاثیر ہو چکی
اب کس نظر سے یار کو دیکھین کہ جبنگاہ — پہلے ہی صرف جلوہ تصویر ہو چکی
شکوہ کیا قصور ہوا اب کرو معاف — آلام ہجر سہہ لیئے تعذیر ہو چکی
دلا لہ دل فریب ہے دل مین مرے اومنگ — اللہ کی دہائی ہے تقریر ہو چکی
بڑھنے لگا ہے شوق تماشائی رخ یار — شاید کہ زخم مین خلش تیر ہو چکی
وہ بات ہی گئی ہمین تھی جسکی احتیاط — مدت ہوئی کہ عشق کی تشہیر ہو چکی
قاتل کی کب نظر سے ہوا ہے مقابلہ — جب دل مین سرو حسرت نخچیر ہو چکی
ہمسے بھی بیشد ستی بیجا ہوی ہوئی — سو بار ایسی تمسے بھی تقصیر ہو چکی

کیون کہدیا کہ تمسے طبیعت کو ہے لگاؤ
راقم سلام آپ کی توقیر ہو چکی

ہم آکے اگر دہر مین آباد نہ ہوتے — تم جلوہ گر عالم ایجاد نہ ہوتے

ایک بات پہ مجبور کیا تمنے جہان کو — جان دی کے نہ لیتے تو کبھی یاد نہوتے

ہوتا نہ ہمین شکوہ سراے مین توغل — پہر آپ ہی ایسے ستم ایجاد نہوتے

انداز تڑپنے کی اگر ہم کو نہ آتے — یون مشق ستم ہم ترے جلاد نہوتے

دیتا جو ہمین ذہن رسا کاتب تقدیر — ہم دہر مین منت کش استاد نہوتے

کہلتا جو ہوسنا کی اولاد کا احوال — آدم بہی تمنائے اولاد نہوتے

ہم کچہہ بہی نشان کون ومکان مین ترا پاتی — دردر کی جبین سائی سے برباد نہوتے

یہ جان نہ بچتے غم فرقت سے جو ارمان — کچہہ سانس مین الجہے دم فریاد نہوتے

تیر نگہہ یار جو شوخی سے نہ چہٹتا — مشتاق تمنائے بیداد نہوتے

شیرین سے اگر وصل کی رکہتا نہ تمنا — مرنیکی یہ سامان ترے فرہاد نہوتے

یہ عیش بہی فرقت مین ہنوتا ہمین راقم
اقرار اگر یار کی کچہہ یاد نہوتے

نشاط عمر ہے خضر اور آسمان کیلئے — حیات اونکے لئے وہ ہین جاودان کیلئے

رہا نہ ایک بہی آنکہونمین قطرہ خوناب — گرہ مین کیا ہے رکہین نذر پاسبان کیلئے

لگا رکہی ہے یہ ایک جان ناتوان ہمنے — کسی کی تیر جگر دوز کی سنان کے لئے

وہ ہمسے خواب مین کس لطف سے ملے آکر — نپوچہو ہمنے مزے پہر کہان کہان کے لئے

نہین یہ نالہ دل پہر کارسازی وصل — یہ ایک خلش ہے مری جان ناتوان کے لئے

نشاط وصل گران مایہ مدعی کو ملے — غم فراق ملا ہمکو جاودان کے لئے

نوازشین بہی رکہین منحصر لیاقت پر — ستم ہمارے لئے ہے کرم جہان کے لئے

جفائے عشق سہین رسم عاشقی برتین — ملے ہے جان حزین ہمکو امتحان کیلئے

سنی نہین کہین نالہ مین جذب کی تاثیر
اگر اثر ہے تو کچھہ سوزشِ زبان کے لئے

جہان مین رہنے کو آرام و عیش و راحت ہو
یہ اتنے ساز ہون دو دن کے مہمان کے لئے

نہین ہے سہل کسی دل کا کہینچنا راقم
زبان مین چاہئے کچھہ شوخیان بیان کے لئے

ایک تم ہو نہ کبھی دیدہ پرنم مین رہے
ایک ہم ہین کہ سدا خاطر برہم مین رہے

اس سے کیا بحث کہ ہم کشمکش غم مین رہے
تجکو بہولے نہین دل سے کسی عالم مین رہے

اشک حسرت کوہی بیکار نہو ذوق نظر
جو مژہ پر نرہے دیدہ پرنم مین رہے

کوئی زندان مین عزادار نہ نکلا اپنا
حلقۂ زنجیر کے لیکن مرے ماتم مین رہے

منصب عشق کے قابل اوسے سمجھین ہم بہی
تمسے ملتا رہے اور جامۂ آدم مین رہے

وہ پریشان رہے وہم عدو مین شب وصل
ہم خیال نفس کوس سحر دم مین رہے

لوگ تدبیر مین ہین وصل کی وان یہ منظور
درد کچھہ اور ابہی سینۂ پرغم مین رہے

ہائے قسمت کہ شب وصل بہی روتے گزرے
عید کے دن بہی تماشائے محرم مین رہے

چاہتا ہے دل حسرت زدہ وہ لذت وصل
ہم کسی دل مین رہین اور کوئی ہم مین رہے

تم تو عشرت مین رہو تمکو کسی سے کیا کام
کوئی فرقت مین جلے نار جہنم مین رہے

بزم مین اوسکے گئے وان سے پریشان اوٹہے
گہر مین آئے تو اوسے کشمکش غم مین رہے

یہ مسلم نہین تاثیر نہو کہیل تو ہے
کچھہ دکہانیکو ہو دیدہ پرنم مین رہے

کیا خبر تہی کہ فسون ساز ہے یہ محرم راز
مفت سب کام بدآموز سے محرم مین رہے

پہر ہرے ہو چلے سینہ کے جراحت اللہ
کوئی اتنا نہین جو بخیہ و مرہم مین رہے

شانہ اوس زلف معنبر مین ہو جسکو اغماض
دست بلقیس مین اور پنجۂ مریم مین رہے

رات بہر ہجر مین ٹپکا کئے آنسو پیہم
رات بہر اوس مین بہیگا کئے شبنم مین رہے

شعر کہنا بہی تمہین خاک نہ آیا راقم
عمر کہو یا کئے دیوان کے فراہم مین رہے

موت کے طور مین سارے شب ہجران تیرے
زندگی قطع کئے دیتے ہین سامان تیرے

جب نہ اقرار بہر و سکے نہ پیمان تیرے
ہم بہی دریا مین ڈبو دیتے ہین ارمان تیرے

ہم گئے جان سے پورے ہوئے ارمان تیرے
آج پہوٹے مین پہپولے شب ہجران تیرے

تیرے اوسان ہمین دیکہتے ہین مایۂ ناز
اپنے ہاتہون مین اگر آگئے دامان تیرے

بزم دشمن سے مجہے یاد ہے آنا تیرا
آنکہہ مین پہرتے ہین وہ ناز پشیمان تیرے

آخر انجام تغافل یہ ہوا اے بے مہر
اب نہ میرے رہے ارمان نہ ارمان تیرے

پاس کیا ہے مرے جو نذر کرون روز وصال
سر یہ قربان کرونگا شب ہجران تیرے

حق و باطل مین کبہی بحث نکرتے باہم
دیکہتے تجکو کبہی گبر و مسلمان تیرے

کوئی آنے ندے تجکو تو مرے خواب مین آ
صبح دیکہا ہے کرین منہ کو نگہبان تیرے

سمجہا ہو تیری پرستش کو کوئی بندۂ خاص
مین نہین ناصیہ فرسائی کے شایان تیرے

غیر پہر غیر ہین غیرون کا بہروسا کیا ہے
یاد رکہہ یاد نہ مانیگے یہ احسان تیرے

خوش ہوا ہے دل لفس جند کی ہی اور بہار
پیچہے روئینگے تری جان کے خواہان تیرے

کچہہ جہان مین ہی نہین ہے نرالا ایمان ایدل
بیٹہے ہین خلد مین بہی دشمن ایمان تیرے

ہم بہی دیکہین گے مدارات تری داور حشر
جمع جب گہر مین تری ہونگی یہ مہمان تیرے

گردش بخت تو تہی سات ازل سے راقم
یہ بڑہی سات لگی گردش دوران تیرے

مین سامنے ہوتا تو یہ تقدیر نہوتی
برگشتگی بخت کی تحریر نہوتی

فرقت مین کبھی کام تو آتا جو یہ تجھہ مین
اک بے اثری نالہ شبگیر نہ ہوتی

قاتل جو تغافل دم تکبیر نکرتا
آرزدگئے حسرت نخچیر نہ ہوتی

آتی نہ نظر شاہد و مشہود جہان مین
ہر دل مین اگر عشق کی تاثیر نہ ہوتی

رک رک کے نہ چلتے تو کوئی جان نہ دیتا
گردن سے اگر شوخی شمشیر نہ ہوتی

پہنستا نہ کوئی دام مین اس حسن ادا کے
جو زلف دوتا صورت زنجیر نہ ہوتی

گریہ مین کہان تہی یہ اثر بخش رسائی
گر سعی زبان رہبر تقریر نہ ہوتی

انداز سراپا ترا مجکو نہ اڑاتا
ایسی تو تماشا تری تصویر نہوتی

زندان کے مصائب کو نہین ہم کہتے
جو ہم پہ گرانباری زنجیر نہ ہوتی

انداز فسون کار جو ابرو نہ دکہاتے
جان اپنے فدا لے دم شمشیر نہ ہوتی

سمجھاتے مجھے عیار وہ گفتار سے میری
اے کاش گل افشانی تقریر نہوتی

یہ تفرقہ ملت و مذہب ہی نرہتا
گر کعبہ و بتخانے کی تعمیر نہوتی

گر عشق نہوتا یہ غم عشق نہوتا
راقم سخن نغز کی توقیر نہوتی

خاموش رہیو نالہ شورش فزا ابہی
کچھہ گفتگو مین ہی دل صبر آزما ابہی

فہم وفا ہی اوسکو نہ ذوق جفا ابہی
بس خیر ہے نہین وہ فریب آشنا ابہی

صیاد کا گلا ہمین کرنا نہ تہا ابہی
شرما کے وہ بہی ڈر گیا کرتا جفا ابہی

تیور ہی کہہ رہے ہین کہ جنگل دکہائینگے
سیکھے تو شوخیان نگہہ فتنہ زا ابہی

پہلا سبق ہے عشق کا نوزہ صال یار
دیکھا ہے تمنے کیا ابہی اور کیا سنا ابہی

گھبرا گیا ہون جادہ نوردی سے عشق کے
رستہ کو پوچھتا ہون کہ کتنا رہا ابھی

تم چھوڑ دو جو پرسش روز حساب کو
ہم ترک کرتے ہین روش ناروا ابھی

رونے سے میرے ڈر گئے پہلے ہی چارہ گر
دیکھا نہین وہان جراحت کھلا ابھی

عالم کا خون کردیا اور اونکی ہمنشین
کہتے ہین جانتے نہین دل کش ادا ابھی

خوش کر رہا ہون دل کو نوید وصال پر
قاصد نے وان کہا ہے نہین مدعا ابھی

جو کام انتہا مین گرفتاریون کی تھے
وہ کام کر رہی ہے یہ زلف دوتا ابھی

دشمن کی ایک بات پہ تم تو بگڑ گئے
مجھسے سنے نہین گلۂ ناروا ابھی

جانیکا لطف وان نہین جاتے ہین بوالہوس
بگڑی ہوئی ہے کوچے کی اوسکے ہوا ابھی

نالہ کی نارسائی سے اے دل نہ کیجو یاس
ہمنے لگا رکھی ہے زبان دعا ابھی

تم سن کے میری بات ہوئے ایسے سرنگون
گویا جواب دوگے میری بات کا ابھی

پہلے ہی ایک بات پہ تم تو اُلجھ گئے
دل مین بھرا ہوا ہے مرے مدعا ابھی

ایام سب گزر گئے بے صبر دل شکیب
ایک اور رہ گئی ہے قضا کی بلا ابھی

تمکو سوال وصل کا اتنا برا لگا
چہرہ کا رنگ کیا تھا ہوا کیا سے کیا ابھی

فرقت کی شب سے مرنیکو بہتر نہین ہے وقت
جو کل کی آنیوالی ہو آئے قضا ابھی

کچھ دل ہی دل مین ہے ابھی دونو طرف خیال
وہ آشنائے عشق نہ ہم مبتلا ابھی

تیرا کرم فزون رہے عزم کرم فزون
جب تک جئینگے ہمسے تو ہوگی خطا ابھی

راقم لیا ابھی منہ سے اگر عاشقی کا نام
پہ جان تو بنی ہوئی بگڑی ہوا ابھی

انتظار یار مین عاشق کو کیا کیا چاہیے
آنکھہ وقف در رہے دل محو تمنا چاہیے

دل ملا کر اپنے دل سے کچھ پر کہنا چاہیئے
پھر لگا ہون مین مجھے بھی آزمانا چاہیئے

دلبہ بجلاے کیسکے اونکو غمزون سے غرض
کوئی مر جائے بلا سے وان تماشا چاہیئے

کس کا شکوہ کیا گلا کیسی شکایت یار سے
جو تغافل جو ستم ہو سب گوارا چاہیئے

کونسی شب ہے وہ جسپر منحصر رکھا ہے وصل
کون سا ہوگا وہ دن اللہ دیکھا چاہیئے

سب غرور ناز مٹ جائے نہ بن آ اوسے
چاہیئے وہ بھی لگے بس اوسکو اتنا چاہیئے

تم کہو دشمن کہین ناصح کہے اور ہم نہین
جو خدا سنوائے ہمکو بس وہ سننا چاہیئے

ہم تو عاشق ہین تمہارے اور تم عاشق نواز
اب مآل عاشقی فرمائے کیا چاہیئے

وان یہ ہے منظور اظہار تمنا ہی نہو
خواہشین کہتے ہین اظہار تمنا چاہیئے

یان ہزارون خواہشین وان ایک سے سب کا جواب
کہتے ہین کچھ دن مقدر آزمانا چاہیئے

کس کا چارہ کیسا درمان دکھ کسے بس یہ کہو
کچھ اٹھانا ہمکو احسان مسیحا چاہیئے

ہمسے تمکو لاکھ ہونگے تمسا ہمکو ہے کہان
تم اگر مل جاؤ ہمکو پھر ہمین کیا چاہیئے

دلبرون کی دلبری کو چاہیئے بے دل کوئی
جان کو اپنی نہ سمجھے جان ایسا چاہیئے

دیکھنے جاتے ہو راقم تم جمال روے دوست
ظرف نظارہ بھی کچھ بھر تماشا چاہیئے

درد کا قصد ہے فریاد کا سامان کیجے
اور وفا کہتی ہے ضبط غم پنہان کیجے

دن کو آنا نہین ہوتا تو یہ پیمان کیجے
خواب مین آئیے رخصت شب ہجران کیجے

جوش پر نالہ ہے اور آہ رسا شورش پر
لو چراغ شب دشمن تہ دامان کیجے

ظرف فریاد نہین اپنا جو کیجے خواہش
کیجئے دلالہ سے اور منت دہان کیجے

آئیے خانۂ غمگین مین مسیحا بنکر
درد کو دیکھئے اور درد کا درمان کیجے

قیس و فرہاد نے وہ دشت کا کہو یا ہی قرار
جی نہین چاہتا ہنہ سوئے بیابان کیجیے

دیکہئے فتنے نہ اُٹھین دم رفتار کہین
اتنا نیچا نہ سر گوشۂ داماں کیجیے

جی مین ہے در پہ پڑے رہئے تمنا لیکر
سنتین جتنی ہون سب حرف نگہبان کیجیے

دیکہنے آتے ہین زندان مین اسیری میری
مدعا یہ ہے اسیرون کو بہی ویران کیجیے

بوسہ دو زہر دو دشنام دو یا جام شراب
کام جو کیجیے بقدر لب و دندان کیجیے

وصل یکروزہ کی عشرت کا یہ دیکہا انجام
عمر بہر شکر گرانبارئ احسان کیجیے

اونکی عادت ہے خوشامد کی یہ کیسے ہوگا
سامنے بیٹہئے ہر بات پہ ہان ہان کیجیے

کون کہتا ہے کہ تم ہٹئے شب وصل کہین
منہ کو ڈہوڈ الئیے پہر مجکو پشیمان کیجیے

ایک غزل اور بہی دلچسپ سے لکہکر راقم
خاطر اہل سخن بزم مین شادان کیجیے

ہمکو یہ خواہشین یان آئے جہان کیجیے
اونکو وہ کاوشین پامالئے ارمان کیجیے

جی مین ہے وصل کی اظہار کا سامان کیجیے
لخت دل خون جگر رونق مژگان کیجیے

ہمکو یہ شوق ملاقات کی صورت نکلے
اونکو یہ ذوق ہے یہ باتون مین شادان کیجیے

وہ یہ چاہین کہ مسلمان کو بنا لین کافر
یان یہ مقصود کہ کافر کو مسلمان کیجیے

ہمکو ارمان تمنا کا سنائین قصہ
اونکو یہ ضد ہے کہ ذکر شب ہجران کیجیے

وان وہ نیرنگ کبہی رنگ محبت نہ کہلے
یان وہ یکرنگ کہ فاعل بہی قربان کیجیے

ہم یہ چاہین وہ بلائین ہمین بے منت غیر
اونکو منظور ابہی منت دربان کیجیے

یان تمنا سے ہمین شام ہی لینی مشکل
وان یہ مقصد کوئی دن اور بہی ارمان کیجیے

وان وہ محتاط بدن سے نہ لگے غیر ہوا
یان یہ ارمان ہم آغوشئ جانان کیجیے

جذبہ عشق سے راقمؔ وہ ہوگا اپنا
دل مین ڈال کے کافر کو مسلمان کیجے

فروغ لاکھہ تجلی کا آتشین ہوجائے | کلیم ہم نہین جو آنکھہ شرمگین ہوجائے
یہ خون بہا ہے شہیدون کا جا بجا لالہ | چمن چمن کہلے اور رونق زمین ہوجائے
مجھے بلائین وہ آپ آئین کوئی صورت ہو | کسی طرح سے ملاقات ہو کہین ہوجائے
کفیل ظرف مین اپنا کہ ہاتھہ سے تیرے | عطا جو آج خم آب آتشین ہوجائے
کبھی وفا کا جفا سے مقابلہ کرلو | کہ تمکو میری محبت کا کچھہ یقین ہوجائے
نہ چھوڑیو کبھی بے مہر کے گریبان کو | کہ عہد وصل نہ جب تک دل حزین ہوجائے
یہ قتل گاہ تماشا ہے ہم ہین اور تم ہو | بس آج فیصلہ ہونا ہے جو یہین ہوجائے
ہم اپنے جان بہی دیدینگے ایک دل کیا ہے | تمہاری الفت دل کا ہمین یقین ہوجائے
وہ دن بہی ہوگا کوئی اور رات بہی کوئی | کہ انتظار نشاط دل حزین ہوجائے
مذاق دوست ہے پیغام برامید تو ہے | بیان نامہ رسان سحر آفرین ہوجائے

شکایت ستم ایسے سے کیا کرین راقمؔ
زبان ہلانے سے پہلے جو خشمگین ہوجائے

مقدر تہا دم فرہاد نکلے اور یون نکلے | کہ شیرین کی غرض بن بن گئے زیر بیستون نکلے
وہ ارمان کیا تہ خنجر جو با حال زبون نکلے | گلے مل کر اگر نکلین تو پہر مین بہی کہین نکلے
خدا کے سامنے جائین تو ایسے شرم عصیان ہو | کہ اشک آنکھون سے جو نکلے ہمارے سرنگون نکلے
کبہی گہر سے نکلتا ہون تماشائی وہ ہوتا ہے | عجب کچھہ کارساز عشق انداز جنون نکلے
وہان پوچھینگے زاہد کو ہمین دان کون پوچھے گا | جو ہم مست مئے سوداے سرشار جنون نکلے

تلاش دوست مین کچهه دیدهٔ دل کام دیتے هین / یهی دو آشنا پائے یهی دو رهنمون نکلے

نه ملنا یار سے هوگا نه تاب دل یه جائے گی / تمنائے دلی نکلے تو یه سوز درون نکلے

کبهی وه مهربان هوگا تو بیتابی ڈبوئے گی / اگر تدبیر بنجائے تو پهر قسمت زبون نکلے

کهین فریاد و غوغا سے تمنا بهی برائی هے / قیامت تک اگر آنکهون سے اپنے جوئی خون نکلے

یه قیس و کوهکن کیا خانه زاد زلف تهے دونون / که تصویرون مین بهی پابند زنجیر جنون نکلے

بچین کس بات سے اوکس ادا سے ایک قیامت هے / کهلے هے هر سخن جسکے یه انداز فسون نکلے

بُرائی یه بهی هے قسمت کی وه گهبرا گئے مجهسے / که اونکی خواهشون سے میری ارمان کچهه فزون نکلے

مزا ارمان کا جب آئے تمهین بهی میری خواهش هو / که تم مجهسے سنو بر آئی مین تمسے سنون نکلے

تمنائین بهت اور وصل کی شب خواهشین بے حد
مگر ارمان دل **راقم** کچهه اوس سے بهی فزون نکلے

لوگ کهتے هین جسے کوئی قیامت هوگی / وه تو مرنیکے مری دهر مین شهرت هوگی

عرصهٔ حشر مین کیا کیا مری حالت هوگی / هر نظر کی جو تماشا تری صورت هوگی

وه اگر آئے بهی کیا همکو مسرت هوگی / شام خوش گزرے گی پهر صبح قیامت هوگی

دل سے دل شاد طبیعت سے طبیعت هوگی / یاد اوسکو اگر آئین محبت هوگی

ایک عالم کی بر آتی هین مرادین یارب / نامرادونکی بهی پوری کوئی حسرت هوگی

جان دیکر لئے لیتے هو یه بخشش کیسی / یون تو بدنام خدائی مین سخاوت هوگی

دل تو خوش کر دیا آغوش مین آکر تمنے / کچهه سوا اس سے بهی فرمائے همت هوگی

پاسبان منع کرے اوسکا یه مقدور نهین / هان کسی اور کی اوسکو بهی اشارت هوگی

جان لیکر بهی چهوڑیگی مجهے تیره شبی / قبر مین بهی یهی ظالم شب فرقت هوگی

نامہ بر کام بنا لائے خدا ساز ہے بات
میری قسمت تو کہان اوسکی لیاقت ہوگی

کیا خبر تہی کہ وہ پرفن ہے، نہ دیتا مین دل
مین تو سمجہا تہا کہ میری سی طبیعت ہوگی

مین نے پوچہا کہو کب آوگے وہ ہنس ہنس کر
کہتے ہین ہمکو بلانیکی یہ صورت ہوگی

آج اون سے نہ کہلے بند قبا سنتا ہون
دل مین خوش ہون مرے الجہی ہوہی حسرت ہوگی

دیکہتے دیکہتے آئینہ وہ حیران ہوئے
پہر گئی آنکہہ مین شاید مری صورت ہوگی

سونچتا ہون کبہی وہ آگئے پہر کیا ہوگا
بس مین دل ہوگا نہ قابو مین طبیعت ہوگی

جی مین ہے سیر کرین چل کے صنم خانہ کی
صورت یار سے ملتی کوئی صورت ہوگی

بزم دشمن مین رہو سیر کرو تمکو کیا
خون ہوگی تو کسی کی کہین حسرت ہوگی

عرض بیتابی دل کرتے ہو سمجہو راقم
اس خوشامد سے سوا اوسکو رعونت ہوگی

زبان جوہر دکہا تجہہ مین اگر ہے
دکن مین پرسش اہل ہنر ہے

قد و گیسو ہے اور ذوقِ نظر ہے
رسن ہے دار ہے شوریدہ سر ہے

اونہے بہی ضد اوسی ایکبات پر ہے
مدار زندگی جسپر ادہر ہے

ہماری زیست شاید رات بہر ہے
کہ شام وصل سامان سحر ہے

اوسی بیداد گر سے پہر ہے تکرار
ہمارا فیصلہ تلوار پر ہے

قیامت ہے کہ ہم مرتے ہین جسپر
اوسی پر ایک عالم کی نظر ہے

چلے آؤ جوانا ہے کہ روسکے
چراغ عمر دامان سحر ہے

حجاب نیلگون سے ہے جہلکتا
پس پردہ کوئی صورت مگر ہے

شکیب اب اہل دین کا دیکہنا ہے
کہ آتا بزم مین جادو نظر ہے

کبھی سرمایۂ امید دل تھا / وہ دود نالہ اب ریش جگر ہے

جو اب تمکو اسقدر سہل / جواب وصل دینا درد سر ہے

نہ جاؤ مضطرب ہوکر شب وصل / ابھی دامان شب کھینچے سحر ہے

اندہیری رات اور لاکھوں بلائیں / ہجوم غم ہے میں ہوں اور گھر ہے

سخنور سن لیں انداز سخن سے
نوائے راقم شوریدہ سر ہے

اوسکی بیری دم تقریر بگڑ جاتی ہے / ساری سوچی ہوئی تدبیر بگڑ جاتی ہے

کیا نئی بات ہے تدبیر بگڑ جاتی ہے / یہ تو تدبیر ہے تقدیر بگڑ جاتی ہے

یہ زمانہ کے ہیں اسباب بگڑنا بننا / کبھی قسمت کبھی تدبیر بگڑ جاتی ہے

اچھے اچھونکو بگڑتے ہوئے دیکھا ہمنے / بادشاہوں کی بھی تقدیر بگڑ جاتی ہے

کبھی رک جاتے ہیں اقرار وہ کرتے کرتے / بنتے بنتے مری تقدیر بگڑ جاتی ہے

اپنے تصویر دکھاتی نہیں وہ کہتے ہیں / بد نظر لگنے سے تصویر بگڑ جاتی ہے

میں تو حاضر ہوں کرو قتل مگر یاد رہے / خون جاتے ہوئے شمشیر بگڑ جاتی ہے

راستی دلمیں نہیں تیر لگانا سیکھو / کج نگہہ سے روش تیر بگڑ جاتی ہے

جب دعا کرتے ہیں ہم نالہ پرسوز کے ساتھ / الٹی ہو جاتی ہے تاثیر بگڑ جاتی ہے

حرف قسمت مری لکھ کر قلم قدرت بھی / لکھتے لکھتے دم تحریر بگڑ جاتی ہے

حال اوس سے کہیں جسکے غضبناک ہو / وان تو نیت پہ تقدیر بگڑ جاتی ہے

کھل ہی جاتا ہی چھپاؤ غم دلکو جتنا / منہ کی رونق دم تقریر بگڑ جاتی ہے

غنچہ کھلتا ہے نقاب آپکے اچھا لیکن / حسن کے پردہ سے توقیر بگڑ جاتی ہے

کسکو امید اثر ہو جو ہوا مین مل کر
صورت نالۂ شبگیر بگڑ جاتی ہے

بات نکلی نہین منہ سے تو بنی رہتی ہے
جب ہوئی بات کی تشہیر بگڑ جاتی ہے

چارہ گر کیا کرین جس درد کی ہر دم راقم
نبض مین حالت تبخیر بگڑ جاتی ہے

نالہ کیجے تو یہ اندیشہ کہ گھر جلتا ہے
ضبط کرنے مین یہ مشکل ہے جگر جلتا ہے

تنگ ہے جلوۂ رخسار کو تیرا سایہ
رنگ سے حسن تری زلف دوسر جلتا ہے

کوئی پوچھے تو کہین ہجر مین کیا بنتی ہے
کس طرح درد جدائی سے جگر جلتا ہے

میری ہستی کی یہ صورت ہے کہ ہون اور نہین
ایک چراغ سحری وقت سحر جلتا ہے

خاک ہو جائے محبت مین محبت وہ ہے
یون تو ہر ایک محبت مین بشر جلتا ہے

ایک موسی ہی نہین طور پہ جلنے والے
ایک عالم ترا محروم نظر جلتا ہے

لطف جب عشق کا آتا ہے کہ سوز غم سے
آگ سینہ مین سلگتی ہے جگر جلتا ہے

تو کہے یا نہ کہے شمع تجھے سچ تو ہے
دل کسی کے لئے تیرا بھی مگر جلتا ہے

منہ سے کہتے نہین پر دل کا خدا حافظ ہے
سنتے ہین غیر سے جب میری خبر جلتا ہے

ہم تو قائل ہین وفاداریٔ پروانہ کی
کس دلیری سے سر شمع سحر جلتا ہے

منہ سے اتنا تو کہو تم کو خدا کی سوگند
آپ کا میرے لئے دل ہی مگر جلتا ہے

بھاڑ مین جائے یہ دل آگ لگے اس دل کو
خاک ہوتا نہین اور شام و سحر جلتا ہے

دیکھنا ہی گیا ان شعلہ رخون کا راقم
تاب نظارہ نہین تار نظر جلتا ہے

دل مین ہمارے گھر بت خودسر بنائینگے
کعبہ کو بت کدہ ہی کافر بنائینگے

دوزخ مین ڈال دیگا بتون کو اگر خدا
کسکو حریف ہم دم محشر بنائینگے

کیون جستجوی یار مین رہبر کرین تلاش
ہم شوق رہ شناس کو رہبر بنائینگے

کچہہ دن اگر رہین یہی شاہد پرستیان
کافر ہمین ضرور ہے کافر بنائینگے

جاتا نہ کوی یار مین کیا جانتا تہا مین
اغیار نقش پا میرے رہبر بنائینگے

میکش یہی اوسکے بندے ہین محروم کیون ہین
وان بہی کسی کو ساقی کوثر بنائینگے

تیور سے نامہ بر کی مجہے آگیا ہے شک
اب قاصدی کو کوئی کبوتر بنائینگے

مست شراب عشق کو جنت سے کیا غرض
اپنا مکان ہم لب کوثر بنائینگے

دیوار گر پڑی تو بنا دینگے چارہ گر
لیکن دل شکستہ کو کیونکر بنائینگے

نالے چراغ خانہ مفلس نہین ہین میرے
یہ شام غم کو روکش خاور بنائینگے

تصویر یار مانی و بہزاد کہینچ لین
قامت کی نقش ناز کو کیونکر بنائینگے

آئے ہین چارہ سازی کو ناصح خدا کی شان
گویا ہمارا آکے مقدر بنائینگے

سنتے ہین ربط غیر کا چپکے ہین ہم ابہی
آخر زبان شکوہ کو خنجر بنائینگے

قاضی کو ضد ہے روز ہی ساغر کو توڑئیے
ہمکو بہی ضد ہے روز ہی ساغر بنائینگے

دانستہ وقت قتل تغافل کیا تو ہم
تمکو بہی تلخ باتون سے مضطر بنائینگے

دل مین اگر رہے بت بدکیش رات دن
ہمکو پجاری دل کو یہ مندر بنائینگے

آرام سے رہینگے اجل تک نہ آئیگی
رہنے کو ایک خانہ بے در بنائینگے

کرتے ہین شاہد دن کے بلانیکے آرزو
جسدن وہ آئے اور بہی دل پر بنائینگے

ہم میکشون کا دیکہیو توظرف محتسب
کوثر کو منہ لگائینگے ساغر بنائینگے

کیجو نہ شکوہ غیر کا راقم یہ یاد رکہہ
دشمن کو دوست اور وہ ضد پر بنائینگے

دم بھر کو آپ آئے ملے بھی تو کیا ملے
راحت سے اور رنج ہمین کچھہ سوا ملے

ڈھونڈا کئے جہان مین کوئی باوفا ملے
جتنے ملے ہمین وہ غرض آشنا ملے

ان زاہدان تنگ دلون سے خدا ملے
گھر مین نہ جنکے بیٹھنے کو بوریا ملے

خنجر سے حلق حلق سے خنجر ملا رہے
قاتل کو خرمی ہو ہمین خونبہا ملے

بندہ بناؤ اور ندو ساز سروری
یہ بندگی اور اوسکی ہمین یہ سزا ملے

محرومیون سے جان چلے ہم مآل کار
معشوق یان ملے نہ ہمین وان خدا ملے

کہنے کی بات اور ہے کرنے کا کام اور
کچھہ درد آشنا ہو تو وہ ہمسے آ ملے

تقدیر کی برائی کا رونا نہین فقط
نالے ملے تو وہ بھی ہمین نارسا ملے

دنیا ملی نہ دین ملا اس جہان مین
اب دیکھنا ہے روز جزا ہمکو کیا ملے

ناصح سے کہتے ہین ہمین ملوا دو یار سے
نقد ثواب دینگے جو روز جزا ملے

آجاؤ ایک روز ہم آغوشیان رہین
خواہش سے خواہش اور حیا سے حیا ملے

ملنے کی جب ہمین کرین خواہش تو پر غرور
کیون آکے ہمسے ملنے کو اوسکی بلا ملے

ان شوخیون سے کیون نہو ہر دل عزیز وہ
آنے کو میرے گھر کہے غیرون سے جا ملے

راقمؔ زبان کلک سے کچھہ اور بھی کہو
بزم سخن مین داد ملے مرحبا ملے

مقتل مین آج آؤ چھری سے گلا ملے
الفت کا امتحان ہو جفا سے وفا ملے

جب ابر قطرہ بار ہو ٹھنڈی ہوا ملے
توبہ کہان رہی جو در توبہ وا ملے

ایک ہم ہین بے نصیب کہ دشنام بھی نہین
ایک وہ ہین جنکو بوسہ بغیر التجا ملے

وہ دن بھی تمکو یاد ہین مستی کی جوش مین
میرے گلے کا ہار ہوئے بارہا ملے

آدم کے جہگڑے دم سے ہین پہر کہان بعد مرگ
مٹی مین مٹی اور ہوا مین ہوا سے ملے

بلبل کو خوش نوائیان اور گل کو رنگ و بو
شایان غم تہے ہم کہ ہمین غم سوا ملے

دشوار ہمکو وہ ہے جو آسان ہے غیر کو
جانے کا حوصلہ نہو دروازہ وا ملے

بیجا شکایتین ہین جفاون کی یار سے
الفت فزون ہتی ہمکو الم بہی سوا ملے

تیرون سے کیون ڈراتے ہو تلوار سے گرو
بسمل کی کچہہ تڑپنے کا تم کو مزا ملے

مستی مین ہاتہہ جا پڑا میری خطا نہین
دانستہ مینے چہیڑا ہو مجکو سزا ملے

شوخی مین یہ بہی شوخی ہتی آئے کہڑے کہڑے
وعدہ کی گویا سمجہے تہے وعدہ کیا ملے

گہبرا چلا تہا نالون سے دل پہر بہل گیا
کچہہ نالہائے غم غم دل کی دوا ملے

دیکہا ستم فلک کا نہ کچہہ روزگار کا
اچہے رہے جو خاک مین پہلے ہی جا ملے

راقم غزل سرائی مین جب اپنا جی لگے
کچہہ ہاتہہ سے بہی ہاتہہ پر از مدعا ملے

زندگی مین نہ گئی حیف یہ آفت نگئی
بعد مرنیکے بہی ظالم شب فرقت نگئی

وہ رضامند ہوئے پہر بہی کدورت نگئی
کہل کے قسمت بہی پریشانی قسمت نگئی

واہ رے شان کریمی کہ خطا دیکہکے بہی
چشم رحمت نہ پہری رحم کی عادت نگئی

اونکو منظور حزین دیکہکے خوش ہون مجکو
مجہسے غمگین بنائی کبہی صورت نگئی

کون سی آنکہہ ہے جسنے نہین دیکہا تجکو
کون سا کان ہے جس مین تری شہرت نگئی

مہربانی مین بہی اوسکے کوئی مطلب ہے ضرور
کہ خوشامد مین نگاہون کی اشارت نگئی

ہمنشین وصل گل اندام کا کچہہ لطف نپوچہہ
پیرہن سے مرے ابتک بہی وہ نکہت نگئی

کام بنتا ہے خوشامد سے نگر کیا کیجے
کہ خوشامد کی طرف اپنی طبیعت نگئی

حسن بے پردہ مین کیا جانے وہ کیسا ہوگا — جسکی تصویر مین ہی شوخئ صورت نکلی

سیر چشمی نے تمہاری تمہین کھویا راقم
خاک مین مل گئے پر بوئے شرافت نکلی

امید بر آئی کوئی دل کی نہ جگر کی — ہے جان کشاکش مین ادہر کی نہ ادہر کی
پہلو مین نہین بوند بہی اب خون جگر کی — جیتے مین قسم کہا کے مگر ہم کسی سر کی
یارب کبہی وہ پاس سے گہر کے مری گزرے — دامن سے لپٹ جائے ہوا راہ گزر کی
تم دہر مین ہو غم نہین امید بنی ہے — تقدیر بہی کہل جائگی پہری مرے گہر کی
وہ حسن خداداد یہ آنکہین ہین ہماری — سو بار تمہین دیکہین گے حسرت سے نظر کی
وان روز نئے وعدے مین اقرار نئے مین — یان شب کی توقع ہے نہ امید سحر کی
ہونیکو ہے شاید کوئی سامان خدا ساز — جو شام سے ہے اور ہی رونق مرے گہر کی
وان سیکہ لیا زلف مسلسل کو بنانا — پیچیدگیان دیکہ کے کچہ دود جگر کی

کٹ جائگی آنکہون مین شب ہجر بہی راقم
دل یاد مین ہو اسکے لگی لو ہو ادہر کی

ترکیب تو کہتی ہے مرے دیدہ تر کی — ہر قطرہ خون آنکہ مین ہو بوند اثر کی
نالہ سے یہ امید نہین ہمکو اثر کی — لے جا کے کسی دل کی خبر اور جگر کی
مغرور کیا اوسکو مرے ذوق نظر نے — پہچان گیا عشق وہ شوخی سے نظر کی
غفار ترا نام ہے رحمن تری شان — ہم کیون ہون خطاوار خطا کوئی اگر کی
تسکین کو نہ روئین جو تصور مین رہو تم — حسرت کو نہ پیٹین کبہی ہم دیدہ تر کی
کس لطف سے گزری ہے تمنا مین ہماری — رو رو کے اگر شام کی مر مر کے سحر کی

ہم دیکھتے تم چھپ کے کہاں بیٹھتے ہم سے
ہوتا نہ فلک رُوک اگر حد نظر کی

گھر ہی ہنوا پاس کہ دیوار پہ چڑھ کر
صورت ہی کبھی دیکھتے اوس رشک قمر کی

اغماض نظر سے نکر و ڈال دو لیکر
ایک خاک کی چٹکی مری آنکھون مین نظر کی

ضد سے مری اٹھوا دیا پتھر تہا پڑا تہا
میری نہ عقیدت گئی رونق گئی در کی

ملنا ہنین ہوتا تو اشارے ہی کئے جاؤ
تقدیر سے ملتی رہی تقدیر نظر کی

الفت سے مراد یکہنا کیا چڑ ہے تمہاری
کرتے ہو جو بندی مری ہر بار نظر کی

اپنا تو سلام ایسی نزاکت کو ہے راقم
آغوش مین لین جسکو رہے فکر کمر کی

واعظ ڈرا نہ تو ہمین روز حساب سے
کرلین گے توبہ مرنے سے پہلے شراب سے

آزادہ رو ہین ہم نہین ڈرتے عذاب سے
واقف ہین خوب ہم کرم بے حساب سے

اللہ رے موج مے تری ہستی حباب سے
بوسہ کی خواہشین لب جام شراب سے

جتنا چھپایا آپ نے کہلتا گیا وہ اور
جوش شباب ہستی سے ہستی شباب سے

دل بدگمان ہے خاطر اعدا ہوی ضرور
آتی ہے بوئے غیر سے جام شراب سے

نیچے ہنین حیا سے پس پردہ نقاب
بیزار ہے نگاہ کی شوخی حجاب سے

ردے فلک کو دیکھ کے آتا ہے کوی یاد
جلتا ہون جلوہائے شب ماہتاب سے

آتا ہے وہ تو خواب مین مین اور رشک سے
ہوتا ہون خواب عیش مین آشفتہ خواب سے

آنیکا وعدہ کرتے ہین اور مجھسے پوچھ کر
گویا کہ بے خبر ہین مرے اضطراب سے

مغرور وہ ہنین کہ ندے بات کا جواب
آزردہ ہوتے ہین لب نازک جواب سے

اللہ رے خوے شوخ الٹ کر نقاب آپ
لیتا صبا کا نام بگڑ کر عتاب سے

نظارہ وخیال دل و دیدہ پہ ہے رشک
ناکامیون مین رہتے ہین کیا کامیاب سے

خاطر مری ہو تو گوارا ہون اوسے
وہ رنجشین جو ہوتی ہین اکثر عتاب سے

پورا کیا وہ گریہ بے اختیار نے
جو کام رہ گیا دل خانہ خراب سے

سامان نئے نئے ہون شب وصل یار مین
مے ابر سے برستی ہو جام آفتاب سے

دونون طرف حجاب رہا شب گزر گئی
مین سہمگین عتاب سے وہ چپ حجاب سے

غارت گرون نے چھین لی راقم متاع صبر
بیداریان خیال سے آرام خواب سے

کھلتی ہے روز زلف دوتا کسکے واسطے
بچھتا ہے روز دام بلا کسکے واسطے

جنت پسند کرتے ہین جس چیز کے لئے
یارب رکھی ہے تونے بتا کسکے واسطے

لکھنے پہ ہون فرشتون کے تقصیروار ہم
تقصیر ہو کسی کی سزا کسکے واسطے

کچھ بھی تلافی غم واندوہ وان نہین
اے آہ نارسا یہ نوا کسکے واسطے

سنتا ہے تیری کون تجھے پوچھتا ہی کون
اے جان ناشکیب دعا کسکے واسطے

مین اور بوئے زلف یہ قسمت نہین مری
دلالہ تو بنے ہے صبا کسکے واسطے

ہم مر گئے تو طرز ستم بھول جاؤگے
ہم ہی نہین تو ناز و ادا کسکے واسطے

احسان چارہ سازی عیسے اٹھائے کون
دل ہی نہین ہے پاس دوا کسکے واسطے

دشمن کا ہو قصور چھری مجھپہ تیز ہو
کسکے لئے وفا ہے جفا کسکے واسطے

کافر کو کیا غرض ہے مسلمان سے ملے
بے صرفہ التجائے خدا کسکے واسطے

امید قطع ہو گئی جب مل گیا جواب
راقم بس اب فریب وفا کسکے واسطے

اوٹھہ زندگی کہ عمر کی آخر سحر ہوئی
ہشیار ہو حیات صدائے سفر ہوئی

جس دن نگاہ یار قیامت اثر ہوئی
دنیا کو دیکھنا کہ ادہر تہی اودہر ہوئی

ہوگی کسیکی آہ رسا بہرہ ور ہوئی
یان تو ہمیشہ سوز جگر دردسر ہوئی

اچھی ہتی بیخودی کہ نہ سمجھے خودی کو ہم
کہوئی گئی جو چشم حقیقت نگر ہوئی

جو گریہ التجا مین ہوا رائیگان گیا
جو آہ مدعا مین ملی بے اثر ہوئی

سمجھے ہوئے تہے سہل غم ہجر یار کو
جب جان پر بنی ہے تو دل کو خبر ہوئی

کیا مبتلائے ہجر کی شام و سحر ندیم
غم مین ہوئی ہے شام الم مین سحر ہوئی

میرا کہان نصیب وہ خط کا جواب دے
تقریر کچہہ پسند تری نامہ بر ہوئی

معشوق عشق پیشہ ہی دیکہا جہان مین
ایک عمر پہرتے تجکو نسیم سحر ہوئی

وہ کیا ہے آرزو جو رہے انتظار مین
وہ کیا ہے زندگی جو الم مین بسر ہوئی

شاید اڑی ہے گرد کسی پایمال کی
جو بند کوئی یار مین راہ نظر ہوئی

فرقت کی شب سے کم نہتی اپنی شب وصال
امید جسکی شام مین بیم سحر ہوئی

کیا شوخیون پہ ہے نگہہ ناز آج کل
مجہپر کبہی ہوئی کبہی اغیار پر ہوئی

مدت کے بعد ریش جگر کا گلا مٹا
مژگان یار سوزن زخم جگر ہوئی

راقم شب فراق ہی اچھی ہے یار سے
رہتے ہمارے پاس جسے عمر بہر ہوئی

سمجھتے ہین اشارات نہان کی
بہت کچہہ خاک چہانی ہے جہان کی

نظر بدلی ہوئی ہے پاسبان کی
خبر دیتی ہے کچہہ راز مکان کی

کہلے کیونکر مقدر کی گرہ ہے
ہمارے دل کی اور اونکی زبان کی

رہے ناکام اسے ہی دعا ہی
الٰہی شرم رکھیو لیجو فغان کی

نبھے گی کس طرح میری تمہاری
زمین کی مین کہون تم آسمان کی

تمنا کو مرض جب کوئی سمجھے
حقیقت کیا کہین سوز نہان کی

مین اپنے حق مین کانٹے بو رہا ہون
خوشامد کر رہا ہون پاسبان کی

الٰہی انتظارِ یار کب تک
بُری نوبت ہے جانِ ناتوان کی

رہو دل مین کرو تاراج دل کو
کہ تاراجی مین ہے رونق مکان کی

یہ داغ دل ہو راقم کہ جبین پر
نشانی یار سمجھی آستان کی

خضر کو دیکی یا رب عمر کیون کی رائیگان تونے
کسی عاشق کو دی ہوتی یہ عمر جاودان تونے

نہین کی بے سبب پرخاش مجھسے آسمان تونے
ازل مین عشق کی پہری سنی تھی داستان تونے

بنا کر خوبصورت گر یہ دشمن آسمان تونے
کیا صنعت کا اپنے مجھپہ پہلے امتحان تونے

گوارا دل نہین کرتا ہے بوے غیر کو ساقی
ملا کر مشک کیون دی ہی شراب ارغوان تونے

عبث احسان تجھپہ صدقے ہے قضا کا ور گیا ہے
کہ دی وقت مین بوے کاکل عنبر فشان تونے

نہ نکلے کس جگہہ مینکش زمین جنت بنجر رہی ہے
ابھی گھر بنایا ہی کوئی یا رب مکان تونے

دیا تھا گر تغافل شاہدان ظلم شیوہ کو
ہمین بھی کوئی دی ہوتی شکایت کی زبان تونے

نظر ہو رہنمائی کو گزرگاہ حیا ہی مین
کیا مسجود ہر مسلک کا اپنا آستان تونے

وفا کا امتحان لینے کی یہ تدبیر اچھی ہے
بٹھا کر غیر کو در پہ بنایا پاسبان تونے

سمجھے ڈالا تھا یہ دل گفتگو مین کام نکلیگا
ڈبویا رازداری مین ہمین پر رازدان تونے

نہ سمجھے بلبل نادان کہ یہ نغمہ یہ مرتا ہے
کیا دشمن سنا کر باغبان کو داستان تونے

جمال یار بجلی تہا تجلی تہی کہ شعلہ تہا
ندیکہا ایک نظر بہر کر ہی چشم خونچکان تونے

رکہا محروم راقم تمکو مزے تم دد لوٹے ہین
جفا کا لطف کچہہ دل نے مزا لب کا زبان تونے

کہان حسرتین لیکے جائین تمہاری
دباوین گلے مین بلائین تمہاری

ہمین دیکہنی ہین ادائین تمہاری
کسی روز لیکر بلائین تمہاری

بہت جان کہاتا ہے ناصح ہماری
کبہی اوسکو صورت دکہائین تمہاری

ارادہ ہے خواہش کرین تجسے کوئی
مروت کبہی آزمائین تمہاری

زبان کو ہماری ہی آتی چلی ہین
شرارت کی کچہہ کچہہ ادائین تمہاری

قضا ایک بہانہ ہی ہم جانتے ہین
مگر جان لینگی ادائین تمہاری

یہی شوخیان ہین تو کچہہ آگے آگے
ادائین یہ ہونگی بلائین تمہاری

اگر دل بردن کو ہو دعوا ادا کا
ہمین چال چل کر دکہائین تمہاری

عدو کی جفائین مبارک ہون تمکو
مبارک عدو کو ادائین تمہاری

غزل شاہدونکو ندیدینا راقم
کہ گا گا کے وہ خاک اڑائین تمہاری

نواسنجان گلشن گل کا اب موسم نکلتا ہے
نسیم صبح دم سے قطرہ شبنم نکلتا ہے

چمن سے آج گلچین کچہہ ہوا برہم نکلتا ہے
بہار گل کا شاید آجکل موسم نکلتا ہے

قیامت ہی کہ ہم جان گرامی جسپہ کہو تہے ہین
تمنائی اُسی کا ذکر کا ایک عالم نکلتا ہے

گلا دہ کب نہین کرتے زبان سے کیا نہین کہتے
مگر ایک حرف مطلب منہ سی اونکے کم نکلتا ہے

کوئی ہنگامہ وان ہونیکو ہے جو آج سینہ سے
ہر ایک نالہ یہ شور نوحہ ماتم نکلتا ہے

تمہارا کیون نہو مونس تماشائی ہی صورتکا
جہانمین آئینہ جیسا ہی کم ہمدم نکلتا ہے

نہ نالہ کرتے بنتی ہی نہ روکے ہمکو بنتی ہے
کلیجا منہ کو آجاتا ہے گھٹ کر دم نکلتا ہے

پشیمان شانہ سے سلجھین وہ زلفو نسے پریشان ہین
کہ سو خم اور پڑتے ہین اگر اک خم نکلتا ہے

مسیحا خیر ہے تمکو علاج اپنا کرو حضرت
جہان ہین زخم فرقت کا کہین مرہم نکلتا ہے

تمنا وصل کی کیجے امید زندگی کسکو
لب ہر زخم سے اب نوحۂ ماتم نکلتا ہے

نہ چھیڑو زلف پر خم کو یہ سیدھی کسطرح ہوگی
کبھی بل دار رسّی کا سنا ہے خم نکلتا ہے

یہی سامان ہین راقم یار کے آزردہ ہونیکے
تمہاری لب سے ہر دم ذکر درد و غم نکلتا ہے

جہانمین مجھسا سادہ دل ہی کم آدم نکلتا ہے
ادہی سے التجا کرتا ہون جسپر دم نکلتا ہے

پھنسا ایسے مرض مین کب کوئی آدم نکلتا ہے
نہ غم سے دل ہی چھٹتا ہی نہ دل سے غم نکلتا ہے

وہ جب کرتے ہین آرایش تو شانہ ہی تکلف کا
نکلتا ہے تو رشک پنجۂ مریم نکلتا ہے

نہو دل مین کہان عاشق کے یہ رنگ غم دل ہے
جو ہمراہ سرشک دیدۂ پرنم نکلتا ہے

ہزارون نامرادون کا لہو پانی ہوا ہوگا
کہ اوس کوچے سے بچ بچ کر اک عالم نکلتا ہے

تمنا کہنے جاتا ہون پشیمان ہوکے آتا ہون
گلا دل مین بہرا رہتا ہے منہ سے کم نکلتا ہے

حقیقت سوز دلکی کوئی پوچھے شمع سوزان سے
کہ اوسپر کیا گزرتی ہے یہ کیا پیہم نکلتا ہے

بیان ہیرا زبان میری ہی تو کیون جی چراتا ہے
وہان جاتے ہوئے قاصد جو تیرا دم نکلتا ہے

غم وارمان ندیم دوست بنکر دلمین بیٹھے ہین
نہ ارمان دل سے جاتا ہی نہ دل سے غم نکلتا ہے

ہم اپنا آپ کر سکتے ہین چارہ کوئی کیا جانے
ہمارے ناخن وحشت سے خود مرہم نکلتا ہے

ہوا کیا ابر گریان آنکھ سے دریا بہاتا ہے
ہماری آنکھ سے سرچشمۂ زمزم نکلتا ہے

کبھی وہ پوچھتے ہین ہنسکے ہمپر کون مرتا ہے
ہماری شامت آئی ہی زبان سے ہم نکلتا ہے

وہان جانیکو جاتا ہے مرے تقلید پر دشمن
نگر پر بیٹھا کرتا ہوا ماتم نکلتا ہے

کسیدن وصل ہوتا ہے تو دونی آگ لگتی ہے
تمنا دل کی رہجاتی ہی ارمان کم نکلتا ہے

ہجوم درد نے اتنا بڑھایا ناتوانی کو
نفس ہی اب گرانبار الم تھم تھم نکلتا ہے

ہمین یہ دل جلاتا ہے کسیکو یاد کرتا ہے
یہ اسکا غم ہی جلتا ہے ہمارا دم نکلتا ہے

جہان مین قدر آدم ہوتی ہی راقم پس آدم
محبت کرنیوالا سچ ہے انسان کم نکلتا ہے

شوخ رخ بے نقاب دیکھئے کب تک رہے
عالم جوش شباب دیکھئے کب تک رہے

یار کا مجھپر عتاب دیکھئے کب تک رہے
درد بہ شکل عذاب دیکھئے کب تک رہے

پردۂ رخ یہ نقاب دیکھئے کب تک رہے
ابر سر آفتاب دیکھئے کب تک رہے

درد سے بیقرار غم سے جلے جان زار
نالۂ غم گرم تاب دیکھئے کب تک رہے

غیر سے وہ ہمکنار قہر یہ پروردگار
صاعقہ زیر سحاب دیکھئے کب تک رہے

طاقت مہمان ندشت خانہ بہ مہمان گزشت
اوسکا نیا یہ عتاب دیکھئے کب تک رہے

خواب مین وہ دلربا بہول کے یان آگیا
گردش تعبیر خواب دیکھئے کب تک رہے

وصل گیا بھاڑ مین جی یہ بہنے یاد مین
تاب پر طرفہ یہ تاب دیکھئے کب تک رہے

غیر کی ہے گھر مین یار رشک سے مین بیقرار
حشر کا مجھپر عذاب دیکھئے کب تک رہے

زشتی اعمال ما صورت نادر گرفت
بندرہ فتح باب دیکھئے کب تک رہے

صبح کبھی شام آئے پر وہ نہین بیوفا
لیل و نہار انقلاب دیکھئے کب تک رہے

عذر وہان آنے مین ہمکو یہان انتظار
تفرقہ بے حساب دیکھئے کب تک رہے

عشق کی ہے دل مین آگ یار کو ہے اوس سے لاگ
حالت راقمؔ خراب دیکہئے کب تک ہے

جب وہ بت سنگدل خفا ہے — پوجین اوسے کیون کوئی خدا ہے
بیگانہ وہ ہے نہ بیوفا ہے — معلوم ہے وہ یہ آشنا ہے
کیون سنئے جواب لن ترانی — آئینہ دل ہے رونما ہے
اسد نکالے آرزوئین — پیوند کے ہاتہ مدعا ہے
تم کہتے ہو بد نصیب مجکو — کیا میری جبین پہ یہ لکہا ہے
جی مین رہی عمر بہر توقع — اقرار ہی اوسنے وہ کیا ہے
ہمکو نہین شکوہ بیوفا کا — اپنے ہی کئے کی یہ سزا ہے
طول شب ہجر کیون نہوگا — اس نے تو لہو میرا پیا ہے
سمجہے ہتے زلف پرشکن کو — ناگن ہے یہ کالی بدبلا ہے
بیداد کا کیا گلا کسی سے — دل تشنہ ناوک جفا ہے
کب تک رکہین ہم امید قایم — کچہ اسکی ہی آخر انتہا ہے
کوئے مین چلو تو ہم سنائین — کچہ کان مین کہنا مدعا ہے
ٹکڑے ہوئے نامہ بر کے شاید — نامہ جو حوالہ صبا ہے
پتہر کے جگر پہ کیا اثر ہو — بدنام یہ نالہ نارسا ہے
اغیار کی یاد مین تو جاگین — رسوا مرے نالون نے کیا ہے
آنا ہے تو آؤ دیر کیون کی — یان دم ہم کچہ اور ہو رہا ہے
راقمؔ تو وہ غزل لکہی ہے واللہ — ہر گوشہ سے شور مرحبا ہے

غزلیات تمام شد

رباعیات

اب جان کا دلبرون سے پیچھا چھوٹے	کب دیکھیئے کافرون سے پیچھا چھوٹے
پہندے مین پہنسے ہین اونکے ایسے راقم	مشکل ہے ستمگرون سے پیچھا چھوٹے

ایضا

انکھون سے نہ دیکھا ہمنے مانا تجھکو	معبود مگر سمجھکے مانا تجھکو
سمجھے بہی جو کچھہ تو سمجھے ایسا گویا	جانا بہی ہے ہمنے پہر نہ جانا تجھکو

ایضا

ہم نے کبہی تم سے بیوفائی کی ہے	جب کی ہے تمہین نے کج ادائی کی ہے
سہہ سہہ کے ستم بہی ہم نبولے منہ سے	دل دیدیا تم کو یہ برائی کی ہے

ایضا

اب غم مین نہین ہے یار میرا کوئی	فرقت کا بہی غمگسار میرا کوئی
مرتا ہون وہ یاد کرکے غم مین ایام	رہتا تہا گلے کا ہار میرا کوئی

ایضا

درد غم یار سے مرنا بہتر	دنیا مین وفا کا نام کرنا بہتر
کیون جی کے خراب زندگانی کیجے	اسباب رحیل سر پہ دہرنا بہتر

قطعات تاریخی

تاریخ وفات خواجہ شمس الدینخان معروف بخواجہ جان دہلوی

عم بزرگوار راقم

کسوف فنا دید آن شمس دین
که بُد خواجه جان عرف آن نیک خو

چو رحلت اقامت ز دنیا به بست
شده ماتم و شیونش کو بکو

براقم شده آنچنان رنج و غم
بیانش ز کلک و ز نطقم مجو

بگفتم بدان اے دل پر الم
که خلد برینش همه جائے او ۱۲

قطعه تاریخ وفات خواجه بدر الدین خان معروف بخواجه امان مترجم بوستان خیال برادر زاده میرزا اسد الله خان غالب دہلوی والد ماجد راقم

آن خواجه امان که بود فرزانه دهر
شیرین سخن و شکر زبان اُردو

افسون دم و سحر کار و معجز گفتار
در اهل زبان سلیقه دان اُردو

فرزانه جوان و نور چشم غالب
نام آور هندو کامران اُردو

عالی نسبی ز طرز دانش پیدا
والا حسبی عیان ازان اُردو

از خامه و کلک داستان رانده
وز کام و زبان فزود شان اُردو

در رزم بیان شراره ریزی بوده
در بزم سخن گهر فشان اُردو

معجز سخنے زیادگار اندیش
افزود بعمر جاودان اُردو

در باغ جهان نهال اُردو بگذاشت
تا ماند از و ثمر فشان اُردو

آرے چه به کلک نقش نگین بسته
زافسانه کهنه داستان اُردو

بر اهل سخن فشاند گنج گوهر
بر اهل نظر کشود کان اُردو

کان نقد گران بها بعالم بگذاشت
چندین ورقے ز ارمغان اُردو

خود زود به بست رخت هستی هیهات
پایان نرسیده داستان اُردو

قطعہ تاریخ وفات نواب ضیاء الدین احمد خان بہادر متخلص نیّر دہلوی جاگیردار لوہارو عم بزرگوار علائی بود

پھر ہوا تازہ زخم سینہ مین — پھر ہوا تازہ داغ دہلی کا
سن رہا ہون کہ مر گیا نیّر — تہا جو چشم و چراغ دہلی کا
آج پامال ہوگئی دہلی — آج اجڑا ہے باغ دہلی کا
یہ وہ دہلی تہی رشک جنت — عرش پر تہا دماغ دہلی کا
گل جسے لالہ زار کہتے تہے — آج جنگل ہے باغ دہلی کا
دہلی والے رہے نہ وہ دہلی — رہ گیا دل پہ داغ دہلی کا
چل بسے نامدار دہلی کے — سات لیکر فراغ دہلی کا
کیسے کیسے تہے لوگ دہلی مین — ہر سخنور دماغ دہلی کا
جنسے پایا فروغ دہلی نے — جنسے تہا تر دماغ دہلی کا
مومن و ذوق اور آزردہ — شیفتہ سا چراغ دہلی کا
غالب و عارف اور صہبائی — نیّر خوش دماغ دہلی کا
اُن سے دہلی تہی یہ تہے دہلی سے — ان سے روشن چراغ دہلی کا
اب وہ دہلی نہ رونق دہلی — ایک کہنڈر سا ہے باغ دہلی کا
اب کہان ایسے نامور پیدا — اب کہان وہ فراغ دہلی کا
نامدارون مین باقی نیّر تہا — گو ہر شب چراغ دہلی کا
بعد غالب کے رہ گیا تہا یہی — انجمن مین ایاغ دہلی کا
اہل فضل و کمال پاتے تہے — اوس سے ملکر سراغ دہلی کا

وہ بھی سوئے ارم روانہ ہوا
چھوڑ کر خانہ باغ دہلی کا

نیرّ خوش خصال کا مرنا
داغ پر ہے یہ داغ دہلی کا

اب ثنا نام شہر کا راقم
اب بجھا ہے چراغ دہلی کا

سلام

جسدم ہوئے سوار سوئے کربلا حسین
اہل مدینہ کہتے تھے رو رو کے یا حسین

کوفے کو آپ جاتے ہین کیا جانتے نہین
شیر خدا پہ گزرا تھا کیا ماجرا حسین

جانا اگر ہے آپ کو منظور جائیے
اہل حرم کو سات سے رکھئے جدا حسین

آفت کی وہ زمین ہے مسکن قضا کا ہے
کوفی دغائی لوگ ہین دینگے دغا حسین

سنکر کہا امام نے مرضی خدا کی ہے
راضی ہے ہر طرح برضائے خدا حسین

فرزند ہے علی کا نواسا رسول کا
امت پہ اپنی جان کریگا فدا حسین

ڈرتا نہین قضا سے اگر سو قضا بھی ہون
وعدہ کیا ہے اسکو کریگا وفا حسین

ہے ہے نمانی شاہ نے راقم کسی کی بات
کٹوائے سر گئے سوئے دشت وغا حسین

سلام

مچ گئی رن مین ہین مہمانیان مہمانون کی
جان لیتے ہین مسلمان مسلمانون کی

آل احمد کو بلا گھر مین پیاسا مارا
کاٹ لین گردنین تلوار سے مہمانون کی

جان لی مال لیا صبر نہ آیا پھر بھی
چھین لین چادرین بھی چاک گریبانون کی

کہتے رو رو کے تہین زینب کہ ہائی بابا
بہائی مارے گئے اب ہمکو پڑی جانون کی

قتل سب ہو چکی اولاد اکیلے ہم ہین
اب اوٹہانی ہے اذیت ہمین نذانونکی

ہم اسیرونپہ ہے وہ ظلم کسی پر نہوا
قید مین گہرکیان سنتے ہین نگہبانون کی

قطرہ پانی بہی نہین دیتے یہ ظالم ہمکو
سوکہی جاتی ہے زبان پیاس سے گریانونکی

ہائے سقائی حرم بہی نہین پانی لائے
پیاس اب کون بجہائیگا پریشانون کی

قہر سا قہر ہے فرزندونپہ زہرا کے فدا
لاشین بے گور و کفن ہین پڑی بیجانونکی

بانو کہتی تہین کہ فرزند کہان ہین میرے
صورتین دیکہہ لون اکبار مین مردانونکی

ہائے قاسم ہے نہ اکبر ہے نہ اصغر گہر مین
اب خبر کون لے اللہ پریشانون کی

ایک سجاد ہے باقی وہ پڑا ہے بیمار
جان ہے نرغہ مین ہم بے سر سامانونکی

قید جب ہو کے چلے اہل حرم میدان سے
عرش ہلنے لگا فریاد سے گریانون کی

آنکہہ سے آنسو حرم کے ہوئے جاری اقسم
لاشین دیکہین جو پڑی خاک پہ بیجانونکی

سلام

پہونچے جو کربلا مین غریبان کربلا
غوغا ہوا کہ آئے ہین مہمان کربلا

تا حشر یان رہین گے یہانسے نجائینگے
سامان کر کے آئے ہین سلطان کربلا

بولی اجل پکاری قضا یہ میرے نصیب
سلطان کربلا ہوئے مہمان کربلا

پکڑے قدم زمین نے تہامے اجل نے بازو
زنجیر بن گیا تہا بیابان کربلا

رستہ دیا زمین نے نہ صحرا نے راہ دی
زندان سے تنگ تر ہوا میدان کربلا

آگے نہ بڑہ سکے وہین ڈیرے جما دیے
بیٹہے حسین تہام کے دامان کربلا

جی چھٹ گیا امام کا سامان دیکھکر
آیا نظر بہرا ہوا ایسان کربلا

بولے امام جانتے ہین اس مین کو ہم
پیاسی ہمارے خون کی ہے جان کربلا

جو کچھ کہ ہونیوالا ہے معلوم ہے ہمین
لوٹین گے خاک و خون مین شہیدان کربلا

اس خاک پاریہ پہ پڑے ہونگے جابجا
تن ہاے نازنین غریبان کربلا

جب ہوچکا یقین شہ تشنہ کام کو
بے سر دئیے نجائین گے مہمان کربلا

فرمایا اب حسین یہان سے نجائیگا
دل کہولکر نکالے گا ارمان کربلا

اللہ کہہ چکا ہے یہ اپنے رسول سے
تقدیر ہے حسین سے ہو شان کربلا

دم بہی لیا نہ تہا ابہی دلدل سوار نے
دیکہا کہڑے ہوئے منہ حریفان کربلا

شامی جمائے فوج بڑے سے پرا ملائے
تیار رزم پر ہین سواران کربلا

لشکر پہ حملے شاہ کے کرنے ہین دمبدم
نیزے اُٹہا اٹہا کے سفیہان کربلا

نرغہ مین کر لیا ہے جناب حسین کو
قطرہ پئین نہ پانی کا سلطان کربلا

جب چارہ غیر جنگ نہ دیکہا امام نے
لشکر جمادیا سر میدان کربلا

بڑہنے لگی ادہر سے بہی شیران صف شکن
سر پر کفن کو باندہ دلیران کربلا

ایسے گرے کہ برق گری جان لیگئی
تلوارین سونت سونت جوانان کربلا

جانین بچا سکے نہ سفیہان کینہ جو
ایک ایک حلیف ہوگیا قربان کربلا

پشتے لگا دئیے تہے کنارہ فرات کے
کشتون سے بہر دیا تہا بیابان کربلا

ایک حشر تہا کہ آل عبا پر گزر گیا
محشر مین بہی نہ ہوگا یہ سامان کربلا

سر ننگے اہل بیت ہین سر پر ردا نہین
منہ پر حجاب کو نہین دامان کربلا

جانین بچین نہ مال بچا ہے نہ آبرو
جنگل ہے بے بیان مین اسیران کربلا

گرتا تہا آسمان کو حریفونکی جان پر — اولاد فاطمہ ہے پریشان کربلا

پانی کے بدلے آنکھہ مین باقی نہین ہے اشک — پیاس سے تڑپ رہے ہین اسیران کربلا

زخمون سے چور چور بدن ہے حسین کا — بے جان پڑے ہوئے ہین شہیدان کربلا

قاسم کہین پڑے ہین کہین اکبر جوان — لاشون کو روندتے ہین سواران کربلا

عباس کہہ رہے ہین کہ عباس ہو چکا — لیجے خبر دہائی ہے سلطان کربلا

پہونچے مدد کو کون کہ اتنا نہین کوئی — خیمہ مین لائے نعش شہیدان کربلا

زینب پکارتی تہین کہ مقتل مین کوئی جائے — تپتے زمین پہ لیٹے ہین سلطان کربلا

لاؤ اٹہا کے بہائی کو زانو پہ مین سلاؤن — ہے ہے تڑپتے ہین سر میدان کربلا

فریاد اہل بیت نے بہڑکائی تہی وہ آگ — جلنے لگا تہا صحن بیابان کربلا

اوس تن کو رو رہے تہے جو سر سے جدا ہوا — اوس سر کو پیٹتے تہے یتیمان کربلا

وہ تن جو گرم خاک پہ بے سر پڑا رہا — وہ سر جو نیزہ پر بنا ارمان کربلا

آنکہین نہتین لعینونکی آنکھونسے دیکھتے — آل عبا کو کورنگاہان کربلا

یہ صبر اہل بیت پڑیگا کہان کہان — جاتے ہین ننگے پانو اسیران کربلا

پوچہین گے تجہسے حشر کو اے خاک ماریہ — مہمان نوازیان ترے مہمان کربلا

کیا دیگی پہر جواب نہ بن آئیگا جواب — دست حسین ہوگا گریبان کربلا

جب بعد عصر خاتمہ جنگ ہو چکا — رخصت ہوئے ارم کو شہیدان کربلا

اہل حرم بہی لٹ چکے خیمہ بہی جل چکا — سجاد ہین سو وہ بہی اسیران کربلا

پہر اہل شام نعرہ زنان شام کو چلے — لٹکا کے نیزہ پر سر سلطان کربلا

گریہ پہ اہل بیت کی روتا تہا آسمان — ماتم سے ہل رہا تہا بیابان کربلا

ہے ہے یہ کیا غضب ہے دُہائی خدا کی ہے — قتلِ حسین ہو سرِ میدان کربلا

منہ کو کلیجا آتا ہے راقم بیان سے
کاٹین سرِ حسین لعینان کربلا

تضمین بر غزل نعتیہ جناب نجم الدولہ دبیر الملک نظام جنگ میرزا اسداللہ خان بہادر غالب مغفور دہلوی

واقف ہین خوب سرِ حقیقت سے حق پرست — آنکھون سے دیکھتے ہین تماشائے رنگ لست
سمجھے ہوئے دلون مین ہین رندان فاقہ مست — حق جلوہ گر ز طرز بیان محمد است
آرے کلام حق بزبان محمد است

مانا کہ خاص حق کے ہے قفل قضا بدست — لیکن کلید چاہیئے بہر کشاد بست
کہنے کی بات اور ہے گفتن ہمین بس است — تیر قضا ہر آئینہ در ترکش حق است
اما کشاد ان زکمان محمد است

زاہد تجھے بھی دیدہ ادراک ہو سہی — قدرت نہین کہ محرم اسرار ہو کبھی
ہان راز معرفت پہ تجھے جب ہو آگہی — دانی اگر بہ معنے لولاک وارسی
خود ہر چہ از حق است ازان محمد است

دل سے عزیز تر ہو وہ یہ شے ہے مستند — فرزند و عمر و دولت و معشوق سرو قد
دیتے ہین جان انکے لئے صاحب خرد — ہر کس قسم بدانچہ عزیز است میخورد
سوگند کردگار بہ جان محمد است

کیسی ارم کہان کا چمن کسکا لالہ زار — ہم سن چکے ہین یہ تو کہانی ہزار بار

یہ وقت قصہ خوانی جنت نہیں ہے یار — واعظ حدیث سایہ طوبیٰ فرو گزار

کاینجا سخن ز سرو روان محمد است

معجزنے میں حضرت عیسے نے کیا کیا — کہہ کہہ کے قم باذن ہی مردونکو دم دیا

اعجاز اسکا نام ہے شق القمر ہوا — بنگر دو نیمہ گشتن ماہ تمام را

کان نیمہ جنبشے ز بنان محمد است

ہوتی اگر نہ مہر نبوت بدوش قد — ہوتا نہ فرق پھر کہ یہ احمد ہی یا احد

مانا کہ وہ نشان رسالت کی ہے سند — ورخود ز نقش مہر نبوت سخن رود

آن نیز نامور ز نشان محمد است

اوسکی ثنا و مدح کریں کس زبان سے ہم — کہتا ہے جسکے نام کی اللہ خود قسم

راقم بقول غالب آسودہ ارم — غالب ثنائے خواجہ بہ یزدان گزاشتم

کان ذات پاک مرتبہ دان محمد است

تضمین بر غزل نواب یوسف علی خان بہادر فرمان روائے رامپور متخلص ناظم شاگرد حضرت غالب دہلوی

مستانہ نگاہیں ہیں حیا اور ہے کچھ ہے — جانانہ ادا ہوش ربا اور ہے کچھ ہے

انسان نہیں وہ ماہ لقا اور ہی کچھ ہے — انداز نرالا ہے ادا اور ہی کچھ ہے

وہ حسن نہیں نام خدا اور ہی کچھ ہے

کیا حسن کا تم حسن بڑہانے نہیں دیتے — مشاطہ کو بھی ہات لگانے نہیں دیتے

کیا زلف صبا کو بھی ہلانے نہیں دیتے — کہتے ہو کہ ہم غیر کو آنے نہیں دیتے

سچ ہی ہو یہی پر ہمنے سنا اور ہی کچھہ ہے

مارا ہی تہا مجکو نگہہ ہوش ربا نے
ہان زندہ کیا جنبش اعجاز نما نے

تسمہ ہی رکہا تہا نہ لگا برق بلا نے
پردہ نہ رکہا تیری لب روح فزا نے

ہم جانتے تہے اب بقا اور ہی کچھہ ہے

ایسی تو نہتی بات اوسے زہر لگی بات
کہنے مین مگر فرق رہا جو نہ بنی بات

پیغام تہا گالی نہ تہی اوسنے لسنے بات
جو مینے کہا تہا وہ بگڑ نیکی نہ تہی بات

قاصد نے مگر اوس سے کہا اور ہی کچھہ ہے

کچھہ اور جدا ہی ہی یہ حال ہے ہونا
یہ جینے مین جینا ہے عبث عمر کا کہونا

کہانا ہے نہ پینا ہے نہ دن رات ہے سونا
ہمدم ہی جانان کی جدائی کا ہے رونا

کہتے ہین جسے مرگ وہ کیا اور ہی کچھہ ہے

کیا کام ہے عیسے کا وہ تشریف نہ لائین
دم بازیان اورون ہی کو وہ اپنی جتائین

اعجاز کسی مردہ کو وہ اپنا دکہائین
عیسے سے کہو مردہ صد سالہ جلائین

بیمار محبت کی دوا اور ہی کچھہ ہے

کس جان مین وہ جان ہے پروانہ نے دی جان
مجنون کی یون ہی دشت نوردی مین ہی جان

بیکار سی تہی موت ہی بیکار سی تہی جان
فرہاد نے تیشے سے ہی دی تو سہی جان

یہ شیوہ ارباب وفا اور ہی کچھہ ہے

دشنام سے کیا اور سوا دیتے ہو لاؤ
ملنے کا اگر مژدہ نیا دیتے ہو لاؤ

تسکین کی مرے کوئی دوا دیتے ہو لاؤ
تم حسن کی خیرات مین کیا دیتے ہو لاؤ

ہر چند تمنائے گدا اور ہی کچھہ ہے

کہتے ہو حقیقت کے بھی منکر نہین ناظم — راقم تو شریعت کے بھی منکر نہین ناظم
تم صبر و قناعت کی بھی منکر نہین ناظم — ہم زہد و عبادت کی بھی منکر نہین ناظم

پر قاعدہ فقر و فنا اور ہی کچھ ہے

قطعہ تاریخ بہ گل باری قلم اعجاز رقم فصیح بیان شیرین زبان شاعر بے مثال ناثر خوش مقال جناب سید حیدر حسین صاحب تخلص یکتا بسال ترتیب دیوان

چون حضرت راقم بود در امصار — ہم ناثر و ہم ماہر نظم زیبا
زین او ست کہ "تاریخ کلامش آمد — بے کاست و کم قادر نظم زیبا"

ایضاً

خواجہ مرزا خان راقم چون نوشت — نظم مجموعۃ الصفات دل پذیر
دل بسرود سال تاریخش سرود — نو بہار کلیات بے نظیر

ایضاً

زیبا سخنے کہ طرز او یاد دہد — کین نظم بود ذخیرہ از غالب
نام ناظم نشان تاریخش ہست — مرزا راقم نبیرہ از غالب

ایضاً

اس نظم سے سن [illegible] ظاہر یکتا — گفتار مین جو و تیرہ غالب ہے
پوچھا جو کسی نے اسکی ناظم کی صفت — ہاتف نے کہا نبیرہ غالب ہے

ایضاً

دل [illegible] کو ہو [illegible] حاصل اک لطف — ہے یہی حاصل نظم زیبا

توُنے کیا اون سے کیا تہا وعدہ	حیف اس بار یہ ایسا بہولا
ایک تاریخ کا کہنا گویا	تہا نہ آسان تو مشکل بہی نہ تہا
بڑہ گیا حد سے تغافل ورنہ	کم نہ تہا حوصلۂ فکر رسا
زیب ہے جو ہو شکایت تجہ سے	جس قدر شکوے کئے جائین بجا
سال ترتیب کا کہہ جلدی اب	[redacted] دفتر عشق مکمل ہو گا ۱۳

قطعہ تاریخ بہ نقش طرازی خامہ معجز بیان دانشا پردازی سخن سنج سحر زبان جناب منشی علیم الدین متخلص علیم متوطن سیئہ سرشتہ دار پنچایت رزیدنٹ جیپور

خواجہ ذی جاہ قمر الدین خان	ہست در دنیا بخوش گوئے علم
آنکہ نامش ہست راقم در سخن	دانکہ باشد پر گہر طبعش چو یم
نام این دجمع کرد اشعار خود	در زبان سعدیا سحر راقم
باد دایم در جہان اشعار او	یا الٰہی تا بود لوح و قلم
اے علیم نکتہ پرور سحر کار	سال او گفتار خواجہ کن رقم

ایضا

بحمد اللہ کہ این مجموعہ نظم	بوقت نیک و خوش گردیدہ تدوین
نوشتہ اندرین راقم ہمانا	ہزاران نکتہ اعجاز رنگین
علیما از برائے سال وتاریخ	بگو اشعار راقم عنبر آگین

قطعہ تاریخ بہ آہنگ دلربا نوای فکر رسا جناب منشی چہتر مل صاحب متخلص مجبور شاگرد حضرت تسلیم نارنولی ـ

عجب دلچسپ ہے دیوان راقم	کہ دل جس پر فدا ہے انجمن کا
ہوئی تاریخ اے مجبور مین نے	کہا گلدستہ گلہائے سخن کا

عذب البیانی و رطب اللسانی شاعر نازک خیال ناظم عدیم المثال رنگین بیان شیرین زبان سید احمد مرزا خان متخلص آگاہ خوشہ چین غالب

مجموعہ خوبی ہے یہ نظم یہ مجبوبی ہے	ملتے ہوئے غالب سے ہے شان دل راقم
ہے لطف معانی مین سو طرح کی دلچسپی	انداز سخن پر ہے احسان دل راقم
ہر شعر گران پایہ ہے شوق کا سرمایہ	خوبی مین گران تر ہے ارزان دل راقم
ہے قبضۂ قدرت مین اقلیم سخن رانی	جاری ہے مضامین پر فرمان دل راقم
گنجینۂ معانی کا سینہ مین جو تہا پنہان	نکلا ہے وہ اب بنکر ارمان دل راقم
علو ہے نفاست ہے ہر لفظ کا اندازہ	آگاہ فصاحت ہی ہے جان دل راقم
کی فکر جو کچھ مین نے ہاتف نے کہا لکھدے	تاریخ سن ہجری فیضان دل راقم

ایضاً

داد و ترتیب چو دیوان راقم	از مضامین بہر سو در سفت
سال تاریخ چو جستم ز سروش	باب رمز سخن دلکش گفت

ایضاً

کرد چون دیوان رقم راقم نازک خیال	گشت ز فیض سخن سلک گہر تاب نظم
جست چو آگاہ سال کرد بہ بنیان مقال	از سرایان سروش نادر و نایاب نظم

ایضاً

عجب دیوان لکھا ہے خواجہ قمر الدین راقم نے ۔ ز سر تا پا ہے یہ باغ سخن میں تازہ گل اچھا
پئے تاریخ سال آگاہ جب کچھ بہ فکر کی میں نے ۔ تو جلدی بول اٹھا ہاتف خیال خواجہ گل اچھا

ایضاً

چو راقم با کمال فرمود ۔ دیوان خودش بہ نظم ارقام
کردیم چو فکر سال تاریخ ۔ یابد تا کار نیک انجام
آگاہ سروش گفت از من ۔ ترتیب کلام لطف انجام

قطعات سال طبع دیوان بزمزمہ گفتار سرخیل نام وران سخنوری ہمسر نظیر و انوری سید ظہیر الدین صاحب متخلص بہ ظہیر دہلوی

ہوا ترتیب جو دیوان رنگین ۔ بندھا گلدستہ گلزار راقم
کہاں ہیں اہل بینش آئیں دیکھیں ۔ کھلا ہے دفتر اشعار راقم
عروسان چمن کی زیب شان ہے ۔ بہار گلشن بے خار راقم
حلاوت بخش روح و کام و جان ہے ۔ زبان شوخ و شکربار راقم
بلاغت ہے فصاحت خیز کتنے ۔ کہ آسان تر ہے ہر دشوار راقم
بتان شوخ کو کرتا ہے تسخیر ۔ فنون شوخئ گفتار راقم
ملیحان جہان بیکے ہیں جس سے ۔ وہ ہے نظم ملاحت بار راقم
ظہیر خستہ جان کی دل سے پوچھو ۔ مذاق طبع گوہر بار راقم
جو دیکھے اس چمن کا حسن طبع ۔ وہ کہدے بے خزان گلزار راقم

قطعہ تاریخ طبع دیوان بہ شیرین زبانی و فصاحت بیانی ندیم حسین خان متخلص نظیر سررشتہ دار نظامت گنگاپور راج جیپور

گرامی لقب خواجه نامور — خردمند فرزانه رعنا جوان
سخن سنج و دانشور خوش کلام — برنگین بیانی و شیرین زبان
سخنور سخن فهم و عالی نسب — ز دهلی نژاد و ز نسل کیان
جگر گوشه غالب دهلوی — چراغ شبستان هندوستان
خوشا عرف آن خواجه میرزا — مهین پور دل بند خواجه جان
تخلص براقم پی نظم و نثر — سزاوار تحسین به لطف زبان
ز گفتارش آمد سخنهای نغز — چو شهوار گوهر به ارز گران
یکی آن فسانه ز بستان خیال — چنان ترجمه کرد زان داستان
که هر یک پسندیده اهل خرد — به امصار و اکناف هندوستان
کتاب دوم هم ز تالیف اوست — بذکر مظاهر و سامان آن
سوم بحث نسوان و ذکر وفا — نوشته بخوبی به نسوان زبان
چهارم دل آرای نظم سخن — بیاراست مثل عروس آنچنان
بهر دل عزیزست چون جان عزیز — بهر چشم شوق تماشائیان
به معجز بیانی به عیسی دمی — بیند اخت در جسم بی جان جان
عجب کرد آراسته روی نظم — که دل میکشد هر ادای بیان
چه نقشی بیند اخت بر روی دهر — که نامش بود زندهٔ جاودان
پریشان سخن را فراهم نمود — شود سرمهٔ چشم اهل جهان
رسانید سرمایهٔ عمر خویش — با اهل سخن هدیه و ارمغان
ندا داد تا نقد بگواے نظیر — شده طبع دیوان با فر و شان

ہمان وقت فکرم بہ تاریخ شد
ہمان دم بہ سالش کشودم زبان

گرفتیم حرف از سر طرز او
بگفتیم سالش - چہ مرغوب بیان ١٩

گہر فشانی خامہ بلاغت شمامہ مرزا ساجد بیگ معتمد عدالت بلگنڈہ علاقہ نظام برادر خرد سرور جنگ آغا مرزا بیگ

راقم نے وہ کلیات آراستہ کیا
ہر صفحہ انجمن ہے ورق بزم دلفریب

واللہ طرز شوخیٔ دیوان کہتے ہیں
مشتاق پیستہ ہیں کی [illegible] بزم دلفریب

طبع روان کا قصد کہ ساجد زبان ہلا
تاریخ تو بھی لکھنے کا کر عزم دلفریب

ہاتھ آئے ناگہاں مجھے تاریخ طبع بھی
اچھی زبان برق ہے یا نظم دلفریب

ترانہ گفتار شیرین زبانی و نغمہ بہ ہنجار فصیح بیانی خواجہ مرزا امیر الدین خان متخلص بہ آثم خلف الصدق راقم دہلوی

واہ واہ النظم حضرت راقم
گویا گل بہار ہے چراغ بزم

ہر سخنور کی سیر کرنے کو
کھل رہا ہے یہ خانہ باغ بزم

خاص دہلی کی انجمن کا ہے
شمع اردو کا یہ سراغ بزم

واہ دیوان ہے اور کیا دیوان
پھر نظارہ شب چراغ بزم

خوش بیانی سے مست ہو محفل
تر زبانی سے تر دماغ بزم

رنگ گفتار سے ہویدا ہے
مے سخن ہے زبان ایاغ بزم

دیکھ لیں خود نظر سے اہل نظر
گل فشانی یہ ہے چراغ بزم

صفحہ صفحہ گل مضامین سے
انجمن کا چمن ہے باغ بزم

طبع دیوان وہ ہوا آثم
ہے ڈھلا سانچے میں ایاغ بزم

تو یار وس

...ر د نوای افسون خیز از خاصان درگاه

...ن ایزد خلق پناہی خدا آگاہ مرتضے شاہ چشتی دہلوی

ہمکو آیا پسند راقم کا	ریختہ مین وتیرہ نادر
کیا چھپا ہے یہ واقعی دیوان	کل زبان کا ذخیرہ نادر

قطعہ تاریخ سال طبع دیوان بہ شوخی زبان شوخ و تیز بیان شوخ حسین خان متخلص ناظر شاگرد راقم دہلوی

طبع استاد کا دیوان ہوا اسبار	شوخ ادائی مین بنا شاہد گل رو اچھا
دیکھ کر اہل نظر اسکو کہین گے ناظر	واللہ دیوان ہے با نغمہ اردو اچھا

قطعہ تاریخ طبع دیوان بپاکیزگی زبان و بہ شائستگی طرز بیان عبد الرحمن خان متخلص عشرت شاگرد راقم

ہوا ہے طبع کیا دیوان استاد	کہ جسکی طرز بالکل فارسی ہے
زبان ریختہ رنگین وہ ہے	کہ اردوی معلے واقعی ہے
پسند دل ہو کیونکر یہ عشرت	بیان با عشق و ذکر عاشقی ہے

قطعہ تاریخ طبع از فکر گوہر بار شاعر شوخ گفتار محمد عبد الحمید صاحب متخلص اخگر شاگرد آگاہ دہلوی

دیوان کہ اخگر ز ہر حرف حرفش	نمایان شود عز و تمکین راقم
بالنب طبع آمد ز خوبی	از و شاد شد جان شیرین راقم
پیوی سال طبعش شنیدم	ز روح القدس نظم شیرین راقم

الصد

چہپا جب حضرت راقم کا دیوان	جسے اردو ن
سر بہ ظن قلم کر لکہہ یہ اخگر	کہ دیوان یا لسان الغیب

کرا ۱۳۰

قطعہ تاریخ نتیجہ فکر بلند و رسائی طبع ارجمند محمد عبد الرحمن صاحب کوکب شاگرد اخگر

دیوان خوب راقم ہر حرف شوخ جسکا	تابندہ ہے ستارہ یا دُر ہے شاہوار
جب چہپ چکا تو کوکب لکہا یہ سال طبع	جادو بیانیان ہین - بالغیہ ہزار

قطعہ تاریخ بہ گہرباری قلم عنبرین رقم شاعر یکتا محمد ریاض الدین فدا میر منشی ازرید نسی ٹبے پور متوطن اکبر آبادی

بے ریا دوست حضرت راقم	مہر تابندہ سپہر کمال
اونکا دیوان اب مرتب ہے	ہین چہپنے مین اوسکے قیل و قال
طبع کا اوسکے لکہئے سال فدا	ہو گا مطبوع بوستان خیال

قطعہ تاریخ از فکر ناظم بے مثال شاعر نازک خیال منشی محمود جان صاحب متخلص محمود مترجم دفتر انگریزی کونسل جے پور

ہے دیوان راقم مین کیا آب و تاب	ہر ایک شعر ہے گوہر حسن و عشق
لکہی ہے جو تصویر راز و نیاز	ہے پیش نظر پیکر حسن
جفا و وفا کا یہ آئینہ ہے	ذرا دیکہنا جوہر حسن
پئے سال محمود نے برمحل	کہا چہپ گیا دفتر

قطعہ سہو دہ سرائی راقم - باصد آہ تاریخ ۱۳ ۱۹۰

دیوان نہین لکھا ہے یہ گویا فقیر نے | راز و نیاز عشق کی تصویر کھینچی ہے
صورت گری خیال کی مانی نکر سکے | راقم نے وہ خیال کی تقریر کھینچی ہے
ہر لفظ دل فریب ہے ہر حرف دلربا | کلک سخن سے قدرت تاثیر کھینچی ہے
غم کا کہین بیان ہے کہین ذکر عیش کا | عاشق کی نامرادی تقدیر کھینچی ہے
دیوان نہین ہے ایک مرقع ہی جسمین کل | شعلہ رخون کی حسن کی تصویر کھینچی ہے
کیا کیا زبان شوخ سے گفتار گرم سے | کل شاہدان ہند کی تصویر کھینچی ہے

ختم کلیات راقم دہلوی - زمزمہ تواریخ

از نسب خواجہ قمر الدین خان جہان آبادی | مولد از قدیم دہلی ولد خواجہ بدر الدین خان
مترجم بجلد ہائے بوستان خیال | نبیرہ نواب نجم الدولہ دبیر الملک نظام جنگ
از اقوام مغل نورانیہ | نمک خوار با عہد دولت قیصر ہند

خاتمہ بالخیر ہوا

تمت

اعلان

جملہ حضرات ارباب مطابع واصحاب اخبار وغیرہ کو اطلاع دیجاتی ہے کہ بندہ راقم نے اپنے کلیات موسومہ بہ نغمہ اردو کے کل حقوق تصنیف کے محفوظ کر لئے ہین اور حسب ضابطہ رجسٹری بھی کرائی گئی ہے کوئی صاحب بلا اجازت مصنف کے قصد طبع نفرمائین - اور شائقین کو خریداری اس گوہر بے بہا کی منظور ہو تو بہ ارسال زر قیمت ایک روپیہ چار آنہ عہ/ ہمراہ محصول ڈاک و رجسٹری وغیرہ مصنف سے بمقام چھیپوا نیچا لکنوان یا مطبع افضل المطابع دہلی حویلی اعظم خان سے منگالین
العبد خواجہ مرزا قمر الدین خان راقم

Post Graduate Library
College of Arts & Commerce, O. U.